

جمادی الاول ۱۴۴۰ھ جنوری ۲۰۱۹ء

دلیلِ صُبحِ روشن ہے ستاروں کی تنک تابی
اُفُق سے آفتاب اُبھرا، گیا دورِ گراں خوابی

خلیفۃ الرسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت عبداللہ بن عکیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا تو اس میں ارشادفرمایا:

"امابعد!میں تمہیں اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ تم اللہ سے ڈرو اور اللہ کی شایانِ شان تعریف کرو اور اللہ کے عذاب کا خوف تو ہونا چاہیے لیکن ساتھ کے ساتھ اس کی رحمت کی امید بھی رکھواوراللہ سے خوب گڑگڑا کر مانگو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام اور ان کے گھروالوں کی قرآن میں تعریف فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے:

إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ

"یہ سب نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور امیدوبیم کے ساتھ ہماری عبادت کیا کرتے تھے اور ہمارے سامنے دب کررہتےتھے"۔

پھر اللہ کے بندو!تم یہ بھی جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے بدلہ میں تمہاری جانوں کو گروی رکھا ہوا ہے اور اس پر اللہ نے تم سب سے پختہ عہد لیا ہوا ہے اور اس نے تم سے (دنیا کے)تھوڑے اور ختم ہوجانے والےمال اور سامان کو (آخرت کے)زیادہ اور ہمیشہ رہنے والے اجر کے بدلہ میں خرید لیا ہے اور یہ تم میں اللہ کی کتاب ہے جس کے عجائب ختم نہیں ہوسکتے اور اس کا نور کبھی نہیں بجھ سکتا۔لہٰذا اس کتاب کےہر قول کی تصدیق کرو اور اس سے نصیحت حاصل کرو اور اندھیرے والے دن کے لیے اس میں سے روشنی حاصل کرو۔اللہ نے تمہیں صرف عبادت کے لیے پیداکیا ہے اور لکھنے والے کریم فرشتوں کو تم پر مقررکیا ہے جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں۔پھر اے اللہ کے بندو!یہ بھی جان لو کہ تم صبح اور شام اس موت کی طرف بڑھ رہے ہو جس کا وقت مقرر ہے لیکن تمہیں وہ بتایا نہیں گیا ۔تم اس کی پوری کوشش کرو کہ جب تمہاری عمر کا آخری وقت آئے تو تم اس وقت اللہ کے کسی عمل میں لگے ہوئے ہو اور ایسا توتم صرف اللہ کی مدد سے ہی کرسکتےہو۔لہٰذا عمر کے پورے ہونے سے پہلے تمہیں جو مہلت ملی ہوئی ہے اس میں نیک اعمال میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو ورنہ تمہیں اپنے برے اعمال کی طرف جانا پڑے گا کیونکہ بہت سے لوگوں نے اپنے آپ کو بھلا رکھا ہے اور اپنی عمر دوسروں کو دے دی ہے یعنی اپنے ایمان وعمل کی انہیں کوئی فکر نہیں ہے۔میں تمہیں ان جیسا بننے سے سختی سے روکتا ہوں ۔جلدی کرو کیونکہ تمہارے پیچھے موت کا فرشتہ لگا ہوا ہے جو تمہیں تیزی سے تلاش کررہا ہے،اس کی رفتار بہت تیز ہے"۔

[ابونعیم فی الحلیۃ ج۱،ص۳۵۔ابن ابی شیبہ]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر ۱۲، شمارہ نمبر ۱

جمادی الاول ۱۴۴۰ھ • جنوری 2019ء



سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب کہ لوگ حساب کتاب کے لیے کھڑے ہوں گے تو کچھ لوگ اپنی گردن پر تلواریں رکھے ہوئے آئیں گے، جن سے خون ٹپک رہا ہو گا... یہ لوگ جنت کے دروازے پر جمع ہو جائیں گے، لوگ دریافت کریں گے کہ: یہ کون لوگ ہیں (جن کا حساب کتاب بھی نہیں ہوا، سیدھے جنت میں آ گئے)؟ انہیں بتایا جائے گا کہ یہ شہید ہیں جو زندہ تھے، جنہیں رزق ملتا تھا“۔

اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

nawai.afghan@tutanota.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawai-afghan.blogspot.com

Nawaiafghan.blogspot.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ

امریکی صدر ٹرمپ میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے ایک سوال کے جواب میں کہتا ہے کہ:

"ہمارا ہر عمل ٹھیک ہے اور ہم طالبان کے ساتھ بات چیت کر رہے ہیں۔ روس پہلے "سوویت یونین" کہلاتا تھا لیکن افغانستان (کے مجاہدین) نے اس کو روس بنا دیا کیونکہ روس دیوالیہ ہو گیا تھا"۔

ڈونلڈ ٹرمپ اصل میں دنیا کو یہ بات بتانے کی کوشش کر رہا تھا کہ جس طرح روس ایک بڑی طاقت تھی لیکن افغانستان کے غیور مسلمانوں نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے، اسی طرح امریکہ بھی خود کو سپر پاور کہتا ہے لیکن افغانستان کے غیور مسلمان ہمیں بھی نیست و نابود کر دیں گے' اگر ہم نے مزید جنگ جاری رکھی۔ گو کہ امریکہ کا حال' مجاہدین کے ہاتھوں ایسا ہو چکا ہے کہ اب وہ سپر پاور کہلانے کے لائق تو نہ رہا لیکن چونکہ جنگ ختم نہیں ہوئی اسی وجہ سے دنیائے کفر کے تمام ممالک امریکہ کی حمایت و مدد کر رہے ہیں تاکہ امریکہ کو ڈوبنے سے بچایا جاسکے۔

لیکن امریکہ اب یہ بات سمجھ چکا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف افغانستان میں جنگ لڑنا مشکل ترین جنگ ہے اور یہاں کامیابی اب تک کوئی حاصل نہ کر سکا تو امریکہ کیا چیز ہے... یہی وجہ ہے کہ امریکہ ذلیل و خوار ہو کر طالبان کے ساتھ مذاکرات کرنے خود چلا آیا۔ یہ کوئی معمولی اور غیر اہم کامیابی نہیں ہے بلکہ تاریخ کی سب سے بڑی معاشی و عسکری طاقت کی کمزور ترین دشمن کے ہاتھوں شکست و ریخت کا عمل ہے جو صرف سترہ سال میں وقوع پذیر ہوا۔ مجاہدین نے مکمل بے سروسامانی کی حالت میں یہ جنگ لڑی اور اللہ کی نصرت ہی کی بدولت آج دنیا کے سامنے یہ منظر نامہ ہے کہ جو آئے تھے بڑے جوش سے آج ہوش گنوا بیٹھے ہیں۔

گزشتہ چند ماہ سے امریکہ 'امارت اسلامیہ افغانستان کو مذاکرات کی میز پر لانے کے لیے ہزار جتن کر رہا تھا۔ جوں جوں امریکی شکست کے آثار واضح ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ ویسے ویسے امریکی تکبر تہ خاک ہوتا جا رہا ہے۔ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ افغانستان کی سرزمین پر افغان سرزمین پر دشمن اپنی مرضی سے نمودار ہوتا ہے اور واپس بوریا نشین جہادی ملاؤں کی مرضی سے جاتا ہے۔ آج ایک بار پھر افغان کہساروں کی جبین پر فتح کی شادمانی نظر آ رہی ہے، دشمن گوری چمڑی پر شکست کی کالک لیے ذلیل و رسوا کھڑا نظر آ رہا ہے۔ وہ دانش گرد کہاں ہیں جو ہر جہادی معرکہ کے پیچھے ڈالر اور ٹیکنالوجی کے اژدھے ڈھونڈ نکالتے تھے۔ آج افغان سرزمین پر ڈالر شکست کھا رہا ہے، ٹیکنالوجی ہار رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مچھر اور نمرود کے واقعہ کو اس زمانے میں دوبارہ ظہور پذیر کیا ہے۔ ابرہہ کا لشکر ابابیلوں کے ہاتھوں دفن ہو رہا ہے۔

اس سارے منظر نامے سے ٹیکنالوجی کے سحر میں مبتلا' بغلیں جھانک رہے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ ایک بار پھر خاک نشین ان ملاؤں کی جہادی فتح کے پیچھے کوئی خفیہ ہاتھ ڈھونڈ نکالیں، وہ اس لیے کہ جہاد اور نصرت الٰہیہ کے نغموں سے تو ان کی سانسیں خشک ہو جاتی ہیں۔ مٹی کے گھروں کے باسیوں اور غربا نے ایمان و ایقان کی طاقت کے ساتھ مضبوط ترین معیشت و عسکریت والوں کو شکست کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ وہ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ہم نے امریکہ کو شکست نہیں دی بلکہ اللہ کی نصرت اور فضل و کرم سے یہ دن دیکھنا نصیب ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس بار جہادی میدانوں کی ایک عجیب خصوصیت یہ بھی رہی کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو سوا چودہ صدیوں بعد اپنی قدرت کاملہ سے وہ منظر دوبارہ دکھایا جب اُس کے بندے اُسی کی تعریف اور حمد و ثنا بیان کرتے ہوئے رطب اللسان تھے کہ لا الہ الا اللہ ،اللہ اکبر الحمد للہ الذی صدق وعدہ و نصر عبدہ و ھزم الاحزاب وحدہ... مجاہدین نے امریکہ، اُس کے حواریوں اور کاسہ لیسوں کا کامل سترہ سال تک یکا و تنہا، محض اپنے مالک اور پروردگار کی مدد اور اُسی کی تائید و نصرت سے مقابلہ کر کے اور تمام احزاب کو شکست دے کر جہاں جہاد کے مبارک عمل سے ہر طرح کی گرد ہٹا دی، وہیں یہ بھی ثابت کر دیا کہ سرخ

آندھیوں کے مقابلے میں بھی اُنہیں محض رب العرش العظیم کی نصرت حاصل تھی اور موجودہ صلیبی صیہونی سیلاب کی طغیانیوں کے سامنے بند باندھنے اور اُسے کفِ دریا میں تبدیل کرنے کا سبب بھی واحد ولاشریک ' اللہ تبارک وتعالیٰ کی مہربانیاں اور رحمتیں ہی ہیں!

آج امریکی فوج ' افغانستان میں پژمردگی، بے دلی اور شکستہ کی بدترین حالت میں نظر آرہی ہے کیونکہ ہزاروں فوجیوں کو جہنم واصل کرواکر اور کھربوں ڈالر کو برباد کر کے افغانستان میں سترہ سال تک خاک چھاننے کے بعد اُن کے ہاتھ کچھ بھی نہیں آیا... جب کہ دوسرے فریق یعنی مجاہدین کو اُن کے رب نے صبر و ثبات، عزیمت واستقامت اور استقلال واستمرار کے بیش بہا کنز وخزائن سے نوازر کھا ہے... تبھی تو وہ سترہ سالوں میں پیش آنے والی کٹھن ترین صعوبتوں، مصائب وآلام کے مشکل ترین اوقات اور مشکلات وسختیوں کے سخت ترین لمحات میں ایک لحظہ کے لیے شمہ برابر بھی شکستہ دل ہوئے نہ مایوسی وقنوطیت کا شکار ہوئے... اُنہوں نے حقیقی معنوں میں اپنے عمل سے غلام قوموں کو حریت کا سبق دیا ہے۔

امارت وحکومت کے سقوط، اہل خانہ اور خاندانوں کی شہادتوں، مسلسل ہجرتوں اور دربدریوں کی آزمائشوں، قید وبند کی مصیبتوں، قائدین اور عزیزاز جان ساتھیوں کی شہادتوں، حالات کی سنگینیوں کے باوجود اُن کے پایہ استقامت میں ذرہ برابر لغزش دیکھنے کو نہ ملی... اس سب میں اُن کا کچھ کمال نہیں، کمال ہے تو اُس ہستی کا جس پر اُن کا ایمان ہے... کہ اس ایمان کی توفیق کی بھی اُسی کی عطا ہے، اس پر جم جانے کی ہمت بھی اُسی کا کرم ہے اور توکل علی اللہ کی نعمت سے نواز دینا بھی اُسی کا فضل ہے... یہی ایمان اور توکل علی اللہ ہی تو ان خاک نشینوں کی متاعِ اصلی ہے جس کی بنا پر اُن کے رب نے اُن پر احسان فرماتے ہوئے اپنی رحمتوں اور نصرتوں کے خزانوں کے منہ اُن کے لیے کھول دیے... اور انہی رحمتوں اور نصرتوں کی بدولت وہ طواغیتِ عالم کے تمام لشکروں پر غالب آکر فاتح اور آبرومند کی حیثیت سے سامنے آئے ہیں!

امارت اسلامیہ افغانستان کے مجاہدین کو اللہ تعالیٰ ہی نے ایمان وتوکل اور فی سبیل اللہ جہاد کا نمونہ بنایا اور اُنہیں غیرتِ دینی کے ساتھ ساتھ ایمانی بصیرت وبصارت سے وافر حصہ عطا فرمایا... اُن کی غیرت دینی کہیں میادینِ جہاد میں کیل کانٹے سے لیس صلیبیوں کو بچھاڑ رہی ہے اور کہیں اُن کی بصیرتِ ایمانی ' سیاست وسفارت کے میدان میں ' دنیا بھر کو اپنے مکر وفریب اور چالوں میں جکڑ لینے والوں کو نیچا دکھا رہی ہے... امارتِ اسلامیہ کے مذاکراتی وفد نے جس عزم، حوصلہ اور خود اعتمادی کے ساتھ امریکہ سے مذاکراتی عمل کا آغاز کیا ہے اور ذرائع ابلاغ کے نمائندوں کے ہر طرح کے پیچ دار سوالات وابہامات کے مسکت جواب دیے ہیں، یہ سب دیکھ کر اِنہیں جاہل، اجڈ اور گنوار کہہ کر دھتکارنے والوں کی سٹّی گم ہو چکی ہے! اللہ تعالیٰ نے اپنے ان بندوں کو کسی محاذ پر بھی تنہا نہیں چھوڑا کیونکہ اللہ کے یہ بندے اپنے رب کے در سے ہی چمٹے رہے اور اُسی کی توفیقکی بدولت اُس کی رحمت سے لمحہ بھر کو مایوس نہیں ہوئے۔ پس آج نصرت وفتح کی نوید اِن کے لیے دی جا رہی ہے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو اس نویدِ جاں فزا کے ذریعے الٰہی پیغام بھی مل رہا ہے کہ

> يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْOوَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْO وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْOاَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۫ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَاO ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ (محمد:۱۱۔۷)
>
> ”اے اہل ایمان! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدمی عطا فرمائے گا۔ اور جو کافر ہیں ان کے لیے ہلاکت ہے اور وہ (اللہ) اُن کے اعمال کو برباد کر دے گا۔ یہ اس لیے کہ اللہ نے جو چیز نازل فرمائی اُنہوں نے اس کو ناپسند کیا تو اللہ نے اُن کے اعمال اکارت کر دیے. کیا انہوں نے زمین میں سیر نہیں کی تا کہ دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے اُن کا انجام کیسا ہوا؟ اللہ نے ان پر تباہی مسلط کر دی اور اسی طرح کا (عذاب) ان کافروں کو ہو گا۔ یہ اس لئے کہ جو مومن ہیں ' اللہ ان کا کارساز ہے اور کافروں کا کوئی کارساز نہیں“۔

☆☆☆☆☆

ذکر الٰہی

امام ابن قیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ

ذکر انسان کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے مصدوق و صادق کہلانے کا مستحق بنا دیتا ہے کیونکہ ذاکر اللہ تعالیٰ کے اوصافِ کمال و نعوتِ جلال بیان کرتا ہے اور جب ذاکر اوصاف و نعوت بیان کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ خود اس کی تصدیق و تائید کرتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ سچا کہے، اللہ تعالیٰ خود اس کی تصدیق فرمائے تو وہ جھوٹے اور کاذب لوگوں میں کیونکر اُٹھایا جا سکتا ہے؟ اس کا حشر یقیناً صادقین اور سچے انسانوں میں ہو گا۔

ابو اسحٰق اغرّ بن ابی مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ابوہریرہ و ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"انسان جب لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبرُ [اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ ہی سب سے بڑا ہے] کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے سچ کہا، یقیناً میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں ہی سب سے بڑا ہوں۔ جب انسان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ [یعنی صرف تنہا محض اللہ ہی معبود ہے] کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے صحیح کہا صرف میں ہی معبود ہوں۔ جب انسان کہتا ہے کہ لا الٰہ الا اللّٰہ لاشریک لہ [یعنی اللہ ہی معبود و قابل ستائش ہے اس کا کوئی شریک نہیں] تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے سچ کہا میں ہی معبود ہوں میرا کوئی شریک نہیں۔ جب انسان لا الٰہ الا اللّٰہ لہ الملک ولہ الحمد [صرف اللہ ہی قابل پرستش ہے، اسی کی حکومت ہے اور وہی حمد وثنا کے قابل ہے] کہتا ہے تو عزوجل فرماتے ہیں میرے بندے نے سچ کہا میں ہی قابل پرستش ہوں میری ہی حکومت ہے اور میں ہی قابل حمد و ستائش ہوں۔ جب انسان کہتا ہے لا الٰہ الا اللّٰہ لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ [صرف اللہ ہی معبود و قابل ستائش ہے نیکی کرنے اور بدی سے ہٹنے کی توفیق صرف امدادِ الٰہی پر موقوف ہے] تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے سچ کہا، میں ہی معبود و قابل ستائش ہوں، نیکی کرنے اور بدی سے ہٹنے کی توفیق محض میری دستگیری و اعانت سے ہی ہوتی ہے"۔

پھر بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جسے مرتے دم بھی یہ کلمات پڑھنے نصیب ہو جائیں وہ دوزخ سے بالکل نجات یافتہ ہو جائے گا"۔

ذکر سے محلاتِ بہشتی کی تعمیر:

بہشتی قصور و محلات کی ذکر سے تعمیر کی جاتی ہے۔ جب ذاکر ذکر سے رُک جائے تو فرشتے بھی تعمیر بند کر دیتے ہیں۔ جب وہ ذکر شروع کر دیتا ہے تو وہ تعمیر شروع کر دیتے ہیں۔

ابن ابی الدنیا اپنی کتاب میں حکیم بن محمد اخنسی سے ذکر کرتے ہیں کہ مجھے حدیث ملی ہے کہ جنت قصور و محلات کی تعمیر ذکر سے ہوتی ہے، جب ذکر کرنا بند کر دیں تو تعمیر بھی بند ہو جاتی ہے۔ پوچھا جائے تو فرشتے کہتے ہیں خرچ و نفقہ لائیے۔

ابن ابی الدنیا نے ابوہریرہؓ سے مرفوعاً ذکر فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو سات دفعہ پڑھے سبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم اس کے لیے جنت میں ایک بُرج تیار کیا جاتا ہے اور جس طرح جنت کے محلات ذکر سے تیار ہوتے ہی اسی طرح جنت کے باغ اور پودے بھی ذکر سے بنتے ہیں"۔

جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول ہے کہ

"جنت کی زمین بھی بہترین اور شیریں پانی مگر بالکل سفید اور چٹیل میدان اور اس کے درخت ہیں سبحان اللّٰہ والحمدللّٰہ ولاالٰہ الااللّٰہ واللّٰہ اکبر"۔

معلوم ہوا کہ ذکر ہی اس کے درخت اور سامانِ تعمیر ہیں۔

ابن ابی الدنیا نے عبداللہ بن عمرؓ سے حدیث روایت فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بہشت میں بہت بہت درخت لگاؤ"۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے استفسار کیا کہ

"یارسول اللہ بہشت کے درخت کیا ہیں؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ماشاء اللّٰہ لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ۔

ذکر: دوزخ کے درمیان دیوار:

ذکر انسان اور جہنم کے درمیان دیوار بن جاتا ہے۔ جب انسان کسی دوزخی کے راستے پر چلنا چاہتا ہے تو ذکرِ الٰہی رستے میں دیوار بن کر حائل ہو جاتا ہے۔ ذکرِ الٰہی دائمی اور کامل ہو گا تو وہ دیوار بھی محکم و مضبوط اور پختہ ہو گی، جس میں سے گزرنے کا کوئی راستہ نہ ہو گا، ورنہ وہ گناہ میں مبتلا ہو کر رہے گا۔

عبد العزیز بن ابو روّاد فرماتے ہیں کہ

"ایک شخص جنگل میں رہتا تھا، اس نے ایک مسجد بنائی اور اس کے محراب میں سات پتھر لگائے۔ جب نماز پوری کر لیتا تو پتھروں سے مخاطب ہو کر کہتا میں تمہیں اپنے عقیدہ پر گواہ بناتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اتفاقاً وہ بیمار ہو گیا اور اس کی روح کو اوپر لے جایا گیا، اس نے بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ اسے دوزخ میں چلے جانے کا حکم ملا، وہ کہتا ہے کہ میں نے ان پتھروں میں سے ایک پتھر کو جسے میں خوب جانتا ہوں دیکھا کہ دوزخ کے منہ پر پھیل کر آ گیا اور دوزخ کا ایک دروازہ بند کر دیا، حتیٰ کہ اسی طرح تمام پتھروں نے دوزخ کے ساتوں دروازے بند کر دیے"۔

ذاکر کے لیے فرشتوں کی دعائے استغفار:

فرشتے ذاکر کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ جیسا کہ تائب کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ چنانچہ حسین معلم بواسطہ عبد اللہ بن بریدہ از عامر شعبی عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ قول روایت کرتے ہیں کہ

"مجھے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب (قرآن حکیم) میں غور و استنباط سے معلوم ہوا ہے انسان جب الحمد للّٰہ کہتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں رب العلمین، جب پورا الحمد للّٰہ رب العلمین کہتا ہے تو ملائکہ کہتے ہیں اللّٰھم اغفر لعبدک [یا اللہ اپنے بندے کے گناہ معاف فرما دیجیے]۔ جب بندہ کہتا ہے سبحان اللّٰہ تو فرشتے کہتے ہیں وبحمدہ اور جب پورا سبحان اللّٰہ وبحمدہ کہتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اللّٰھم اغفر لعبدک۔ پھر جب وہ کہتا ہے لا الہ الا اللّٰہ تو فرشتے کہتے ہیں واللّٰہ اکبر اور جب پورا لا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر پڑھتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اللّٰھم اغفر لعبدک۔"

ذاکر کے لیے دشت و جبل کی فخر و مباہات:

دشت و جبل پہاڑ اور وادیاں ذاکر کی وجہ سے فخر و مباہات کرتی ہیں اور خوش ہوتی ہیں کہ فلاں ذاکر نے ہم پر ذکرِ الٰہی کیا ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو نام لے کر دریافت کرتا ہے کہ آج تجھ پر کوئی ذاکر نہیں گزرا؟ اگر وہ جواب دے کہ ہاں گزرا ہے تو اسے بے حد خوشی ہوتی ہے"۔

عون بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ:

"بعض میدان دوسرے میدانوں کو آواز دے کر پوچھتے ہیں کہ میرے پڑوسی آج تم میں سے کوئی ذاکر تو نہیں گزرا؟ تو جواب میں کئی ہاں کہتے ہیں اور بعض نفی میں جواب دیتے ہیں"۔

علی ہذا القیاس اعمش مجاہد سے نقل کرتے ہیں کہ:

"بعض پہاڑ بھی دوسرے کو نام لے کر بلاتے ہیں کہ او فلاں! آج تجھ پر کوئی ذاکر گزرا؟ بعض اثبات میں جواب دیتے ہیں اور بعض نفی میں"۔

کثرت ذکر سے براَتِ نفاق:

کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا نفاق سے نجات کا موجب ہوتا ہے کیونکہ منافق اللہ تعالیٰ کو بہت کم یاد کیا کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلاَ يَذْكُرُونَ اللّهَ إِلاَّ قَلِيْلاً (النساء: ۱۴۲)

"اور اللہ تعالیٰ کا بہت کم ذکر کرتے ہیں"۔

حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جو کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے وہ نفاق سے بری ہو جاتا ہے"۔

ذکرِ الٰہی کی لذت تمام لذات سے بہتر ہے:

ذکر میں ایک ایسی لذت اور چاشنی ہوتی ہے جس کی نظیر دوسرے اعمال میں مشکل ہے۔ انسان کو سارے ثواب کی بجائے محض وہی لذت و سرور حاصل ہو جائے جو ایک ذاکر کو

حاصل ہوتا ہے اور وہ تمام نعمتیں مل جائیں جو اس کے دل کو حاصل ہوتی ہیں تو اتنا ہی کافی ہے، اسی لیے مجالسِ ذکر کو ریاضُ الجنۃ [جنت کے باغ] کہا گیا ہے۔

مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ

"کوئی لذت 'لذتِ ذکر کی ہمسری نہیں کر سکتی کیونکہ کوئی عمل ایسا نہیں جو ذکر سے زیادہ خفیف و آسان، ذکر سے زیادہ لذت دار، ذکر سے زیادہ خوش کن اور ذکر کے برابر سرور قلب کا باعث ہو"۔

ذکرِ الٰہی... چہرے کا نور:

ذکر دنیا میں چہرے کی رونق، تر و تازگی اور بشاشت اور آخرت میں نور و ضیا کا موجب ہوتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ذکر گزار بندے دنیا میں بھی تمام لوگوں سے زیادہ تر و تازہ اور بارونق چہرہ ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی سب سے زیادہ ان کو نور ملے گا۔

ایک مرسل حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو روزانہ سو مرتبہ لا اله الاالله وحده لا شريک له له الملک وله الحمديحيي ويميت بيده الخير وهوعلی کل شئ قدير کہے وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش ہوگا تو اس کا چہرہ چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ چمکتا ہوا ہوگا"۔

ذاکر کے لیے گواہوں کی کثرت:

ہر مقام و ہر جگہ، سفر میں، حضر میں، اندر، باہر، گھر میں، جنگل میں 'ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا انسان کے خود اپنے لیے قیامت کے دن زیادہ گواہان و شاہد بنانے کا باعث ہے کیونکہ زمین کا ہر قطعہ، ٹکڑا، گھر، باہر، جنگل، پہاڑ، ذاکر کے لیے قیامت کو گواہی دے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَاOوَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا Oوَقَالَ الْإِنسَانُ مَا لَهَاOيَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَاOبِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَى لَهَا (الزلزال:۵-۱)

"جب زمین سخت ہلائی جائے گی اور وہ اپنے اندر کی تمام چیزیں نکال باہر کرے گی اور انسان کہے گا کہ اسے کیا ہو گیا؟ تو اس دن وہ اپنی سب باتیں بتائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے سب کچھ بتا دینے کا حکم صادر فرمائیں گے"۔

جامع ترمذی میں بواسطہ سعید مقبری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَہَا تلاوت فرما کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے فرمایا کہ جانتے ہو أَخْبَارَہَا یعنی زمین کا خبریں بتلانا کیا مطلب؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی زیادہ جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا خبریں بتلانا یہ ہے کہ کسی انسان خواہ غلام ہو یا آزاد، جس نے بھی اس پر کوئی عمل نیک و بد کیا ہوگا وہ اس پر گواہی دے گی، کہے گی فلاں روز مجھ پر یہ کیا وہ کیا، ایسا کیا ویسا کیا"۔ یہ روایت حسن صحیح ہے۔

اور زمین کے ہر قطعہ میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کے بے شمار گواہ ہوں گے جنہیں دیکھ دیکھ کر لوگ رشک کریں گے کہ کاش ہمارے بھی اتنے گواہ ہوتے۔

ذکرِ الٰہی فضول باتوں سے بچنے کا سبب:

ذکر الٰہی کا شغل مسلمان کو تمام فضول و باطل اشغال مثلاً چغلی، غیبت، لوگوں کی مدح و مذمت وغیرہ سب سے پھیر دیتا ہے کیونکہ عموماً زبان خاموش تو رہتی نہیں، ذکر الٰہی کرتی ہے یا بسا اوقات لغویات اور فضول گفتگو کرتے بکتی رہتی ہے کیونکہ یہ اگر حق میں مشغول نہ ہو تو باطل میں لگ جائے گی۔ اسی طرح دل اپنے خالق سے لو نہیں لگائے گا تو کسی مخلوق کے دام محبت میں گرفتار ہو جائے گا۔ ایک نہ ایک امر یقینی ہے۔ لہٰذا دونوں میں سے خود ہی سمجھ کر ایک خصلت اختیار کر لینی چاہیے اور ہر مقامات میں سے ایک مقام کو قبول کر لینا چاہیے۔

(ذکرِ الٰہی کے اسرار و معرفت پر امام ابن قیم رحمہ اللہ کی شاہکار کتاب 'الوابل الصیّب' سے ماخوذ)

☆☆☆☆☆

"تم اپنے بدترین حربے آزمالو! لیکن ایک بات یاد رہے، تم ہم میں سے جتنوں کو چاہو، شہید یا قید کر لو، مگر ہم مجاہدین میں سے جب بھی کوئی ایک دنیا کو الوداع کہتا ہے یا اپنی آزادی کو اللہ کی راہ میں قربان کرتا ہے تو اس کی جگہ لینے کے لیے درجنوں لوگ تیار ہوتے ہیں۔ کہ وہ بھی ویسے ہی اسلام کی فتح اور مسلمانوں کے حقوق کے لیے لڑیں"۔

شہید قائد عزام الامریکی رحمہ اللہ

’’صبر‘‘ تمام مسائل کا حل ہے

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب نور اللہ مرقدہ

حضرت شرحبیل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ جب جنازہ دیکھتے تو فرماتے تھے کہ

’’تم صبح کو جاؤ، ہم شام کو آجائیں گے، یا تم شام کو جاؤ، ہم صبح آئیں گے۔ بڑی موثر نصیحت ہے اور بڑی تیز غفلت ہے، موت نصیحت کے لیے کافی ہے، لوگ وقفہ وقفہ سے جارہے ہیں اور پیچھے رہ جاتے ہیں وہ لوگ جن کے پاس نہ عقل ہے نہ حوصلہ‘‘۔

حضرت عون بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو درداء نے ان سے فرمایا:

’’جو شخص راحت کو تلاش کرتا پھرے گا، وہ غم پائے گا، اور جو دردناک امور میں صبر کے لیے تیار نہیں، وہ عاجز آجائے گا۔ تُو اگر لوگوں سے مقابلہ کرے تو وہ لوگ تجھے کاٹ ڈالیں گے اور اگر تُو ان کو چھوڑ دے تو وہ تجھے نہیں چھوڑیں گے‘‘۔

حضرت ابو درداءؓ کے مواعظ:

یہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے مواعظ ہیں کہ جب وہ کسی جنازہ کو دیکھتے تو جنازہ کو اور میت کو مخاطب کرکے کہتے تھے کہ: ’’تم صبح جارہے ہو، ہم تمہارے پیچھے پیچھے شام کو آرہے ہیں، یا تم شام کو جارہے ہو، ہم صبح کو پہنچ رہے ہیں‘‘۔ مطلب یہ ہے کہ زیادہ فاصلہ نہیں ہے، مرنے والے کے درمیان اور پیچھے رہ جانے والے کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہے، بس صبح شام کا فرق ہے، صبح گئے یا شام کو گئے، ایک دن یا اس کا بھی کچھ حصہ پیچھے رہنے والوں کو مزید پورا کرنا ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرماتے تھے کہ موت بڑی نصیحت ہے، کسی جنازہ کو دیکھنا، اس سے جتنی نصیحت حاصل ہوتی ہے، اتنی کسی چیز سے حاصل نہیں ہوتی۔ مگر عجیب بات ہے کہ غفلت بھی بہت جلدی طاری ہوجاتی ہے۔

مجذوب کی نصیحت:

بقول ہمارے حضرت مجذوبؒ کے کہ:

دفن خود صبح کیے زیرِ زمیں
تجھے مرنے کا نہیں پھر بھی یقیں

کچھ تو عبرت چاہیے، نفسِ لعین اپنے ہاتھ سے دفن کرتا ہے، لحد میں اُتارتا، بہت سارے لوگوں کو مرتے دیکھا، ان کے جنازے کے ساتھ گئے مگر ہمیں عبرت نہ ہوئی، بھول گئے۔

ایک بزرگ کی نصیحت:

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ

’’جب تُو قبر کی طرف کسی جنازہ کو اٹھا کے لے جائے تو پھر یوں سمجھا کر کہ اب کسی کو اٹھا کر لے جارہا ہوں، اس کے بعد میرا نمبر ہے، لوگ مجھے اٹھا کر لے جائیں گے‘‘۔

موت سب سے بڑا واعظ ہے:

پھر حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ موت کافی واعظ و نصیحت کرنے والا ہے، اس سے بڑا کوئی وعظ نہیں۔ کیونکہ واعظ صاحب یہی کہیں گے کہ مرجاؤ گے، تم کو حساب کتاب دینا ہوگا، اس غریب کے تو الفاظ ہی الفاظ ہیں۔ لیکن موت تو سامنے نقشہ کھینچ دیتی ہے کہ ایک جنازے کو دیکھ کر پورا منظر ہمارے سامنے آجاتا ہے، موت مشاہدہ کروادیتی ہے، تو اس سے بڑھ کر واعظ کون ہوسکتا ہے؟ اور جس کو اس بڑے واعظ سے بھی نصیحت نہ ہوئی، وہ اس چھوٹے واعظ سے نصیحت کیسے حاصل کرسکتا ہے؟

عقل، فہم، سوچ اور تحمل کا فقدان:

فرماتے ہیں کہ لوگ یکے بعد دیگرے جارہے ہیں، ایک کے پیچھے دوسرا، دوسرے کے پیچھے تیسرا، ایک لائن لگی ہوئی ہے اور پیچھے وہ لوگ رہ جاتے ہیں جن کے پاس نہ عقل، نہ فہم، نہ سوچ، نہ حوصلہ و تحمل۔ مرنے والا مرگیا، پیچھے بھائی جائیداد پر لڑرہے ہیں، باپ کے جانے کے بعد اولاد اُس کی وراثت میں لڑرہی ہے۔ اتنا نہیں سوچتے کہ جس نے اس مال کو بڑی محنت سے جمع کیا، رات کی نیند اور دن کی راحت اس کے لیے قربان کی، سختی اور گرمی برداشت کی، اس مال نے اس کے ساتھ وفا نہ کی، ہمارے ساتھ کیا کرے گا؟ لیکن لڑرہے ہیں اور لڑتے بھی اس چیز پر ہیں جس کی واقعتاً کوئی قیمت نہیں ہے، بے قیمت چیز پر لڑرہے ہیں۔ اس لیے کہ اگر کسی کو تھوڑی ملی جب بھی، زیادہ ملی جب بھی، گزر تو اس کی ہو ہی جائے گی، الحمد للہ۔ وقت گزر جائے گا، لوگ پہلے اپنے لیے کماتے ہیں، جب بوڑھے ہوجاتے ہیں تو پھر اولاد کا خیال آتا ہے کہ ان کے پیچھے چھوڑ کر جائیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ موت سے نصیحت حاصل کرنی چاہیے۔

حضرت عزرائیلؑ کی اطلاع کا انداز:

ہمارے شیخ نور اللہ مرقدہ نے ایک قصہ لکھا ہے کہ: ایک شخص کی حضرت عزرائیل علیہ السلام کے ساتھ دوستی ہوگئی تھی، تو اس سے کہنے لگے کہ دوستی کا حق بھی ادا کروگے؟ حضرت عزرائیل علیہ السلام کہنے لگے: فرمایئے! کہنے لگے کہ: جانے کا وقت آئے تو مجھے پہلے ہی بتادینا، تاکہ میں کچھ تیاری کرلوں۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کہنے لگے کہ: بہت اچھا! کچھ مدت کے بعد حضرت عزرائیل علیہ السلام کہنے لگے کہ: چلئے! پوچھنے لگے کہ: وقت ہوگیا؟ فرمایا کہ: ہاں وقت ہوگیا ہے! کہنے لگے کہ: میں نے کہا تھا کہ مجھے پہلے بتا

دینا! فرمایا کہ: میں نے بتایا تو تھا، لیکن آپ نے میری زبان نہیں سمجھی، آپ کو یاد ہو گا کہ ایک دن میں اُس طرف آیا تھا، اور ایک دن میں اِس طرف آیا تھا۔ کہنے لگے کہ: ہاں یہ تو معلوم ہے! فرمایا کہ: تجھے بتانے کے لیے آیا تھا کہ تیرا وقت قریب آگیا ہے، تو تیاری کر لے، ہم اسی زبان میں بتایا کرتے ہیں، ہم نے بتا دیا تھا لیکن تم نے سمجھا نہیں۔

جو باپ کی موت سے نصیحت نہ پکڑے:

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا، کہنے لگا کہ حضرت جی! مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ: برخوردار! تیرے والد زندہ ہیں؟ اس آدمی نے کہا: نہیں! فرمایا: میری مجلس سے اٹھ جا، جس کو باپ کی موت نے نصیحت نہیں کی، اس کو عمر بن عبد العزیز کیا نصیحت کر سکتا ہے؟ باپ کے مرنے پر جس کو عبرت نہیں ملی، اس کو اور کیا نصیحت ہو سکتی ہے؟

ہماری حماقت کی شکلیں:

کسی کے مرنے پر روتے پیٹتے بھی ہیں، اپنے اپنے رنگ میں افسوس بھی کرتے ہیں، کوئی کہتا ہے کہ اچھا خاصا آدمی تھا، اس کے کھانے پینے کے دن تھے، چلا گیا۔ کیا آگے جا کر وہ بھوکا رہے گا؟ کھانے پینے کے دن یہی تھے؟ اگلے جہاں کا اعتماد نہیں ہے؟ مومن کے کھانے پینے کہ جگہ یہ نہیں، کھانے پینے کی جگہ تو آگے ہے۔

جس نے پیدا کیا وہی کفالت بھی کرے گا:

کوئی کہتا ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گیا ہے، کیا پہلے بچوں کی خدائی اس پر تھی؟ جس مالک نے بچوں کو پیدا کیا ہے، وہ ان کی تربیت بھی کرے گا، میں نے اور آپ نے سیکڑوں مثالیں اس کی دیکھی ہوں گی کہ والدین موجود ہیں اور اولاد نالائق ہے، اور میں نے اور آپ نے بہت ساری مثالیں اس کی بھی دیکھی ہوں گی کہ ماں باپ کی شکل اور ماں کی شکل دیکھنا نصیب نہیں ہوئی، لیکن یہ یتیم بچے ایسے لائق و فائق ہوئے کہ کیا کہنے! ظاہری تربیت اور باطنی تربیت، جسمانی تربیت بھی، روحانی تربیت بھی ماں باپ پر منحصر نہیں ہے۔

والدین کی حیثیت سرکاری ملازم کی ہے:

والدین کو اللہ تعالیٰ نے ذریعۂ ضرورت بنایا ہے اور اس اعتبار سے والدین، اولاد کے سب سے بڑے محسن ہیں۔ لیکن والدین کی حیثیت سرکاری ملازم کی ہے اور سرکار کو حق پہنچتا ہے کہ اپنے ملازم بدل دے، والدین کی بجائے کسی اور کو ان کی تربیت پر مقرر کر دے۔

یتیم سے محبت کا راز:

یہی وجہ ہے کہ جس بچے کے والدین انتقال کر جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ والدین کی شفقت و محبت کو لوگوں کے دلوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ فطری طور پر ہر شخص کی یتیم بچے کے ساتھ شفقت، محبت اور رحمت ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی ترغیب دلائی ہے، چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں:

> ”جو شخص اللہ کی رضا کے لیے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے اس کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے، اتنی ہی نیکیاں ملیں گی“۔

دوسری روایت میں ہے:

> ایک صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کچھ دل میں سختی معلوم ہوتی ہے۔ فرمایا: ”یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کر اور مسکین کو کھانا کھلایا کر، دل کی سختی دور ہو جائے گی“۔

یتیموں سے محبت کی ترغیب:

یتیموں کے ساتھ رحمت کرنا، پیار کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب دلائی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ والدین کی جگہ اب دوسرے لوگوں کو ان کی تعلیم و تربیت پر مقرر کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا (الدہر:۸)
>
> ”اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر (اس کھانے کی اللہ تعالیٰ کی) مسکین کو، یتیم کو اور قیدی کو محض اللہ کی رضا کے لیے“۔

مسکین اپنی مسکنت کی وجہ سے کھانا کھلانے کا مستحق ہے۔

مسکین سکون سے ماخوذ ہے:

علماء فرماتے ہیں کہ مسکین کا لفظ ”سکون“ سے لیا گیا ہے کہ جب آدمی کے پاس مال ہوتا ہے تو ایسے ہوتا ہے جیسے بدن میں طاقت، بدن میں طاقت ہوتی ہے تو حرکت کرتا ہے، چلتا پھرتا ہے اور پہلوانی کرتا ہے لیکن جب طاقت نہیں ہوتی تو بستر سے لگا ہوا ہوتا ہے، حرکت نہیں کر سکتا، اسی طرح جب اس کے پاس مال ہوتا ہے تو ہواؤں میں اُڑتا ہے اور مال نہیں ہوتا تو کہیں آجا بھی نہیں سکتا۔ تو مسکنت بھی ایک قسم کا سکون پیدا کر دیتی ہے، تو ان مسکینوں کو مسکینی کی وجہ سے کھانا کھلانا، یتیم کو اس کی یتیمی کی وجہ سے کھانا کھلانا، یعنی یتیم کے حال پر شفقت کرنا اور قیدی کو کھانا کھلانا اسی وجہ سے ہے، اس لیے کہ جیل کی چاردیواری میں ان کو دنیا سے کاٹ دیا گیا۔ سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام جیل سے رہا ہوئے تھے تو کہتے ہیں کہ جیل کے دروازے کے اوپر لکھ آئے تھے کہ ”تُو زندوں کی قبر ہے“۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

شہید عالمِ ربّانی استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین محمد وعلی آلہ وصحبہ وذریتہ اجمعی،اما بعد:

پیارے بھائیو۔۔۔۔۔!گذشتہ نشست میں ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان پڑھا تھا کہ

ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ،وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ وطُعْمَه'؛أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ، أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا،اَن يُحِبَّ فِی اللهِ ويُبْغِضَ فِی الله،وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ

"جس میں تین صفات پائی جاتی ہیں وہ ایمان کی مٹھاس اور اس کا ذائقہ پا گیا۔اس میں سے پہلی صورت یہ تھی کہ اس کو اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باقی تمام انسانوں،باقی سب سے بڑھ کر محبوب ہوں"۔

تو اس صفت پہ ہم نے گذشتہ نشست میں بات کی اور یہ بات دیکھی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت،ایمان کی مٹھاس پانے کے لیے ضروری ہے۔

دوسری صفت میں آج یہ بات کرنے کی کوشش کریں گے کہ دوسری صفت جو انسان کو اپنے اندر پیدا کرنی ہو گی۔ایک مسلمان کو پیدا کرنی ہو گی۔تاکہ وہ ایمان کی مٹھاس کو پا جائے وہ یہ ہے کہ

اَن يُحِبَّ فِی اللهِ ويُبْغِضَ فِی الله

"وہ محبت کرے تو اللہ تعالیٰ کے لیے اور نفرت اور بغض رکھے تو اللہ تعالیٰ کے لیے"

اور دیگر روایات میں آتا ہے کہ:۔

وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ

"وہ کسی انسان سے محبت کرے اور محبت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے نہ ہو"۔

تو یہ ایمان کا لطف اس کے بغیر نہیں آتا۔ایمان کا مزہ اس کے بغیر نہیں آتا۔اس کو ولاء اور برآ کا عقیدہ کہا جاتا ہے۔یہ توحید کا ہی ایک جزو ہے۔اللہ تعالیٰ کی محبت ہو تو یہ ہو نہیں سکتا اس سے اگلا قدم اس پہ مرتب نہ ہو۔اللہ تعالیٰ کی محبت کا فطری تقاضا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ ہی کے لیے محبت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے نفرت ہوتی ہو۔اس ترتیب سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ حدیث کی ولاء اور براء پر وہ عمل کر سکتا ہے جس کے سینے میں پہلے اللہ تعالیٰ کی محبت پائی جائے۔اللہ تعالیٰ کی محبت ہو گی تو اللہ تعالیٰ کے لیے کسی اور سے محبت کرے گا۔اور یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں نہ ہو۔لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے محبت اور نفرت کا حق ادا کر سکتا ہو۔یہ ممکن نہیں ہے۔اس طرح حدیث میں یہ بتایا گیا کہ مومن اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے نفرت کرتا ہے۔اس سے یہ بات بھی پتہ چلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے یہ تقاضا نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ کو ایسے مسلمان نہیں چاہیے جو دونوں میں سے کسی ایک صفت کا حامل ہونے چاہیے بس محبت ہی محبت ہو۔اور ساری انسانیت کے لیے محبت ہو۔اور محبت کے سوا ان کے پاس کوئی اور چیز نہ ہو۔نیک اور بد کی تمیز کئے بغیر،منکر اور معروف کی تمیز کیے بغیر،اچھائی اور برائی کی تمیز کیے بغیر،حق اور باطل میں فرق کیے بغیر،وہ سب کے لیے سراپا محبت ہو تو بھکشو،ایسے جوگی اسلام کو نہیں چاہیے۔

اسلام نے جو تعلیم ہمیں دی وہ عیسائیت کی یہ تعلیم نہیں ہے کہ اگر ایک گال پہ کوئی تھپڑ مارے تو دوسرا گال بھی اس کے سامنے کر دو۔بلکہ اسلام نے ہمیں بغض کرنا بھی سکھایا ہے"يغبض من"میرے الفاظ نہیں حدیث کے الفاظ ہیں کہ وہ بغض رکھے فرق رکھے تو اللہ تعالیٰ کے لیے رکھے۔یہ جو تصور آج بعض لوگ رائج کرنے کی،بعض مرغوب ذہن رائج کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نفرت ہونی ہی نہیں چاہیے۔کسی سے بھی نفرت نہیں ہونی چاہیے۔نہ برائی سے ہونی چاہیے،اور بالخصوص کسی برے آدمی سے،کسی کافر سے،اللہ کے دشمن سے نفرت نہیں ہونی چاہیے۔تو یہ دین کا عطا کردہ تصور نہیں ہے۔ایمان کی مٹھاس ہی نہیں ملتی اس کے بغیر کہ انسان بغض رکھتا ہو لیکن ویسے رکھتا ہو جیسے اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہے اور اُس سے رکھتا ہو جس سے اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہے۔

ایک یہ بات کہ اسلام کو نہ یہ بے اعتدالی مطلوب ہے کہ انسان بس محبت ہی محبت ہو۔بغیر کسی صالح اور بد کی تمیز کیے،حق اور باطل میں اور ظالم میں اور عادل میں،ظلم اور عدل میں فرق کیے بغیر وہ ہر ایک کے ساتھ ہی محبت کرنے والا بن جائے۔تو یہ اسلام نے نہیں سکھایا۔اس طرح اسلام نے یہ بھی نہیں سکھایا کہ سب سے بغض کرنے والا بن جائے۔کافروں پر ہی نہیں مسلمانوں کے اوپر بھی شدید ہو۔اور اہل ایمان کی غلطیاں ہر وقت پکڑتا ہو۔اور وہ ان کو بھی پھنسانے اور ان کو بھی گرانے اور ان پہ بھی چڑھائی کرنے کا موقع تلاش کرتا ہو۔اور وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ،اپنے پڑوسیوں کے ساتھ،وہ اپنے معاشرے میں موجود کمزور اہل ایمان کے ساتھ،حتی کہ فاسق وفاجر مسلمانوں کے ساتھ

بھی بغض رکھتا ہو۔ نفرت کرتا ہو اور ان کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہو جیسا کہ کافروں کے ساتھ معاملہ کیا جاتا ہے۔

تو پیارے بھائیو! یہ بھی اسلام کہ مطلوب نہیں ہے کہ انسان سراپا نفرت بن جائے سب کے لیے۔ اور ساری انسانیت پر وبال میں تبدیل ہو جائے۔ اور سب کے ساتھ ہی منفی انداز سے معاملہ کرتا ہو۔ تو اسلام نے ہمیں اس کے برعکس یہ تعلیم دی کہ یہ جو دونوں فطری جذبے اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں رکھے ہیں۔ ہر انسان کا فطری جذبہ یہ ہے کہ اس میں محبت اور نفرت دونوں پائی جاتی ہیں۔ اس کو غم اور خوشی دونوں محسوس ہوتے ہیں۔ اُس کے اندر ناراضگی اور رضامندی یہ دونوں جذبات موجود ہوتے ہیں۔ تو اسلام نے انہی جذبات کو برقرار بھی رکھا، دینِ فطرت ہے اُس نے اِن کو مسخ نہیں کیا بلکہ اس نے ان کے دائرے متعین کر دیے۔ انہیں درست سمت دی اور ڈائریکشن دے دی کہ ان کو کہاں استعمال کرنا ہے۔ اس کے لیے ایک مسلمان کے اندر یہ دونوں چیزیں موجود ہونی چاہیے۔

یہ محبت اور نفرت بھی لیکن موجود اس سمت میں ہونی چاہیے جس سمت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو لگانے کا حکم دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ، صحابہؓ کی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بتاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

> مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:۲۹)
>
> ”محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو اس کے ساتھی ہیں (اس میں سب سے پہلے صحابہ اس میں داخل ہیں اور پھر جو کوئی صحابہ کے رستے پر چلے ان کی پہلی صفت کیا بتائی) کفار پہ شدید ہوتے ہیں۔ اور آپس میں بے انتہا رحیم ہوتے ہیں“۔

دوسری جگہ (اللہ تعالیٰ جن سے محبت کرتے ہیں) اللہ تعالیٰ نے ان کی صفات یہ بتائی کہ:۔

> اَذِلَّةٍ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ (المائدۃ:۵۴)

اہل ایمان کے سامنے بچھے ہوئے ہوتے ہیں، اس قدر بچھے ہوئے ہوتے ہیں کہ اُن کے سامنے ذلت بھی قبول کر لیتے ہیں اَذِلَّةٍ کے الفاظ آتے ہیں۔ اَعِزَّةٍ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ اور وہ کافروں کے اوپر سخت ہوتے ہیں، شدید ہوتے ہیں۔ تو یہ ایک مومن کے اندر مطلوبہ صفت ہے جو اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ محبت اور نفرت دونوں کا حسین امتزاج ہو۔ محبت اس سے کرتا ہو جو اُس کا مستحق ہے۔ اور نفرت اُس سے کرتا ہو جو اُس کا مستحق ہے۔ تو یہ دین اعتدال ہے۔ ہر چیز میں یہ اعتدال ہے۔ یہی اعتدال ہمیں سکھاتا ہے ہر چیز کو اس کے اصل مقام پر رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ عجیب خوبصورت دین ہے!

تو پیارے بھائیو! یہ دین نے ہمیں سکھایا۔ اس کے بعد پھر پیمانہ عطا کیا کہ محبت کس سے ہو گی اور نفرت کس سے ہو گی؟ اور یہ محبت کس بنیاد پر ہو گی؟ اور نفرت کس بنیاد پر ہو گی؟ بلکہ خلاصہ کرتے ہیں تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح یہ دو آیتیں آپ کے سامنے پڑھی کہ اہل ایمان سے محبت ہو گی اور کافروں سے نفرت ہو گی۔ اور جو اس کے درمیان ہیں ایسے اہل ایمان جو فسق میں مبتلا ہیں جو کبائر میں مبتلا ہیں، ان کے گناہوں کے بقدر ایک ہی وقت میں دونوں طرح کے تعلق یعنی جو گناہوں والا پہلو ہے اس سے نفرت رکھے گا اور ان کی اصلِ ایمان کی وجہ سے اس کے مسلمان ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ وہ ایمانی محبت بھی برقرار رکھے گا۔ تو جتنا کوئی انسان نیکی میں آگے ہو گا۔ اتنا زیادہ اس کے ساتھ محبت شدید ہو گی۔ جتنا نیکیوں میں پیچھے ہو گا اتنی محبت کم ہوتی جائے گی۔ لیکن اہل ایمان جیسا بھی ہو، جتنے بھی گناہوں والا ہو۔ بہر حال اس سے محبت کی جاتی ہے۔ یہ ایک بنیادی تعلق اس کے ساتھ، محبت کا کسی صورت نہیں ٹوٹتا ہے۔

خلاصہ یہ بھی کیا جا سکتا ہے اس صفت کا جو ایمان کی مٹھاس پانے کے لیے ضروری ہے۔ ایمان سے محبت اور کفار سے نفرت، اور اس کا جو پیمانہ دیا گیا ہے حدیث میں صراحتاً حدیث کے الفاظ ہیں وہ یہ کہ

> ”اللہ تعالیٰ کے لیے محبت اور اللہ تعالیٰ کے لیے نفرت“۔

اللہ تعالیٰ کے لیے محبت سے مراد یہ ہے کہ انسان کی محبتیں اللہ تعالیٰ سے تعلق کو دیکھے بغیر نہ ہو جاتی ہوں۔ اگلے شخص کے دین کو دیکھے بغیر اس سے محبت نہ ہو جاتی ہو۔ محبت صرف اس بنیاد پہ نہ ہو جاتی ہو کہ اس سے انسان کو مالی مفاد حاصل ہو تا ہو۔ محبت اس وجہ سے نہ ہوتی ہو کہ اس کی قربت سے میں لوگوں کی نگاہوں میں کتنا اونچا ہو رہا ہوں۔ اس بنیاد پے نہ ہوتی ہوں کہ جس طرح آج کل دوستیاں اور یاریاں لگ جاتی ہیں۔ کوئی سکول میں ساتھ پڑھ رہا ہے تو بغیر دیکھے کہ اس کا دین کیسا ہے اس کا ایمان کیسا ہے اس نے کبھی نماز پڑھی کہ نہیں پڑھی۔ اس کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے کہ نہیں ہے۔ صرف اس وجہ سے کلاس فیلو ہے اور میں بھی گپیں مارتا ہوں اور وہ بھی گپیں مارتا ہے، میں بھی پڑھائی میں انہی subjects میں دلچسپی رکھتا ہوں وہ بھی انہی میں دلچسپی رکھتا ہے۔ اس بنیاد پہ دوستی ہو گی۔ یہ کوئی پیمانہ نہیں ہے دین کے اندر دوستی کا۔ اس لیے کہ کوئی شخص ان کے ساتھ جاب کرتا ہے یا نوکری کرتا ہے اور صرف وقت چونکہ ان کے ساتھ گزارتا ہے تو ان سے دوستی ہو گئی بغیر دیکھے ہوئے کہ اس کا دین کیسا۔ اگر اچھا آدمی ہے تو پھر یقیناً محبت ہونی

چاہیے۔ لیکن دین اس کے اندر بنیادی پیمانہ ہے، اللہ تعالیٰ کے لیے محبت سے مراد یہ ہے کہ اسلام کی بنیاد پر محبت ہوتی ہو۔

اس طرح آج آپ دیکھتے ہیں کہ محبت کا پیمانہ اس حد تک خراب ہو چکا ہے۔ بغیر انسان کے دین پہ ادنیٰ نگاہ ڈالے ہوئے، کسی کو کسی گانے والے کی آواز پسند آگئی اس کو اس سے محبت ہو گئی۔ اُس نے اُسی جیسے کپڑے پہننے شروع کر دیے۔ اُسی جیسی عینک لگانی شروع کر دی۔ اُسی انداز سے ہیئر کٹ کروانا شروع کر دیے۔ کسی کو کسی کا چھکا پسند آگیا اس سے محبت ہو گئی۔ کسی کو کسی کی Acting پسند آگئی تو اس سے محبت ہو گئی۔ کسی کو عمران خان سے محبت ہو گئی۔ کسی کو افتخار چوہدری سے محبت ہو گئی۔ کسی کو جنرل کیانی سے محبت ہو گی، کوئی نہیں دیکھتا کہ یہ محبت کس بنیاد پر ہو رہی ہے۔ اتنے دل پھینک ہو گئے ہیں مسلمان کہ کسی کے اوپر بھی دل پھینک دیتے ہیں۔ اور جہاں پھینکنا چاہیے وہاں نہیں پھینکا جاتا۔

اللہ تعالیٰ کی محبت میں جس دل کو غرق ہونا چاہیے تھا وہیں پہ بس نہیں ہوتا، باقی ہر ایک کے لیے اُس کا دل کھلا ہوا ہے۔ آپ صرف فیس بک کی ڈسکشنز دیکھ لیں تو اس سے آپ کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ جو سیاسی طور پر ڈسکشن ہو رہی ہوتی ہے۔ سیاسی امور میں آپس میں بحث ہو رہی ہوتی ہے۔ اور انسان کو حیرت ہوتی ہے دیکھ کر، کیسے لوگ گروہوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ کسی بھی اس قسم کی سیاسی شخصیت کے اوپر کہ جو فسق و فجور میں ڈوبے ہوئے لوگ ہیں۔ جن کی زندگیاں ظلم پہ بنی زندگیاں ہیں، ان مسلمانوں کا خون چوس چوس کر جنہوں نے پیسے اکٹھے کیے ہیں۔ جن میں سے وہ جرنیل، جن کے احکامات پر سیکڑوں ہزاروں مسلمان شہید ہو چکے ہیں جن کے احکامات پہ بھائی بھی اور بہنیں بھی اس وقت بھی جیلوں کے اندر بند ہیں ان کے اوپر تشدد ہو رہا ہے۔ اس کا کسی کو چلنے کا سٹائل پسند آگیا۔ کسی کو اس کی کوئی تقریر پسند آگئی تو اس بنا پر محبت ہو گئی۔ تو بھائی! اہلِ ایمان کی محبت ایسی نہیں ہوتی۔ اس کی محبت اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے۔ اور دین کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ وہ محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو آخرت کی تمنا ہوتی ہے اس کی تو کیا ہوتی ہے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑی صحبت کا وعدہ کیا اپنے دیدار کے بعد کوئی وعدہ کیا تو یہ کہ

أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا(النساء:٦٠)

جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی (آخرت میں اس کو اس کیا انعام ملے گا) وہ ان کے ساتھ ہو گا (کن کے ساتھ؟) انبیاء کے ساتھ، شہداء کے ساتھ، صالحین کے ساتھ، صدیقین کے ساتھ۔

تو یہ وہ لوگ ہیں جن کی محبت ایک مومن کے دل میں ہوتی ہے۔ وہ انبیاء سے محبت کرتا ہے۔ وہ انبیاء کے ساتھیوں اور صحابہؓ سے محبت کرتا ہے۔ وہ شہداء اور مجاہدین سے محبت کرتا ہے، وہ صالحین سے محبت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے محبت کرتا ہے۔ وہ علماء حق سے محبت کرتا ہے۔ دین کے لیے قربانی دینے والوں کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ محبت کرنے سے پہلے دیکھتا ہے کہ بندے کی نماز کیسی ہے۔ اس بندے کا اللہ تعالیٰ سے تعلق کیسا ہے۔ یہ حقوق اللہ کتنے ادا کرتا ہے۔ اس کے اخلاق کیسے ہیں۔ انسانوں کے حقوق، حقوق العباد کتنے ادا کرتا ہے۔ ساری چیزوں کا جائزہ لیتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ دین کے لیے اس نے قربانی کتنی دی ہے اپنے آپ کو کتنا کھپایا، اور آزمائشیں کتنی سہی ہیں، یہ ساری چیزیں دیکھتا ہے اس کا علم دیکھتا ہے اس کا تقویٰ دیکھتا ہے اس کے اخلاق دیکھتا ہے پھر اس کے ساتھ دوستی لگاتا ہے۔ کیوں؟ کیوں کہ چھوٹا معاملہ نہیں ہے۔ حدیث کہتی ہے کہ:-

المرء على دين خليله فلينظر احدكم ان يخالل

"انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ تو تم میں سے ہر شخص دیکھ لے کس کو اپنا جگری دوست بنا رہا ہے"۔

یہ اتنی چھوٹی موٹی بات نہیں ہے کہ راہ چلتے کسی کے ساتھ اپنا دل پھنسا لے۔ بلکہ خوب سوچ سمجھ کر انسان کو ان چیزوں کے اندر قدم رکھنا چاہیے۔ اس لیے جو انسان، دائمی قسم کے رشتے ہیں جو اختیاری رشتہ ہے ایک بڑا اختیاری رشتہ آنا ہوتا ہے انسان کی زندگی میں شادی، وہاں بھی اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

تنكح المرأة لأربع: لمالها، ولجمالها، ولحسبها، ولدينها، فاظفر بذات الدين تربت يداك

"چار بنیادوں سے شادی کی جاتی ہے۔ لوگوں کے حسب کی بنیاد پہ۔ نسب کی بنیاد پہ۔ پیسے کی بنیاد پہ۔ شہرت کی بنیاد پہ۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین دار کو تلاش کرو۔ اس لیے کہ تو اُس سے تُو خوشحالی پائے گا اس سے تُو کامیابی پائے گا"۔

دین جو ہے ان رشتوں کے اندر بنیادی چیز ہے جس کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ یہ تو پیارے بھائیو! دین کی بنیاد پہ اسلام کی بنیاد پہ انسان محبت کرتا ہو۔ محبت کرنے کے لیے ایسے صالحین کو تلاش کرتا ہو جن کی زندگیاں اسلام کے لیے ہیں یا جن کی زندگیوں میں شریعت پہ عمل اور اس کی اتباع موجود ہے۔ الحمد للہ! ہمارے معاشرے میں آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں، کوئی غائب لوگ نہیں ہیں۔ بہت سے لوگ ہیں، مخفی چھوٹے چھوٹے کسی

ریڑھی لگانے والے کے اندر آپ کو وہ اخلاص اور دین کی تڑپ مل جاتی ہے جو بڑے بڑے معروف ناموں میں نہیں ملتی۔وہ اس کے مستحق ہوتے ہیں کہ ان سے محبت کی جائے۔ جھونپڑی والوں سے محبت ، بعض اوقات زیادہ اس کے مستحق ہوتے ہیں ۔اہل ایمان ان سے محبت کریں۔اور سر آنکھوں پہ ان کو بٹھائیں۔

دوسری طرف جس محبت کا یہ پیمانہ بھی ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے دین کی بنیاد پے محبت ہو(اس طرح ضمنی بات یہ ہے کہ)امام مالک اور دیگر علماء نے یہ بات ذکر کی کہ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کی نشانی یہ ہے کہ:۔

"یہ کسی کے ساتھ احسان کرنے سے بڑھتی نہیں ہے اور آپ کی اس کے ساتھ بے وفائی کرنے سے گھٹتی نہیں ہے"۔

جو محبت اللہ تعالیٰ کی بنیاد پہ ہوئی ہے۔وہ صرف اس وجہ سے نہیں چل رہی ہے کہ اُس کا آپ کے ساتھ تعامل کیسا ہے آپ اُس کا دین دیکھ کر، اس کی رہ دیکھ کر۔اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق دیکھ کر، اس کی اس میں قربانی اور سبقت دیکھ کر اور سب دیکھ کر اس سے محبت کی ہے تو کوئی ذاتی تعلق میں اونچ نیچ آ بھی جائے تو تعلق نہیں ٹوٹتا۔ تعلق کی بنیاد ادھر کی ادھر قائم رہتی ہے۔تو یہ بنیادی پیمانہ ہے۔جو دنیا کی محبتیں ہوتی ہیں،ذرا سا اختلاف ہو جائے اور راستے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ایمانی محبت اتنی چھوٹی نہیں ہوتی وہ دنیا سے آخرت تک قائم رہتی ہے۔یہ تعلق ہی ایسا ہے جس کا قرآن میں ذکر آتا ہے۔جب سارے رشتے ٹوٹ جائیں گے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:۔

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ(الزخرف:٦٧)

"جگری دوست بھی اس دن ایک دوسرے کے دشمن میں تبدیل ہو جائیں گے سوائے متقین کے"۔

توجو متقی ہوں گے، جنھوں نے ایمان کی بنیاد پہ محبت کی ہو گی۔وہ دنیامیں بھی قائم رہے گی اور وہ آخرت میں بھی قائم رہے گی۔

دوسرا پہلو، نفرت، اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے۔پہلی بات تو اس سے یہ پتہ چلی کہ نفرت مطلوب ہے۔مومن کے اندر نفرت موجود ہوتی ہے۔لیکن اُس کے لیے ہوتی ہے جو اُس کا مستحق ہو۔وہ اللہ تعالیٰ کے لیے نفرت بھی۔وہ نفرت اپنی ذات کی بنیاد پر نہ ہو۔انسان کو اپنی ذات کے معاملے میں وسیع قلب ہونا چاہیے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ معاف کرنے والا کوئی نہیں۔انسانوں کو اپنے چچا کے قاتل کو معاف کیا، اپنے صحابہؓ کو قتل کرنے والوں کو معاف کیا۔ابوسفیان گیارہ بارہ سال جنگ کی قیادت کرتے رہے اہل ایمان کے خلاف، لیکن جس دن حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا ان کے گھر ہی کو سارے مکہ کے لیے پناہ گاہ قرار دیا گیا۔حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھوں سترؓ صحابہ شہید ہوئے لیکن وہی جب اسلام میں داخل ہوئے ان کو سیف من سیوف اللہ قرار دیا۔

اپنی ذات کو بالکل قربان کر دینا۔اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت ہونی چاہیے۔ذات کے معاملے میں انسان کو عفو ودر گزر کا، اپنے حقوق معاف کرنے کا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔اس طرح یہ محبت وطن کی بنیاد پہ نہیں ہونی چاہیے۔یعنی ملک کے اندر جو ہے وہ بہت حقیقی اور بہت نیک عالم، کوئی مجاہد جو مصر سے آجائے، کوئی لیبیا سے آجائے، چیچنیا سے آجائے تو آپ کہیں یہ میرا دشمن ہو گیا۔کس بنیاد پہ ہو گیا؟نہ آپ نے اس کا دین دیکھا نہ آپ نے اس کی قربانی دیکھی نہ اس کے ایمان کو دیکھا، صرف وطن کی بنیاد پر اس سے دشمنی لگالی۔تو یہ وطن کی بنیاد پر نفرت کرنا اور وطن پرستانہ قیود میں بند ہونا، یہ بھی شیطان کی سکھائی ہوئی نفرت ہے۔ایمانی نفرت یہ ہوتی ہے کہ دوسرے انسان کی دین سے بغاوت کی بنیاد پر اُس سے نفرت کرتا ہو۔اس طرح اپنی جماعتوں کی بنیاد پر۔یہ مختلف دینی جماعتیں ہی کیوں نہ ہوں۔اُن کی بنیاد پر ایک دوسرے سے نفرت کرنا۔تو دینی جماعتیں ہوں، دینی مسلک ہوں، مختلف فقہی فروعی اختلافات پے ایک دوسرے سے نفرت کر لینا بھی دین کا سکھایا ہوا طریقہ نہیں ہے اور آج کی سب سے بڑی ابتلاؤں میں سے ہے۔ہمارے اوپر آنے والی اس اُمت کے اوپر سب سے بڑی آزمائش میں سے ہے کہ صرف ہاتھ نیچے باندھنے کی بنیاد پر اور صرف چھوٹے چھوٹے اختلاف کی بنیاد کے اوپر اُمت کو کئی کئی ٹکڑوں میں توڑ دیا جائے۔

کیفیت ایسی ہو جائے کہ اہل حدیث بھائی یہ سمجھے کہ میری محبت اور نفرت اسی بنیاد کے اوپر ہے۔میری محبت صرف اہل حدیث حضرات کے لیے ہے اور حنفی بھائی یہ سمجھے کہ میری محبت صرف حنفی حضرات کے لیے ہے۔اس کا مطلب ہے کہ یہ ایمان کی جو بنیادی مٹھاس ہے اس سے ہی محروم ہیں۔اُنھوں نے ان دائروں سے اوپر اٹھ کر سوچنا ہی شروع نہیں کیا۔

اس سے بھی باہر نکلنے کی ضرورت ہے۔نفرت اس بنیاد پر نہیں ہوتی اور محبت اس بنیاد پر نہیں ہوتی۔ایک اہل حدیث بھائی کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ایک شخص کہلانے کو اہل حدیث ہو لیکن اس کی زندگی کے اندر دین پر عمل موجود نہ ہو۔وہ صرف نام جو اس نے اپنے ساتھ لگالیا۔اس کا شریعت کی اتباع سے، اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے سے، سنت کی اتباع سے کوئی تعلق نہ ہو تو بس نام کی وجہ سے وہ جنت میں نہیں جائے گا۔اس وجہ سے وہ محبت کا مستحق نہیں ہو جائے گا۔عین ممکن ہے کہ اس طرح حنفی بھائی ہو اور اسی وجہ سے حنفی ہو تو وہ جنت میں نہیں پہنچ جائے گا۔بلکہ اس کو بھی دیکھنا ہے اس کا ایمان کیسا ہے اور

دین کی اتباع کیسی ہے بس نام کی بنیاد پر لیبل کی بنیاد پر، اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام نہیں مل جاتا ہے۔

اس طرح دینی جماعتوں کا معاملہ ہے۔ جہادی جماعتوں کا معاملہ ہے۔ ان جماعتوں کی بنیاد پر نفرتیں قائم کرنا، جو میری جماعت میں ہو گا اس سے محبت اور جو میری جماعت میں نہیں ہو گا اس سے نفرت۔ جو اس میں آیا اور اس سے آکر نکل گیا اس سے نفرت۔ یہ بھی ایمان کے سکھلائے ہوئے طریقے نہیں ہیں۔ یہ جماعتیں تو ہم نے کاموں کو ترتیب دینے کے لیے بنائی ہیں۔ اس لیے بنائی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پورا کرنے کے لیے، جو اصلاً خلافت کے ذمے سے جو کام پورا کرنا، وہ خلافت موجود نہیں۔ تو ہم اپنے آپ کو ایک منظم شکل دے کر ان کاموں کو ادا کر رہے ہیں۔ اس کا ولا اور براء سے کیا تعلق ہے؟ وہ کیسے دوستی دشمنی کا پیمانہ بن گیا؟ یہ جاہلی جذبات ہیں جو انسان کے سینے میں ہوتے ہیں، ایسا شخص ایمان کی مٹھاس سے محروم رہے گا جو ان بنیادوں پر نفرت کرتا ہو گا۔

اس طرح دینی جماعتوں کے ساتھ جو معاملہ ہے آپ دیکھیں کی اُمت کا حال کہاں تک پہنچ گیا تنزل کی وجہ سے کہ خالص سیاسی بنیادوں پر جو جماعتیں تشکیل پا رہی ہیں جن کا دین سے واسطہ ہی نہیں ہے۔ اس کے اوپر ایک دوسرے سے محبت اور نفرت۔ مسلم لیگ سے لاکھوں وابستہ اور پیپلز پارٹی سے لاکھوں لوگ وابستہ اور پوری امت کو ان کے عقیدوں کو ایک طرف رکھ دیں۔ تو صرف یہ مفسدہ جو ہے جس نے پورے معاشرے کو مسلمانوں کے انہوں نے دو حصوں میں تقسیم کر کے رکھ دیا اور اس بنیاد پر ایک دوسرے سے نفرتیں کرنا۔ اور کتنے واقعے ہیں کہ ایک دوسرے کا خون تک بہالینا۔ ایک دوسرے کے اوپر ہاتھ اُٹھالینا یہ سن کچھ جائز قرار پایا۔ تو جب دینی جماعتوں میں جائز ہے تو پھر بے دینی بنیادوں پر کرنا کیسے جائز ہو جائے گا؟

اس طرح کوئی بھی دیگر بنیاد، جو دین کی بنیاد سے ہٹ کر ہو۔ اس کی بنیاد پر نفرت کرنا اور اس امت کے اندر مزید توڑ پیدا کرنا یہ دین کا سکھایا ہوا طریقہ نہیں ہے۔ تو پیارے بھائیو! ہماری نفرت ہوتی ہے دین کی بنیاد پر۔ جس نے اللہ تعالیٰ سے بغاوت کی۔ ہماری نفرت ہوتی ہے ان کے ساتھ جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہا اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا۔ ہماری نفرت ہوتی ہے ان کے ساتھ جنہوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہا۔ جنہوں نے انبیاء کو قتل کیا اور اس کے اوپر فخر کیا۔ ہماری نفرت ہوتی ہے ان کے ساتھ جنہوں نے اس دور میں ہندوستان بیٹھ کے کہنے کو اکیسویں صدی ہے لیکن بتوں کے بت سجائے۔ اور آج تک ان کی لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں سالانہ اس کے سامنے جھکتے ہیں اور ان کے سامنے سجدے کرتے ہیں۔ ان کی عبادت کرتے ہیں۔ ان اللہ تعالیٰ کے باغیوں سے ہماری نفرت ہوتی ہے۔ ہماری نفرت ہوتی ہے ان کے ساتھ جنہوں نے کشمیر میں ہمارے بھائیوں پر ظلم کیے یا جنہوں نے مشرقی ترکستان میں ظلم کیا، جنہوں نے عراق میں، افغانستان میں ظلم کیا یا ان ظالموں کے ساتھ، ان اہل ایمان کو قتل کرنے والے، ان کی عزتوں پر ہاتھ ڈالنے سے ہماری دشمنی ہوتی ہے اور ہماری نفرت ہوتی ہے۔

ہماری نفرت ہوتی ہے ان غیروں کے ایجنٹوں کے خلاف، جو امریکہ کی رضا کے لیے اور جو پیسہ پانے کے لیے، جو ترقیاں پانے کے لیے، جو عہدے پانے کے لیے، جو چار ٹکوں کی اس حقیر زندگی میں دنیا والوں کی نگاہ میں اونچا اُڑنے کے لیے۔ اور یہاں کی چند چھوٹی چھوٹی حقیر چیزیں اکٹھی کر لینے کے لیے۔ جنہوں نے کفار کا ساتھ دیا۔ اہل ایمان کا خون بہایا اور ان کے اوپر ظلم ڈھایا۔ ان کے ساتھ ہماری نفرت ہوتی ہے۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی شریعت کو معطل کیا۔ اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ایک ایک حکم کو پامال کیا، ان کے ساتھ ہماری نفرت ہوتی ہے۔

تو یہ بغض کا ایمانی پیمانہ ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر نفرت کفار کے لیے، زنادقہ کے لیے، مرتدین کے لیے۔ ان کے لیے اہلِ ایمان کی نفرت خالص ہوتی ہے۔

تو پیارے بھائیو! یہ پیمانہ ہے کہ محبت اور نفرت اللہ تعالیٰ کے لیے۔ یہ ایک بنیادی پیمانہ ہے جس کے اوپر ایک مسلمان کو اپنی دینی زندگی کو کھڑا کرنا ہوتا ہے۔ کہنے کو چھوٹی سی حدیث ہے لیکن اس کا ہر نقطہ پوری زندگی کو ایک سمت دے دیتا ہے۔

پہلا نقطہ جیسا کی ہم نے گذشتہ نشست میں ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر دوسری چیز پہ مقدّم کر دینا۔

دوسرا نقطہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنا اور اللہ تعالیٰ کے لیے نفرت کرنا۔ یعنی اسلام کی بنیاد پر نفرت کرنا اور اسلام کی بنیاد پر محبت کرنا۔ تو یہ دو صفات ہیں جن کا ہم نے ذکر کیا۔ ان شاء اللہ، اللہ نے اور توفیق دی تو اگلی نشست میں تیسری صفت پر بات کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کی حلاوت نصیب فرمادیں اور اللہ تعالیٰ اپنی محبت بھی دے دیں اور اپنے اپنی خاطر محبت کرنا اور اپنی خاطر نفرت کرنا یہ ہمیں سکھلا دیں۔ آمین

سبحنک اللھم وبحمدک نستغفرک ونتوب الیک

☆☆☆☆☆

سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

مولانا عابد شعیب

ان کا نام زمانۂ جاہلیت میں عبد الکعبہ تھا۔ وہ ان پانچ خوش نصیبوں میں سے تھے جنہوں نے ابتدا ہی میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اسلام قبول کیا تھا۔ ان کے علاوہ اس وقت تک سیدنا عثمان بن عفان، زبیر بن العوام، طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن ابی وقاص [رضی اللہ عنہم] مسلمان ہوئے تھے۔

ابھی تک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دارِ ارقم نہیں گئے تھے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام تبدیل فرمایا۔ عبد الکعبہ اور ایک روایت کے مطابق عبد عمرو کی جگہ ان کا نام عبد الرحمٰن رکھ دیا۔ ان کے والد عوف کا تعلق بنو زہرہ سے تھا۔ ان کی والدہ کا نام شفاء تھا۔ ان کا تعلق بھی بنو زہرہ سے تھا۔ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے والدین آپس میں چچازاد تھے۔ یہ ہجرت سے ۴۴ سال پہلے پیدا ہوئے۔ قبول اسلام کے وقت ان کی عمر کم و بیش ۳۰ سال تھی۔ عمر میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۰ سال چھوٹے تھے۔ قریشی تھے۔ ان کا حسب نسب چھٹی پشت پر جا کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔

سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے اور شروع ہی سے پاکیزہ نفس انسان تھے۔ اپنی سلامت روی کی بدولت زمانۂ جاہلیت ہی میں شراب چھوڑ دی تھی۔ ان کے والد عوف تاجر تھے۔ زمانۂ جاہلیت میں وہ تجارت کے لیے یمن گئے ہوئے تھے کہ راستے میں ان کے دشمنوں نے انہیں قتل کر دیا۔ ان کی والدہ شفاء بنت عوف اسلام کی نعمت سے مالا مال ہوئیں اور ہجرت بھی کی۔ (واضح رہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا تعلق بھی بنو زہرہ سے تھا)۔

سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی اپنے والد کی طرح تاجر پیشہ تھے۔ ان کا خاندان بنو زہرہ کثرت تعداد اور دولت و ثروت کے لحاظ سے زیادہ نمایاں نہ تھا، اس لیے ان لوگوں کو مناصب حرم میں سے کوئی منصب نہ مل سکا۔ سیرت نگاروں کے مطابق اسلام قبول کرنے والوں میں ان کا تیرھواں نمبر تھا۔

اسلام لانے کے سبب انہیں بھی بہت ستایا گیا۔ اس لیے یہ بھی حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے پہلے قافلے میں شامل ہو گئے۔ لیکن بعد میں واپس مکہ آ گئے اور ۱۳ نبوی کو مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی۔ مدینہ آئے تو اپنا گھر بار اور تجارت ہر چیز حتیٰ کہ بیوی بچے بھی مکہ میں چھوڑ آئے۔ یہاں پہنچے تو بالکل قلاش تھے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے مابین مواخات کا رشتہ قائم کیا۔ ان کے اسلامی بھائی نے بے مثال ایثار سے کام لینا چاہا۔ لیکن سیدنا عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کی بے نیاز اور غیور طبیعت نے شکریہ کے ساتھ ان کی پیشکش نامنظور کی۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا کہ میں مدینہ طیبہ کے امیر ترین لوگوں میں سے ہوں۔ میرے کئی باغات اور زرعی زمینیں ہیں، دو بیویاں ہیں۔ میں اپنا آدھا مال آپ کے حوالے کرتا ہوں۔ دونوں بیویاں دیکھ لیں جو آپ کو پسند آئے میں اسے طلاق دے دیتا ہوں، جب عدت گزر جائے تو اس سے نکاح کر کے اپنا گھر بسا لیں۔ مگر اس قریشی نوجوان نے ان کے جواب میں کہا:

> ”اللہ آپ کے مال میں برکت عطا فرمائے۔ مجھے آپ بازار کا راستہ بتا دیں جہاں خرید و فروخت ہوتی ہو“۔

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بنو قینقاع کا بازار بڑا مشہور ہے۔ (یہ بازار راقم کی تحقیق کے مطابق ”البقیع“ کے بائیں جانب کچھ فاصلے پر تھا)۔ وہ صبح سویرے بازار گئے۔ شام کو واپس آئے تو ان کے پاس کچھ فاضل پنیر اور گھی تھا۔ اس کے بعد وہ روزانہ بازار جاتے اور سامان خرید کر فروخت کرتے۔

ایک دن ان کے لباس پر حجلۂ عروسی کی بشاشت جھلک رہی تھی، یعنی زعفرانی رنگ کا اثر تھا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو پوچھا: ”عبد الرحمٰن! کیا ماجرا ہے؟“ عرض کیا: ”میں نے ایک انصاری عورت سہلہ بنت عاصم یا ام ایاس بنت ابی الحیسر انس بن رافع بن امریٔ القیس سے شادی کر لی ہے“۔ ارشاد ہوا: ”اس کو مہر کیا دیا؟“ عرض کیا: ”کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا“۔ فرمایا: ”ولیمہ ضرور کرو، چاہے ایک بکری ہی ہو“۔

سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی تجارت دن بدن بڑھتی چلی گئی۔ ایک مرتبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چار ہزار درہم لے کر حاضر ہوئے۔ ان کے پاس اس روز آٹھ ہزار درہم تھے۔ فرماتے ہیں:

> ”میں نے چار ہزار درہم اپنے گھر والوں کے لیے چھوڑے ہیں اور چار ہزار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے حاضر ہو گیا“۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

> بَارَکَ اللّٰهُ لَکَ فِیْمَا أَمْسَکْتَ وَفِیْمَا أَعْطَیْتَ
>
> ”اللہ تمہارے اس مال میں بھی برکت دے جو تم نے گھر میں رکھا اور اس میں بھی جو تم نے اللہ کی راہ میں دیا“۔

یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت تھی کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے امیر ترین شخص بن گئے۔ جیسے جیسے ان کے مال و دولت میں اضافہ ہوتا گیا ویسے

ویسے وہ اللہ کی راہ میں زیادہ خرچ کرتے چلے گئے۔ ان کی سخاوت کے بارے میں سیرت نگاروں نے بہت سے واقعات بیان کیے ہیں۔ ایک موقع پر جہاد کے لیے انہوں نے پانچ سو گھوڑے اور پندرہ سو اونٹ پیش کیے۔ دو مرتبہ چالیس چالیس ہزار دینار اللہ کی راہ میں دیئے۔ ان کی ایک قیمتی زمین مدینہ میں تھی وہ زمین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ چالیس ہزار دینار میں فروخت کر کے ساری رقم فقرائے بنی زہرہ اور امہات المؤمنین میں تقسیم کر دی۔

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بڑے جری اور بہادر تھے۔ وہ بدر سمیت تمام غزوات میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ بدر میں ابوجہل کو قتل کرنے والے دو انصاری نوجوانوں نے ابوجہل کا اتا پتا انہی سے پوچھا تھا۔

بدر کے میدان میں وہ دشمن سے کچھ زرہیں چھین کر لے جارہے تھے کہ ان کے زمانۂ جاہلیت کے ایک دوست امیہ بن خلف نے انہیں دیکھ کر کہا: کیا تمہیں میری ضرورت ہے؟ میں تمہاری ان زرہوں سے بہتر ہوں...اور جب امیہ اور اس کے بیٹے علی کو سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ گرفتار کر کے لے جارہے تھے تو اچانک سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی نظر اُمیہ پر پڑی۔ بے ساختہ بولے:

''اوہو! کفار کا سرغنہ امیہ بن خلف'اب یا تو یہ رہے گا یا میں''۔

پھر انہوں نے انصار کی مدد سے دونوں باپ بیٹے کو واصل جہنم کر دیا۔ سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''اللہ بلال رضی اللہ عنہ پر رحم کرے! میری زرہیں بھی گئیں اور میرے قیدیوں کا بھی صفایا ہو گیا''۔

اُحد کے میدان میں سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ وہ ان صحابہ میں سے تھے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ انہوں نے لڑتے لڑتے منہ پر چوٹ کھائی۔ ان کا سامنے کا دانت ٹوٹ گیا۔ انہیں اس جنگ میں بیس یا اس سے زیادہ زخم آئے جن میں سے بعض کاری زخم پاؤں پر لگے'یوں وہ ساری زندگی کے لیے لنگڑے ہو گئے۔

ان کی زندگی کا ایک اور روشن پہلو اس وقت سامنے آتا ہے جب شعبان ۶ ہجری میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قیادت میں ایک لشکر اپنے سامنے بٹھا کر خود اپنے دست مبارک سے ان کے سر پر پگڑی باندھی' پیچھے شملہ چھوڑا اور ہاتھ میں عَلَم عنایت فرمایا۔ ان کو لڑائی میں سب سے اچھی صورت اختیار کرنے کی وصیت فرمائی۔ ارشاد فرمایا:

''اگر وہ تمہاری اطاعت کر لیں تو تم ان کے بادشاہ کی بیٹی سے شادی کر لینا''۔

انہوں نے دومۃ الجندل پہنچ کر تین دن تک دعوت اسلام دی۔ قبیلہ بنو کلب کا بادشاہ اصبغ بن عمرو عیسائی تھا'اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کے ساتھ اس کی قوم کے بہت سارے لوگ بھی مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب فرمان اصبغ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سیدہ تماضر رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی اور انہیں اپنے ساتھ مدینہ لے آئے۔ مشہور راوی حدیث ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اسی خاتون کے بطن سے تھے۔ کسی قریشی کی بنو کلب میں یہ پہلی شادی تھی۔

آپ نے متعدد شادیاں کیں۔ آپ کے ہاں بیس بیٹے اور آٹھ بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ ان کے ایک بیٹے کا نام عثمان تھا جس کی والدہ کسریٰ کی بیٹی غزال تھی۔ جو مدائن کی فتح کے موقع پر لونڈی بنی تھی۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اس لشکر کے قائد تھے۔

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بڑے صائب الرائے تھے۔ وہ نہ صرف اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نمایاں صحابہ میں سے تھے بلکہ سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے دور میں بھی ان کے مشیر خاص تھے۔ وہ ان کی موجودگی میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں عراق پر لشکر کشی کا مسئلہ سامنے آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام بطور سپہ سالار پیش کیا۔ شوریٰ کا اجلاس جاری تھا۔ اجلاس میں سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے' انہوں نے اس تجویز کی سخت مخالفت کی۔ اس موقع پر انہوں نے جو دلائل پیش کیے آیئے ذرا ان کو پڑھتے ہیں۔

ان کا کہنا تھا کہ آپ یہیں ٹھہریں'لشکر عراق بھیج دیں۔ اللہ نہ کرے اگر اسلامی لشکر نے شکست کھائی تو وہ اسلام کی شکست نہ ہو گی بلکہ مسلمانوں کے ایک گروہ کی شکست ہو گی۔ اگر آپ جنگ کے میدان میں اتر گئے اور شکست کھا گئے تو مسلمانوں کی ترقی رک جائے گی اور اسلام کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ان کی اس مدلل تقریر نے تمام ارکان شوریٰ کی آنکھیں کھول دیں اور سب نے پرزور الفاظ میں اس کی تائید کی۔ اب سوال پیدا ہوا کہ مسلمانوں کی قیادت کون کرے؟ یہ مسئلہ بھی اس دانشور شخصیت نے حل کر دیا۔ انہوں نے مجلس میں کھڑے ہو کر فرمایا: ''میں نے پالیا۔'' سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''وہ کون ہے؟ آپ نے کسے پالیا؟''۔ بولے: ''سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ''۔ اس حسن انتخاب پر ہر طرف سے صدائے تحسین بلند ہوئی۔

بیت المقدس کی فتح مسلمانوں کو لڑے بغیر ہی نصیب ہو گئی۔ اس موقع پر مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان جو معاہدہ ہوا اس کے گواہوں میں سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کے دورے پر تھے۔ اسی

دوران ان کو اطلاع ملی کہ وہاں طاعون کی وبا پھیل گئی ہے۔ انہوں نے پلٹنا چاہا تو سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے اس کی بھرپور مخالفت کی اور کہا کہ ”آپ شام ضرور جائیں‘کیا آپ تقدیر الٰہی سے فرار ہونا چاہتے ہیں؟“ اس موقع پر سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آ گئے۔ آپ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب تم کسی شہر میں وبا کی خبر سنو تو وہاں نہ جاؤ اور اگر تم وہاں (پہلے ہی) موجود ہو تو وہاں سے مت نکلو۔“

سیدنا سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شام سے واپس پلٹنے کی وجہ صرف سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث تھی“۔

اگر ان کے حالات زندگی کا بغور جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ واقعی نہایت زیرک اور صائب الرائے شخصیت تھے۔ ان کو امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بے حد قرب اور اعتماد حاصل تھا۔

بعض واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے بعد خلافت کی ذمہ داریاں انہی کو سونپنا چاہتے تھے مگر وہ اس پر قطعاً راضی نہ ہوئے۔

بلاشبہ وہ نہایت متقی اور پرہیز گار انسان تھے۔ انتہائی مالدار ہونے کے باوجود وہ بڑے منکسر المزاج تھے۔ ایک مرتبہ روزے سے تھے‘افطاری کے وقت ان کے سامنے کھانا رکھا گیا تو فرمایا:

”مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو اُحد کے میدان میں شہید کر دیا گیا وہ مجھ سے بہتر تھے۔ ان کو ایک ایسی چادر میں کفن پہنایا گیا کہ اگر اسے سر پر ڈالا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے تھے اور اگر پاؤں پر ڈالتے تو سر ننگا ہو جاتا تھا۔ میں نے ان کو اس حالت میں دیکھا۔ سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے‘وہ مجھ سے بہتر اور افضل تھے‘ پھر ہمیں دنیا سے وہ کچھ دیا گیا جو کچھ دیا گیا۔ (یعنی ہمیں بے حد وحساب دولت دی گئی) حتیٰ کہ ہمیں ڈر لگا کہ ہماری نیکیوں کا بدلہ ہمیں فوراً (دنیا ہی میں) دے دیا گیا ہے“۔

یہ کہہ کر وہ زار و قطار رونے لگے اور کھانا چھوڑ دیا۔

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنھن کا بے حد احترام کرتے تھے۔ امہات المؤمنین کو بیت المال سے معقول مقدار میں خرچ ملتا تھا‘اس کے باوجود بہت سارے غنی صحابہ ان کے ایک ادنیٰ اشارے پر ہر قسم کی مالی قربانی دینے کے لیے ہر آن ہر گھڑی تیار رہتے تھے۔ مگر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا معاملہ سب سے مختلف تھا۔ ان کے ایک باغ کی قیمت چار لاکھ درہم تھی‘انہوں نے اس کی پیداوار امہات المؤمنین رضی اللہ عنھن پر خرچ کرنے کی وصیت فرمائی۔

انہوں نے بدری صحابہ کے لیے وصیت کی تھی کہ ان میں جو زندہ ہیں ان سب کو میری وفات کے بعد میراث سے چار چار سو دینار دیے جائیں۔ جب ان کی وفات کے وقت بدری صحابہ کو گنا گیا تو ان کی تعداد سو تھی۔ اس طرح چالیس ہزار دینار کی خطیر رقم صرف بدری صحابہ کو ادا کی گئی۔ ان صحابہ میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

سبھی کو معلوم تھا کہ وہ نہایت امیر کبیر اور مالدار انسان ہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے یہ کوئی بڑی رقم بھی نہ تھی‘آپ تو غنی تھے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا آپ بھی حسبِ وصیت رقم وصول کریں گے؟ انہوں نے فرمایا:

”ہاں! کیوں نہیں‘میں یہ رقم ضرور وصول کروں گا۔ میرا یہ بھائی بڑا بابرکت تھا۔ اس کا مال حلال اور برکت والا ہے۔ اس طرح انہوں نے بھی چار سو دینار وصول کیے“۔

جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے مجوسی غلام ابو لؤلؤ فیروز نے فجر کی نماز پڑھاتے ہوئے خنجر گھونپا تو انہوں نے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں اپنی جگہ کھڑا کر دیا۔ لوگ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آواز نہیں سن رہے تھے۔ وہ ”سبحان اللہ‘سبحان اللہ“ کہہ رہے تھے‘چنانچہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مختصراً نماز پڑھائی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد جن شخصیات کے بارے میں فرمایا کہ ان کو میرے بعد خلیفہ چن لینا ان میں سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ جب شوریٰ کا اجلاس شروع ہوا تو یہ مسئلہ بڑا مشکل تھا کہ کس کو خلیفہ منتخب کیا جائے۔ مگر انہوں نے یہ مسئلہ بھی بڑی خوش اسلوبی سے حل کر دیا اور آخر کار صحابہ کے مشورے سے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ قرار دینے کا اعلان کر دیا۔

وہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کا مکمل ساتھ دیتے رہے۔ ان کو خیر خواہی کے ساتھ نیک مشورے دیتے رہے اور زندگی بھر خلافت کے استحکام کے لیے کوشاں رہے۔

ان کی وفات سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہوئی۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۷۲ برس کے لگ بھگ تھی۔ انہوں نے وصیت کی کہ میرا جنازہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پڑھائیں۔ چنانچہ ان کی وصیت کے مطابق امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور البقیع الغرقد میں سپرد خاک کیا گیا۔

☆☆☆☆☆

دینی سیاسی جماعتوں کے نام—کونوا انصار اللہ

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ

استدعا: وطن عزیز میں ہر آئے روز کے ساتھ دین مغلوب جبکہ مغربیت اور لادینیت ایک نہ تھمنے والے طوفان کی صورت میں مسلسل غالب ہو رہی ہے، نتیجتاً ہماری محبوب قوم اس دنیا میں بھی شریعت کی برکتوں سے محروم، انتہائی تنگی اور بے سکونی کی زندگی گزار رہی ہے اور خدشہ ہے کہ آخرت میں بھی وہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ناراضگی اور ناکامی ونامرادی کا سامنا ہو، سیاسی دینی جماعتوں سے وابستہ ہمارے بھائی اس طوفان کے مقابل کیوں مکمل طور پر غیر مؤثر ہیں؟ پھر وہ کیا مطلوب اور آسان راہ عمل ہے کہ جس پر چل کر اللہ کے دین کی مدد ہو سکتی ہے؟

اس مختصر سے پیغام میں ان امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، دینی سیاسی جماعتوں سے وابستہ ہر قائد اور کارکن تک یہ پیغام پہنچانے کی استدعا ہے۔

جمہوریت نے اہل دین سے کیا چھینا...؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي

پاکستان کے میرے عزیز اہل دین بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پچھلی نشست میں ذکر ہوا کہ وطن عزیز میں اللہ کا دین انتہائی نازک دور سے گزر رہا ہے۔ یہاں مذہبی سیاسی جماعتوں سے وابستہ ہمارے بھائی بے دینی کے سیلاب کے سامنے بند باندھنے کی جگہ خود اس کی رو میں بہہ رہے ہیں اور یہ کہ یہ دینی جماعتیں باطل کا غلبہ اور اس کا تسلط شعوری یا لاشعوری طور پر تسلیم کر چکی ہیں۔ یہ بھی عرض کیا کہ اس صورت حال کے اسباب خارجی نہیں، داخلی ہیں۔ آج کی نشست میں ان شاء اللہ ان اسباب میں سے اہم ترین سبب جمہوریت پر بات ہو گی۔

عزیز بھائیو اور بزرگو!

کاش کہ جمہوریت کی برائی بس اتنی ہی ہوتی کہ اس کے ذریعے اسلام کو غلبہ ملنا ناممکن ہوتا۔ مگر ایسا نہیں ہے! اس حقیقت سے کہ اس راستے سے اسلام غالب نہیں ہوتا، کوئی اندھا ہی انکار کر سکتا ہے، پاکستان، مصر، الجزائر، ترکی، تیونس بلکہ پورا عالم اسلام اس پر شاہد ہے، لہٰذا آج یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بتانے کی جو ضرورت ہے، احساس دلانے کی جو بات ہے اور جس کی وجہ سے ہم آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہیں کہ خدارا اس راستے کو چھوڑیے تو وہ یہ ہے کہ اس راستے پر جب اہل دین قدم رکھتے ہیں تو دین غالب کرنا تو بہت دور کی بات ہے، خود اُن کا اپنا دین خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ اس راستے کے باعث دین کا فروغ تو ناممکن ہے لیکن خود اہل دین بے دینی پھیلانے کا پھر سبب بنتے ہیں، ان کے ہاتھوں شر کی قوتوں کو تقویت ملتی ہے اور منکرات فروغ پاتے ہیں۔ یہ اس جمہوری سیاست کی شیطانیت ہے کہ شرعی فرائض اور دینی ذمہ داریاں بھی وہ بوجھ بن جاتی ہیں جن سے چھٹکارا پانے میں ہی پھر یہ اہلِ دین اپنی سیاسی کامیابی دیکھتے ہیں۔

میرے عزیز بھائیو!

باطل سے اجتناب، باطل کو باطل کہنا اور باطل کی مخالفت کرنا...اسی طرح منکر کو بہانگ دہل منکر کہنا، اس کے پھیلانے والوں سے تعلق توڑنا اور ان کے سامنے بند باندھنا...یہ ہر مسلمان کی شرعی ذمہ داری ہے اور ہر دینی جماعت کے وجود کا حقیقی مقصد بھی یہی ہے۔ مگر انتخابی سیاست کا ثمرہ دیکھیے، اس کی پوری تاریخ شاہد ہے کہ اس میں خیر و شر یا حق و باطل 'دوستی اور دشمنی کے معیار نہیں ہیں، بلکہ دوستی اور دشمنی کا فیصلہ مفادات کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ دین جب اس میں اترتے ہیں تو ظلم، بدکاری، بے حیائی اور کفریہ نظریات جیسے شر پھیلانے والوں کو روکنا تو دور کی بات، ان کے اس تمام تر فساد کو فساد کہنا بھی ان کے بس میں نہیں رہتا بلکہ ان فسادیوں کی حمایت چونکہ ان کی سیاسی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے انہیں راضی رکھنا پھر وہ اپنا مقصد بناتے ہیں۔

پھر عزیز بھائیو!

آپ جانتے ہیں کہ کفر واسلام کے درمیان جنگ ازلی ہے، اللہ رب العزت کا فرمان ہے،

وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا

"اور یہ کفار تم سے برابر جنگ کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ اگر ان کا بس چلے تو تمہیں تمہارا دین چھوڑنے پر آمادہ کر دیں"...

گویا کفار یہ جنگ اس وقت تک جاری رکھتے ہیں جب تک مسلمانوں کو وہ اپنے دین سے ہٹا نہ دیں، آج بھی امریکہ و مغرب بلکہ پورے عالم کفر کی اہل اسلام کے خلاف یہی جنگ ہے۔ فرق یہ ہے کہ آج عیسائیت یا کسی اور مذہب کی طرف دعوت نہیں دی جاتی، آج جس چیز کی طرف دعوت دی جاتی ہے، مسلمانوں کو بالعموم اور اہل دین کو بالخصوص جس طرف کھینچا جارہا ہے، وہ جمہوریت کی دلدل ہے، جمہوریت کی وہ دلدل کہ جہاں اہل دین کو جب پھنسایا جاتا ہے تو تب ہی جاکر اللہ کے دشمن، کفر کے ان سرداروں کو چین آتا ہے۔ یہی وجہ ہے آج صبح و شام اسی جمہوریت کی طرف بلایا جاتا ہے۔ امریکی صدر نکسن نے کہا تھا کہ

> ''امریکہ کے پاس دنیا کے لیے ایک ہی پیغام ہے اور اسی کے لیے وہ لڑتا ہے، اس کا ایک پہلو جمہوریت ہے اور دوسرا سرمایہ دارانہ (سودی) نظام''۔

آج مجاہدین سے عالمِ کفر کا یہی ایک مطالبہ ہے کہ بس جمہوریت میں شامل ہو جاؤ! یہ شمولیت جس عنوان سے بھی ہو، مسئلہ نہیں ہے... دینداری سے ہو یا بے دینی سے... سب کچھ قبول ہیں۔ اسلام چاہتے ہو؟ شریعت کی بات کرتے ہو؟ تو مسئلہ نہیں ہے جمہوریت میں آجاؤ! داڑھی، عمامہ، نماز اور روزہ سب یہاں چلتا ہے، بس انتخابی سیاست میں ایک دفعہ اُتر آؤ!... اور اگر اس میں اُتر آئے۔ تو پھر سارے شکوے ختم، کوئی پریشانی پھر نہیں ہے، مطلوبین کی لسٹ سے نام خارج ہو جائے گا، اقوام متحدہ تک اپنی عنایتوں کے بند دروازے کھول دے گا اور تمام تر پابندیاں ہٹائی دی جائیں گی۔ افغانستان میں دیکھیے[1]، فلسطین، یمن، صومالیہ اور مالی ہر جگہ مجاہدین سے بس یہی ایک مطالبہ ہے۔ اب جمہوریت میں کیا ایسی بات ہے کہ جہاں 'اسلامی جمہوریت' کے علمبردار بھی عالمِ کفر کو اچھے لگتے ہیں...

جبکہ اسلام، امن، عدل و انصاف اور دیگر سب خیر موجود ہوں مگر جمہوریت نہ ہو، جیسے افغانستان میں امارت اسلامی کے دور میں تھا، تو یہ سب خیر بھی اسے قبول نہیں؟ کیا وجہ ہے کہ جمہوریت میں ہمارے اہل دین بھائیوں کی سیاست بھی لادینوں سے مختلف نہیں رہی؟ اور کیا اسباب ہیں کہ اس راستے سے خیر گھٹتی ہے اور شر کو تقویت ملتی ہے؟ تو محترم بھائیو! وجہ یہ ہے، کہ اسلام قوت کے ذریعے سے معروف کو رائج کرنے اور منکر کو مٹانے کا درس دیتا ہے، یہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض ہے۔ جبکہ جمہوریت میں منکر کا بطور منکر رہنا اور پھیلنا منکر کا جمہوری حق ہے، کہتے ہیں جمہوریت کا اصول یہ ہے کہ، Book For Book، اور Tv Channel For Tv Channel، کوئی بہت بری کتاب لکھتا ہے، تو لکھنے دیں، پھیلنے دیں اس کتاب کو، آپ کو بری لگتی ہے تو مت پڑھیں، بہت بری لگی تو آپ اچھی کتاب لکھ لیں، کوئی بہت ہی گندا ٹی وی چینل ہے، بدترین فحاشی دکھاتا ہے، کفریہ نظریات پھیلاتا ہے، تو مسئلہ نہیں ہے آپ نہ دیکھیں، چینل بہت ہیں، آپ بہتر چینل دیکھیں، اگر آپ کو اس سے زیادہ تکلیف ہے اور آپ کے پاس استطاعت بھی ہے تو اپنا کوئی اچھا چینل کھولیں... مگر اس گندے چینل کو آپ قوت سے بند کر دیں، یہ آپ کے لیے جائز نہیں ہے، قانون آپ کو اس کی اجازت نہیں دیتا! اس لیے کہ... وہ جو کچھ بھی کرتا ہے وہ اس کا جمہوری حق ہے۔

یہ جمہوریت ہے کہ جہاں پاکی نے غلاظت کو برداشت کرنا ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے ایسے میں پھر غلاظت ہی بالآخر پھیلتی ہے، اس لیے کہ گندے بدبودار ماحول میں پاکی کب تک رہ سکتی ہے؟ یہ جمہوریت ہے کہ جہاں شر کے سامنے خیر کے ہاتھ پیر مکمل طور پر باندھ دیے جاتے ہیں! اسلام اس کا بالکل اُلٹ ہے، اسلام معاشرے کو پاک رکھنے پر زور دیتا ہے، فرد اور معاشرہ، سب کی ذمہ داری ہے کہ منکرات کا راستہ روکے اور گندگی اور غلاظت پھیلانے والوں کے ہاتھ پکڑے۔

پھر عزیز بھائیو!

اہم ترین اور بنیادی نکتہ یہ ہے کہ جمہوریت مشرق کی ہو یا مغرب کی، پاکستان کی ہو یا ہندوستان کی، اس کا محور و مرکز اللہ کی بندگی نہیں ہے، اللہ کی غلامی نہیں ہے بلکہ اللہ کی غلامی کی جگہ انسانوں کی غلامی ہے، یہاں تمام تر دوڑ دھوپ کا مقصد غالب طبقات کی خواہشات کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ جمہوریت لا الہ الا الانسان کی عملی تصویر ہے، یہاں انسان نما شیاطین کی خواہشات اور شہوات کی عبادت ہوتی ہے، جبکہ اسلام اللہ کے سامنے مکمل طور پر جھکنے کا نام ہے، یہ لا الہ الا اللہ ہر اس خواہش اور ہر اس تمنا سے دست برداری کا عہد ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ناپسند ہو۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ

"ان کے درمیان ان اصولوں پر فیصلہ کرو جو اللہ نے نازل کیے ہیں اور ان کی خواہشات کی اتباع نہ کرو، یعنی ان کی شہوات اور ناجائز میلانات کی طرف مت جھکو اور محتاط رہو ان سے کہ یہ تمہیں اللہ کے نازل کردہ کسی حکم سے دور کر دیں"

میرے بھائیو! یہ اسلام ہے، یہ اللہ کا دین ہے جہاں اللہ کے احکامات کم علم اور انتہائی محدود نظر رکھنے والے انسان کی ناجائز خواہشات پر قربان نہیں کیے جاتے، بلکہ تمام تر خواہشات انسانوں کے خالق و مالک... اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اُس عظیم دین کے تابع کی جاتی ہیں جو سراسر حکمت اور منفعت والا دین ہے۔ اب ان تمام تر رحمانی اوامر کے برعکس جمہوریت کہتی ہے کہ لوگوں کے معاملات ان ہی کی مرضی کے مطابق چلاؤ، ان کی ہر جائز و ناجائز خواہش کے پیچھے چلو اور ڈرو اس وقت سے جب تم ان کی کسی چاہت کی مخالفت کر بیٹھو اور یہ تم سے ناراض ہو جائیں! گویا اللہ ناراض ہو تو ناراض ہو مگر یہ ناراض نہ ہوں!

الیکشن میں آپ نے دیکھا میرے بھائیو! مقصد و ہدف کیا تھا؟ کیا عوام کو شر سے بچانا مقصد تھا، انہیں خیر کی طرف بلانا اور خیر کے دفاع کی خاطر قربانی کے لیے تیار کرنا ہدف تھا یا خیر و شر میں تمیز کیے بغیر اچھے برے سب لوگوں کو راضی کرنے اور ان کی حمایت حاصل کرنے کی یہاں کوشش ہو رہی تھی؟ میرے بھائیو! اللہ کا اعلان ہے، کہ

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ

"حاکمیت اللہ کی ہے، حکم اور امر اللہ کا چلے گا"۔

مگر جمہوریت کہتی ہے:

ان الحكم إلّا للشعب!

"حاکمیت اور حکمرانی عوام کی ہو گی"۔

کہتے ہیں: People are the supreme power۔ مرضی اور خواہش صرف عوام کی چلے گی۔ عوام کی اس اکثریت کی خواہش چلے گی کہ جس کی سادگی کا یہ حال ہے کہ جو بھی اچھی ڈگڈگی بجائے، وہ اسی کے پیچھے چل دوڑتی ہے... وہ اکثریت جس کے بارے میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ

"اگر تم زمین میں موجود اکثریت کے پیچھے چلوگے تو تمہیں اللہ کے راستے سے گمراہ کر دے گی۔ (کیوں؟ اس لیے کہ) یہ صرف گمان کے پیچھے چلتی ہے اور اس کا کام صرف خیالی اندازے لگانا ہے"...

اب آپ لاکھ مرتبہ آئین میں اللہ کی حاکمیت کی ایک سطر لکھوا دیں، لاکھ مرتبہ اس غلیظ جمہوریت کے ساتھ اسلامی کا سابقہ لگا دیں، عملاً یہاں کیا ہے؟ کس کے احکامات فیصلہ کن ہیں؟ کس کے فیصلوں کی ایک ایک سطر کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے؟ کیا یہ حیثیت اللہ کی شریعت کو حاصل ہے؟ نہیں! یہ خاص ان چند افراد کو حاصل ہے جو دھونس، دھاندلی اور فریب کے ذریعے اپنے آپ کو عوام کا نمائندہ بناتے ہیں اور یہی وہ نام نہاد عوامی نمائندے پھر ہوتے ہیں کہ جن کی خواہشات جمہوریت کا "مقدس" آئین بناتی ہیں۔

پھر عزیز بھائیو! ایک اور نکتہ جس کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے... وہ یہ کہ جمہوریت کو لاکھ عوام کی حکومت کہا جائے، یہ عوام کی حکومت قطعاً نہیں ہوتی بلکہ حقیقت میں یہ ان قوتوں کے غلبے کا نام ہے جو عوام کو قوت اور دجل و فریب کے ذریعے سے گمراہ کرتی ہیں۔ پاکستان میں دیکھیے، یہ قوتیں دین دشمن فوج اور لادین میڈیا کے سرمایہ داروں کی صورت میں یہاں موجود ہیں۔ فوج کے پاس لاٹھی کی قوت ہے جبکہ میڈیا کے پاس جھوٹ اور جادو کی صلاحیت ہے اور دونوں عوام کو قابو کرتی ہیں۔ لہٰذا اسمبلی میں سیٹیں اگر لینی ہوں، ایوانِ اقتدار کے چند روزہ مزے اگر لوٹنے ہوں یا کم از کم کرسیٔ اقتدار کی دوڑ میں شامل اگر رہنا ہے تو فوج اور میڈیا کو خوش رکھنا لازم ہے۔ آج آپ کے سامنے ہے، وزیرِ اعظم کون بنا؟ کیسے بنا؟ کیا فوج کی لاٹھی اور میڈیا کے جادو کے بغیر یہ ڈرامہ ممکن تھا؟ اس حقیقت کا ادراک ہی ہے کہ پاکستان میں ہمارے سیاسی اہلِ دین حضرات بھی آج فوج اور سیکولر میڈیا کو راضی رکھنا اپنا مقصد بنائے ہوئے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ فوج کے بدترین مظالم ہوں، اس کی شریعت دشمنی کے عالی شان معرکے ہوں یا سیکولر میڈیا کے حیاسوز اور اسلام مخالف حملے، ان سب کے باوجود ہمارے یہ دیندار سیاسی بھائی ان طبقات کے ساتھ راضی بہ رضا نظر آتے ہیں۔

عزیز بھائیو!

آج پاکستان میں سیکولرز اسلامی معاشرت کو اس کی بنیادوں تک سے اکھاڑ رہے ہیں اور اسلام پر ہر جانب سے حملہ آور ہیں مگر ان کے سامنے ہمارے یہ اہلِ دین سیاسی بھائی سر

جھکائے اپنی صفائیاں پیش کر رہے ہیں، وہ ان لادینوں کے سامنے ایسے معذرت خواہ ہیں جیسے نعوذ باللہ دینداری کی یہ پہچان ہی ان کا وہ سنگین ترین جرم ہے کہ جس کو چھپانے میں ہی کامیابی ہے۔ ان کی کوشش ہے کہ کسی طرح یہ سیکولر اور دین دشمن بھی انہیں اپنا حامی سمجھیں، یعنی جنہیں انہوں نے دعوت دینی تھی، جن کے فساد کا انہوں نے مقابلہ کرنا تھا، اُن سے یہ آج اپنی دعوت تک چھپاتے ہیں اور ان کی ناراضگی سے بچنا اور ان کی حمایت حاصل کرنا یہ کامیابی کا راستہ سمجھتے ہیں!! کچھ عرصہ پہلے ایک دینی جماعت کے قائد کا ایک سیکولر ادارے نے انٹرویو کیا، پوچھا گیا 'سیکولرازم کیا ہے' تو محترم بولے:

''میری عوام کا مسئلہ سیکولرازم نہیں ہے، غربت، بے روزگاری اور بنیادی ضروریات سے محرومی ہی میری عوام کا مسئلہ ہے''۔

یا اللہ! یقین نہیں آ رہا تھا کہ ایک دینی قائد بھی یہ بات کہہ سکتا ہے!!! ایک وقت تھا جب سیکولرازم اور لادینیت ہی دینی جماعتوں کے نشانے پر ہوتی تھی اور وہ اللہ سے اس دوری اور دین دشمنوں کے اس تسلط کو ہی غربت، بے روزگاری اور بدامنی کا اصل سبب بتاتے تھے۔ مگر آج حال دیکھیے کہ خود دینی جماعتوں کے قائدین سیکولرازم کو مسئلہ تک کہنے کے لیے تیار نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مذکورہ قائد سے جب پاکستان میں موجود مسائل کا حل پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

'' قانون کی حکمرانی، وسائل کی منصفانہ تقسیم اور کرپشن سے پاک معاشرہ''...!!

اب یہی حل تو سیکولر جماعتیں بھی بتاتی ہیں تو پھر دینی اور سیکولر جماعتوں کے مقاصد میں کیا کوئی فرق نہیں رہا؟ افسوس میرے بھائیو! ایک دور تھا جب سیکولرازم اور لادینیت کا خاتمہ ہی ہماری دینی جماعتوں کا ہدف ہوا کرتا تھا جبکہ آج اس جمہوریت ہی کا ثمرہ ہے کہ خود ہمارے دیندار سیکولرازم کا شکار نظر آ رہے ہیں، اور افسوس کہ یہ تمام تر مداہنت بھی دین کی نصرت کے نام پر ہو رہی ہے، اس تمام تر باطل سیاست کے لیے بھی اصطلاح ''دعوتی مصلحت'' استعمال ہو رہی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ جس مصلحت کی یہاں بات ہو رہی ہے اس کا دین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہاں اس مقام پر تفسیر فی ظلال قرآن کے شہید مفسر سید قطب رحمہ اللہ کا قول نقل کرنا ان شاءاللہ فائدے سے خالی نہیں ہوگا، آپ رحمہ اللہ شرعی حدود و قیود سے آزاد ایسی دعوتی مصلحت کے حوالے سے فرماتے ہیں:

''... 'دعوت کی مصلحت' نامی یہ اصطلاح داعی کو اپنی لغت سے مٹانی چاہیے اس لیے کہ یہیں سے شیطان وار کرتا ہے، یہاں سے وہ داعی کو پھسلاتا اور گراتا ہے، یہیں سے شیطان اسے دعوت اور دین کے فائدہ کے نام پر در حقیقت شخصی مفاد اور مصالح کا راستہ دکھاتا ہے، یوں دعوت کی مصلحت ایسے بت میں تبدیل ہو جاتی ہے جس کی پھر یہ دیندار عبادت کرتے ہیں جبکہ وہ اصل دعوت اور واضح منہج کو کہیں بھول جاتے ہیں، داعیانِ دین پر لازم ہے کہ وہ اس دین کی دعوت کے اس اصل راستے کے ساتھ جڑیں جو اللہ نے بھیجا ہے، ان پر واجب ہے کہ بس وہ اس منہج پر گامزن رہیں اور یہ نہ دیکھیں کہ اس کے نتائج کیا ہوں گے۔ اس لیے کہ بدترین خطرہ جو اس راستے میں آ سکتا ہے وہ یہ ہے کہ داعی دعوت کے صحیح منہج سے منحرف ہو جائے، یہ انحراف ہی اصل تباہی ہے چاہے یہ بڑا ہو یا چھوٹا اور چاہے جس وجہ سے بھی ہو۔ اس لیے کہ دعوت کا فائدہ اور نقصان اللہ کے ہاتھ میں ہے، داعی کو اللہ نے ایسے کسی فائدے کا پابند نہیں کیا ہے جس کا اللہ نے اسے حکم نہ دیا ہو، داعی کو اللہ نے ایک ہی بات کا مکلف اور پابند کیا ہے اور وہ یہ کہ دعوت کے اصل راستے سے منحرف نہ ہو اور ایک لمحے کے لیے بھی اس سے جدا نہ ہو!''

عزیز بھائیو! جمہوری سیاست میں موجود بھائی اپنے سفر کے کچھ فوائد گنواتے ہیں اور کچھ کارناموں کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ کیا یہ حقیقت میں کارنامے ہیں اور اگر بالفرض یہ کارنامے ہیں تو کیا ان کا سبب انتخابی سیاست ہے؟ اس نکتے پر ان شاءاللہ تیسری نشست میں بات ہوگی۔

جزاكم الله خيرًا

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

والسلام عليكم ورحمةالله وبركاته

☆☆☆☆☆

کفر و اسلام کے معرکے کا مرکزی عنوان: حاکمیتِ باری تعالیٰ

مولانا فصیح الرحمن یوسفی

سابقہ تمام ادوار میں بھی اور عصرِ حاضر میں بھی جاری کفر و اسلام کے معرکے کا مرکزی عنوان توحید کا مسئلۂ حاکمیت ہی ہے۔ مجاہدین اور اہلِ ایمان اسی لیے جان جوکھوں میں ڈالے ہوئے ہیں کہ جہادِ فی سبیل اللہ ہی وہ واحد راستہ ہے جس سے کفر کا تسلط ٹوٹتا ہے اور اللہ رب العزت کی حاکمیت قائم ہوتی ہے۔ اہلِ کفر بھی ایڑی چوٹی کا زور اسی لیے صرف کر رہے ہیں کہ مجاہدین کی جدوجہد کی کامیابی کی صورت میں شیطان کا قائم کردہ عالمی طاغوتی نظام کلیتاً مٹ جائے گا۔ پس یہ مسئلہ بنیادی وجہِ نزاع ہے مسلمانوں اور کفار کے درمیان۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (النساء:۶۵)

"(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے رب کی قسم! یہ لوگ اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تنازعات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منصف نہ بنائیں اور پھر آپ کے فیصلے سے اپنے دل میں کسی قسم کی خلش محسوس نہ کریں، اُس (فیصلے) کو مکمل طور پر تسلیم کر لیں"۔

امام ابو بکر جصاصؒ احکام القرآن میں لکھتے ہیں:

"یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ جس نے اللہ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم کو نہیں مانا، اسے ردّ کر دیا، وہ اسلام سے خارج ہے چاہے اس نے شک کی بنیاد پر ردّ کیا ہو یا اُسے قبول کرنا نہیں چاہتا یا تسلیم کرنے سے انکاری ہے"۔

اس معاملے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا مسلک بالکل واضح تھا کہ وہ اس شخص کو مرتد کہتے تھے جو زکوٰۃ کا انکار کرتا تھا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ تسلیم نہیں کیا وہ اہلِ ایمان میں سے نہیں ہے۔ اب آیت میں یہ تاویل نہیں کرنی چاہیے کہ یہاں ایمان سے مراد کامل ایمان ہے یا اس سے لغوی ایمان مراد ہے۔

اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے:

اَفَحُکْمَ الْجَاهِلِیَّةِ یَبْغُوْنَ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اﷲِ حُکْمًا لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ (المائدۃ:۵۰)

"کیا یہ لوگ جاہلیت کے فیصلے و احکام چاہتے ہیں؟ اللہ سے بہتر حکم کرنے والا کون ہے یقین کرنے والی قوم کے لیے؟"

امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مذمت کر رہا ہے جو اس کے ایسے احکام کو چھوڑ رہے ہیں جن میں ہر قسم کا خیر ہے۔ ہر قسم کے شر سے روکنے والے ہیں، ایسے احکام کو چھوڑ کر لوگوں کی خواہشات، ان کی آرا اور خود ساختہ اصطلاحات کی طرف جاتے ہیں جس طرح دورِ جاہلیت کے لوگ اسی طرح کے جاہلانہ اور گمراہ کن احکامات کو نافذ کرتے تھے جو انہوں نے اپنی خواہشات اور آرا سے بنائے ہوئے ہوتے تھے اور جس طرح کے فیصلے اور احکامات تاتاری کرتے تھے جو انہوں نے اپنے بادشاہ چنگیز خان سے لیے تھے۔ چنگیز خان نے تاتاریوں کے لیے 'یاسق' وضع کیا تھا۔ یاسق اس مجموعہ قوانین کا نام ہے جو چنگیز خان نے مختلف مذاہب، یہودیت، نصرانیت اور اسلام وغیرہ سے لے کر مرتب کیا تھا۔ اس میں بہت سے ایسے احکام بھی تھے جو کسی مذہب سے ماخوذ نہیں تھے وہ محض چنگیز خان کی خواہشات اور اس کی صوابدید پر مبنی تھے۔ یہ کتاب بعد میں قابلِ اتباع قرار پائی اور وہ اس کتاب کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر بھی مقدم رکھتے تھے۔ ان میں سے جس جس نے بھی ایسا کیا ہے وہ کافر ہے، واجب القتل ہے جب تک کہ توبہ کر کے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی طرف نہ آئے اور ہر قسم کا چھوٹا بڑا فیصلہ اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق نہ کرے"۔ (تفسیر ابن کثیر ۲، ص۷۷)

شیخ محمد حامد الفقیؒ امام ابن کثیرؒ کے اس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ان تاتاریوں کی طرح بلکہ ان سے بھی بدتر وہ لوگ ہیں جو انگریزوں کے قوانین اپناتے ہیں اور اپنے مالی، فوجداری اور عائلی معاملات کے فیصلے ان کے مطابق کرتے ہیں اور ان انگریزی قوانین کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر مقدم رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ بغیر کسی شک و شبہ کے مرتد اور کافر ہیں جب تک وہ اس روش پر برقرار ہیں اور اللہ کے حکم کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ وہ اپنا نام کچھ بھی کیوں نہ رکھ لیں، انہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور وہ اسلام کے ظاہری اعمال میں سے جتنے چاہیں عمل کر لیں، وہ سب کے سب بیکار ہیں جیسے نماز، روزہ اور حج و عمرہ وغیرہ"۔(فتح المجید ص۸۳۸)۔

علامہ شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ (قاضیٔ مصر خلافت عثمانیہ) فرماتے ہیں:

"لوگوں کے بنائے ہوئے قوانین کا نفاذ واضح کفر ہے، اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے، اس میں کسی قسم کی تاویل یا عذر قابل قبول نہیں ہے اگرچہ اس کے نافذ کرنے والے اور ان پر عمل کرنے والے خود کو مسلمان بھی کہلائیں مگر درحقیقت وہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہیں جب تک کہ وہ (لوگوں کے بنائے ہوئے قوانین کو) صحیح سمجھ رہے ہیں اور اس کے تابع ہیں۔ ہر مسلمان کو اپنی فکر کرنی چاہیے، اس کفر سے خود کو بچانا چاہیے، ہر شخص اپنے آپ کا ذمہ دار ہے۔ علمائے کرام کو چاہیے کہ حق بیان کریں بغیر کسی ڈر وخوف کے اور جس چیز کی تبلیغ کا ان کو حکم ہے، انہیں چاہیے کہ اسے بلاکم وکاست لوگوں تک پہنچائیں۔(عمدۃ التفسیر ۴/۱۷۴)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہ فَاُوْلٰٓئِکَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ(المائدۃ:
۴۴)

"جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلے یا حکومت نہیں کرتے وہ کافر ہیں"۔

سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان جو علقمہؒ اور اسودؒ نے روایت کیا ہے، جب ان دونوں نے ان سے رشوت کے متعلق پوچھا تو سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ تو حرام ہے۔ انہوں نے پوچھا کیا فیصلہ کرنے کی وجہ سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "فیصلہ کرنا تو کفر ہے" پھر یہ آیت پڑھی:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہ فَاُوْلٰٓئِکَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ (المائدۃ:۴۴)

حالانکہ رشوت لینے والا قاضی کافر نہیں ہوتا، اس پر اجماع ہے۔ اسی طرح خوارج نے ابو مجلز تابعی سے ان عمال حکومت (یعنی افسران) کے متعلق پوچھا جو ظالمانہ فیصلے کرتے ہیں یا کسی ظالم حکمران کا ساتھ دیتے ہیں کہ ہم انہیں اس آیت کے تحت کافر قرار دے دیں تو ابو مجلز نے انکار کر دیا۔ اس بارے میں محمود شاکرؒ فرماتے ہیں:

"جو اللہ کے احکامات کو چھوڑ کر انگریز کے قوانین پر عمل کر رہے ہیں 'مالی، عائلی اور فوجداری مقدمات میں مکمل طور پر اللہ کی نازل کردہ شریعت کو چھوڑ چکے ہیں اور جو اپنے ملک میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کے بجائے انسانوں کا بنایا ہوا نظام نافذ کرتے ہیں یہ صریح کفر ہے۔ ایسے لوگوں کے کافر ہونے میں کسی بھی اہل قبلہ کو شک نہیں ہے۔ آج ہم جس موضوع پر گفتگو کر رہے ہیں وہ ہے "اللہ کے احکام کو چھوڑنا اور غیر اللہ کے احکام کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ترجیح دینا"(عمدۃ التفسیر:۴/۷۵)۔

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ ذیشان ہے:

لَا يُشْرِکُ فِیْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا(الکہف :۲۶)

"اور اس (اللہ) کے حکم میں کسی کو شریک نہ کرو"۔

امام شنقیطیؒ فرماتے ہیں:

"اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی شخص اللہ کے حکم میں کسی بھی قسم کے احکام کی آمیزش نہ کرے، حکم صرف اور صرف اللہ ہی کا تسلیم کرے۔ آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جو بھی حکم، جو فیصلہ اللہ نے کر دیا ہے اسے بغیر کسی ملاوٹ کے تسلیم کرنا ہے۔ اللہ کے فیصلوں میں سب سے پہلا فیصلہ ہے اس کے بنائے اور نازل کیے ہوئے قوانین۔ جو لوگ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کی اتباع کرتے ہیں، جو دراصل شیطانی قوانین ہیں جو

اس (شیطان) نے اپنے متبعین کے ذریعہ بنوائے ہیں، یہ سراسر اللہ کی شریعت کے مخالف ہیں ان کی تابع داری کرنے والے بلا شک و شبہ کافر ہیں، اللہ نے ان کی بصارت و بصیرت چھین لی ہے۔ یہ لوگ وحی الٰہی کے نور سے مکمل طور پر محروم ہیں(اضواء البیان:۴/ ۸۲-۸۳)

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنِ الْحُکْمُ اِلاَّ لِلّٰہِ اَمَرَاَلاَّ تَعْبُدُوْٓاِلآَّ اِیَّاہُ(یوسف:۴۰)

"حکومت صرف اللہ کا حق ہے، اس کا حکم ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرو"۔

شیخ محمد نعیم یاسین کہتے ہیں:

"اگر کسی نے شریعت اسلامی کے بارے میں یہ کہا کہ اب اس پر عمل نہیں ہو سکتا یا یہ شریعت زمانے کے ساتھ چلنے، آگے بڑھنے کی صلاحیت نہیں رکھتی یا اس قسم کی کوئی اور بات کی تو یہ شخص کافر ہے اس لیے کہ اُلوہیت کی صفات میں حکم، حکومت اور قانون سازی سب شامل ہیں جیسا کہ آیت "اِنِ الْحُکْمُ اِلاَّ لِلّٰہِ" سے ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح عبودیت کی صفت یہ ہے کہ اطاعت کی جائے، احکامات کی پیروی کی جائے، اگر کوئی شخص ان میں سے کوئی کام نہیں کرتا جو عبودیت کا لازمہ ہیں اور ان میں سے کوئی بھی عمل غیر اللہ کے لیے جائز سمجھتا ہے تو وہ کافر ہے اس لیے کہ یہ عبادات ہیں اور عبادات غیر اللہ کے لیے جائز نہیں ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اللہ کے علاوہ خود کو یا کسی دوسرے کو قانون سازی کا اہل سمجھتا ہو، اسے حلال و حرام قرار دینے کا مجاز سمجھتا ہو تو وہ کافر ہے۔ حرام حلال سے مراد ہے جیسا کہ آج کل سودی معاملات، بے حیائی، بے پردگی وغیرہ کو بعض حکومتوں نے جائز قرار دیا ہے یا اللہ کی مقرر کردہ سزاؤں میں ترامیم کو جائز سمجھے۔ یہ سب کام کفریہ ہیں، ان کا مرتکب اور اس کو بااختیار سمجھنے والا دونوں کافر ہیں"۔(الایمان ص۱۶۱)۔

اللہ رب العزت کا فرمانِ ذی وقار ہے:

وَمَاکَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍاِذَاقَضَی اللّٰہوَرَسُوْلُہ۔ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُمِنْ اَمْرِھِمْ مَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہ، فَقَدْضَلَّ ضَلٰلاًمُّبِیْنًا (الاحزاب:۳۶)

"کسی مومن مرد یا عورت کو یہ زیب نہیں دیتا کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ، حکم کریں، پھر اس میں یہ اپنا اختیار استعمال کریں جو اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ صریح گمراہی میں ہے"۔

امام نسفیؒ فرماتے ہیں:

"اگر اللہ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اس نیت سے کی جائے کہ نافرمانی کرنے والا اس حکم شریعت کو رد کر رہا ہو یا اس کے قبول کرنے سے انکاری ہو تو یہ نافرمانی کفر اور گمراہی ہے اور اگر رد کرنے یا قبولیت سے انکار نہ ہو، شریعت کے حکم کو مانتا ہو، اس کی سچائی کا معترف ہو، پھر نافرمانی کرے تو یہ گمراہی اور فسق شمار ہوتا ہے"(تفسیر النسفی: ۳/ ۴۰۳)۔

اللہ رب ذوالجلال والاکرام نے فرمایا ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اَطِیْعُوا اللّٰہَ و اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِااللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذَالِکَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَأْوِیْلاً (النساء: ۵۹)

"اگر تم لوگ آپس میں (حکمران و عوام) کسی بات میں اختلاف کر بیٹھو تو اس مسئلہ کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف (ان کے احکام) لوٹا دو۔ اگر تمہارا اللہ اور یوم آخرت پر ایمان ہو۔ یہ تمہارے لیے خیر کا باعث ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت ہی بہترین ہو گا"۔

امام ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ جو لوگ متنازعہ اُمور و مسائل میں فیصلہ کتاب و سنت کے مطابق نہیں کرتے اور ان معاملات میں اللہ و رسول صلی

اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی طرف رجوع نہیں کرتے وہ لوگ نہ اللہ پر ایمان لانے میں سچے ہیں، نہ آخرت پر"۔(تفسیر ابن کثیر:۱/۵۶۸)۔

ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

"جس نے وہ محکم شریعت چھوڑ دی جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اور اپنے فیصلے دوسری منسوخ شدہ شریعتوں کی طرف لے گیا تو وہ شخص کافر ہو گیا۔ جب منسوخ شدہ یہودیت و نصرانیت سے فیصلے کرانا کفر ہے تو اس شخص پر ہم کیوں نہ کفر کا فتویٰ لگائیں جو 'یاسق' سے فیصلے کراتا ہے اور اسے اسلام پر مقدم رکھتا ہے جس نے بھی یہ عمل کیا وہ بالاجماع کافر ہے۔(البدایہ والنھایہ:۱۲/۱۱۹)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

"جب کوئی انسان ایسی چیز کو حلال قرار دیدے جو بالاجماع حرام ہے یا بالاجماع حرام کو حلال قرار دیدے یا متفقہ شریعت کو تبدیل کر دے تو وہ باتفاق فقہا کافر و مرتد ہے"۔(مجموع الفتاوی ۳/۲۶۸)

اللہ کا ارشاد ہے:

وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ(الانعام :۱۲۱)

"اگر تم نے ان کا کہا مان لیا تو تم مشرک ہو گے"۔

سید قطبؒ فرماتے ہیں:

"جو لوگ کسی بت پرست سے فیصلہ کرانا یا اس کا حکم ماننا تو شرک سمجھتے ہیں مگر اللہ کی شریعت کو چھوڑ کر کسی اور قانون کے مطابق فیصلے کو شرک نہیں سمجھتے اور پہلی صورت سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں اسے غلط کہتے ہیں اور دوسرے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تو یہ لوگ شاید قرآنی تعلیمات اور دین اسلام کے مقاصد سے واقف نہیں انہیں چاہیے کہ قرآن کی یہ آیت پڑھیں۔"

وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ (الانعام آیت:۱۲۱)

(فی ظلال القرآن:۳/۱۲۱۶)

شیخ عبداللہ عزامؒ فرماتے ہیں:

"جس نے بھی اللہ کی شریعت سے اپنے فیصلے کرانا چھوڑ دیا، یا کسی بھی قانون کو اللہ کی شریعت پر ترجیح دیدی یا اللہ کی شریعت کے ساتھ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کو ملا دیا، برابر کر دیا تو وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا اس نے دین کا طوق اپنے گلے سے اتار دیا اور اپنے لیے یہ راستہ چن لیا کہ وہ کافر ہو کر اسلام سے خارج ہو جائے"۔(العقیدہ واثرھا فی بناء الجیل :۱۱۶)

اس طرح دوسرے مقام پر فرماتے ہیں ہم یہاں دو اہم مسئلوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

"لوگوں کا انسانی قوانین کو اپنانا اور اس کے مخالفین کو سزائیں دینا(اگرچہ وہ مخالفین شریعت کے پابند ہوں) ایسا عمل ہے جو معصیت و نافرمانی سے بھی بڑھ کر ہے بلکہ یہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے مترادف ہے۔

اللہ کی شریعت کی جگہ کوئی اور قانون لانا اس بات کی دلیل ہے کہ اس قانون کو اللہ کی شریعت سے بہتر سمجھ لیا گیا ہے اور جب کسی انسانی قانون کو شریعت اسلامی پر ترجیح دے کر اس کے مطابق حکومت کی جائے تو یہ کفر ہے۔ اور اگر اس قانون کو شریعت سے بہتر نہ سمجھے مگر اس پر فیصلے کرے تو یہ کفر ہے مگر بڑا کفر نہیں ہے۔

یہ بعض لوگوں کی رائے ہے مگر یہ غلط ہے اس لیے کہ شریعت اسلامی کو چھوڑ کر دوسرے قانون کو اپنانا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اسے شریعت سے بہتر سمجھ لیا گیا ہے لہٰذا یہ بھی کفر ہے۔"

ان اقتباسات و دلائل سے قلب سلیم کا ہر حامل یہ نتیجہ اخذ کر سکتا ہے کہ جو حکام شریعت اسلامی کی جگہ کوئی اور قانون نافذ کرتے ہیں وہ لوگ صریح کافر ہیں ملت اسلامی سے خارج ہیں۔

☆☆☆☆☆

ملفوظاتِ فقیہ العصر نور اللہ مرقدہ

حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ

جہاد نسخہ شباب:

میں نے دارالعلوم دیوبند میں جہاد کی تربیت پائی اور بفضل اللہ تعالی اس میں مہارت حاصل کر لی تھی۔ دارلعلوم سے فراغت کے بعد کچھ عرصہ تک میں نے یہ مشق جاری رکھی اور طلبہ کو جہاد کی تربیت دیتا رہا مگر یہ سلسلہ قائم نہ رہ سکا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو جہاد کی خدمت لینا منظور تھا۔

اس طرف لگانے کی تدبیر پیدا فرمادی کہ باسٹھ سال کی عمر ہونے پر ضعفِ اعصاب کے عوارض میں مبتلا کر دیا۔ بغرض علاج روزانہ تفریح کے لیے نکلنے کا معمول جاری کروادیا۔

پھر چند روز بعد یہ خیال دل میں ڈالا کہ خدماتِ دینیہ کے اوقات سے جو کاٹ کر تفریح میں لگاتاہوں وہ تربیت جہاد میں کیوں نہ لگاؤں۔

قلب و قالب دونوں کی تفریح کے لیے جہاد جیسی کوئی چیز نہیں۔ دین کا اہم فریضہ بھی اور جسم و جاں دونوں کی تفریح و تقویت کا سامان بھی۔ چنانچہ میں نے پھر سے جہاد کی مشق اور طلبہ کو جہاد کی تربیت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے عوارض جسمانیہ سے ایسی شفاء کُلّی عطاء فرمادی گویا یہ عوارض کبھی ہوئے بھی نہیں۔ اور بہت بڑا کرم یہ کہ پوری دنیا میں جہاد کا کام لے رہے ہیں۔ اپنی رحمت سے اس خدمت کو قبول فرمائیں اور پوری دنیا میں حکومت الٰہیہ قائم کرنے کا ذریعہ بنائے۔

اللہ تعالی سب مسلمانوں کو بالخصوص علمائے کرام ومشائخ عظام کو جہاد کا فرض ادا کرنے میں زیادہ سے زیادہ حصّہ لینے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اور ترکِ جہاد پر دنیوی واخروی عذاب سے بچنے کی فکر عطا فرمائیں۔ غفلت کی صورت میں عوام کی بے التفاتی کا وبال اور عذاب ایسے علماو مشائخ پر ہو گا۔

وَ لَیَحۡمِلُنَّ اَثۡقَالَہُمۡ وَ اَثۡقَالًا مَّعَ اَثۡقَالِہِمۡ ۫ وَ لَیُسۡـَٔلُنَّ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ عَمَّا کَانُوۡا یَفۡتَرُوۡنَ (العنکبوت:۱۳)

’’اور وہ یقیناً اپنے بوجھ کے ساتھ دوسروں کے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور بروز قیامت اپنی من گھڑت باتوں کے بارہ میں ضرور سوال کیے جائیں گے‘‘۔

اور ان کا علم کمال نہیں بلکہ ان پر وبال ہے۔

(جواہر الرشید: ج ا ص ا ۷، ۷۰)

دیوبند اور تھانہ بھون منابع الجہاد:

دار العلوم دیوبند اور خانقاہ تھانہ بھون کے بارے میں عوام تو رہے عوام، علماء خاص طور پر انہی کے سلسلے کے علماء میں سے کسی سے پوچھ لیں کہ دارالعلوم دیوبند کیا ہے تو بتائیں گے کہ بہت بڑا دارالعلوم ہے۔

بہت بڑے بڑے علوم کا مخزن ہے۔

خانقاہ تھانہ بھون کیا ہے؟

تو بتائیں گے کہ وہاں سلوک کے مدارج طے کروائے جاتے تھے۔ بہت بڑے صوفی، بہت بڑے اللہ والے، اللہ تک پہنچانے والے۔

یہ کسی کو معلوم نہیں کہ یہ دراصل دار الجہاد تھے۔

دارالعلوم دیوبند بھی، اور خانقاہ تھانہ بھون بھی۔ یہاں تو جہاد کی تیاری ہوتی تھی۔ دارالعلوم دیوبند کا مقصد ہی انگریز کے خلاف جہاد تھا۔

اور خانقاہ تھانہ بھون سے انگریز کے خلاف جہاد ہوا جس کے امیر حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالی تھے۔ یہ شاملی کا جہاد کہلاتا ہے۔ اس جہاد میں حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالی کے جلیل القدر خلفاء حضرت گنگوہی، حضرت نانوتوی اور حضرت حافظ ضامن شہید رحمہم اللہ تعالی پیش پیش تھے۔ حضرت حافظ ضامن رحمہ اللہ تعالیٰ اسی جہاد میں شہید ہوئے۔ یہ صرف علماء اور صوفیا بنانے کے ادارے نہیں تھے بلکہ یہاں سے بڑے بڑے مجاہد پیدا ہوئے اور آج دارالافتاء والارشاد سے جہاد کی خدمات انہی دونوں منابع جہاد کا فیض ہیں۔

(جواہر الرشید ج۶، ص۶۳)

☆☆☆☆☆☆

امت میں اتحاد واتفاق کیسے پیدا ہو؟

مفتی نظام الدین شامزئی رحمۃ اللہ علیہ

اشداء علی الکفار کی صفت اگر آپ اس کا راستہ بتائیں گے تو رحماء بینھم کی صفت خودبخود ان کے اندر پیدا ہو گی۔ اتفاق اور اتحاد جس میں دل جڑے اور ملے ہوئے ہوتے ہیں، اس کے لیے یہ ضروری ہے۔ دوسری بات اتحاد اور اتفاق کے لیے جس چیز کی ضرورت ہے وہ آپ مجھے معاف فرمائیں لیکن من حیث القوم ہم منافقت میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ قوم کی حیثیت سے مجموعی لحاظ سے میں بات میں عرض کر رہا ہوں کہ ہم منافقت میں مبتلا ہو چکے ہیں اور دیکھئے اقبال نے کہا تھا کہ

فطرت افراد سے اغماض تو کر لیتی ہے
مگر کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

ایک مرض جب ملت میں عام ہو تو پھر اللہ تبارک و تعالیٰ اسے معاف نہیں فرماتا۔ میں آپ کے سامنے چند مثالیں عرض کرتا ہوں۔ پاکستان میں ہم بیرونی قرضوں کا جو صرف سود ادا کرتے ہیں، سود ! ۱۸۰ بلین روپے سے زیادہ ہے اور دفاع پر جو ہم خرچ کر رہے ہیں وہ ۱۳۵ بلین روپے سے زائد ہے۔

لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ یہ جو ہمارے مغربی قسم کے دانشور ہیں وہ کیا کہتے ہیں دفاع کے متعلق، فوج کی کمی کے متعلق اور فلاں اور فلاں اور فلاں کے متعلق لیکن وہ جو ایک سو پچاس بلین جو ہم صرف سود میں ادا کرتے ہیں اس سے متعلق کوئی کچھ نہیں کہتا۔

اب دوسری طرف دیکھئے۔ ہم اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں۔ عالمی بینکنگ نظام کے تحت مغربی ممالک میں یہودیوں کے سارے جتنے بینک ہیں' ۸۰۰ بلین ڈالر تقریباً مسلمانوں کے ان کے ہاں رکھے ہوئے ہیں اور مجموعی قرضہ جو انہوں نے تمام مسلمان ممالک کو دیا ہے وہ تقریباً ۶۱۹ بلین ڈالر ہے۔ لیکن ہماری اس منافقت کا نتیجہ ہے، انتشار کا نتیجہ ہے کہ وہ ہم پر مسلط ہیں، مجموعی قرض سے ۱۸۱ بلین ڈالر زیادہ ہم مسلمانوں کے ان کے پاس پڑے ہوئے ہیں اور وہ ہم سے اپنی شرائط منواتے ہیں اور ہم ہاتھ جوڑ کر ان کی ہر بات مانتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں امریکا کا تو نام ہے عیسائی ایک نام ہیں لیکن ان سب کے پیچھے اصل مکر و فریب کرنے والا طاقتور گروہ یہودی سرمایہ دار ہیں۔ اقبال نے اس وقت کہا تھا اور خدا جانے کیا سوچ کر کہا تھا، واقعتاً مفکر تھے اور دیکھ رہے تھے مستقبل میں آنے والے حالات کو جب انہوں نے کہا تھا کہ

فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے

حقیقت میں اس وقت یہ بات سمجھ آنے والی نہیں تھی مگر اب دنیا کا میڈیا اور دنیا کا اقتصاد پورا یہود کے پنجے میں ہے اور اس کے ذریعے سے انہوں نے سب کو جکڑ رکھا ہے اس سے نکلنے کے لیے اس کی ضرورت ہے کہ ہم منافقت ترک کر دیں۔

خود پاکستان کی حالت یہ ہے کہ پاکستان پر جو قرضے ہیں بیرونی مالیاتی اداروں یعنی عالمی بینک وغیرہ کے، اس سے دو گنا رقم پاکستانی مسلمانوں کی مغربی ممالک کے بینکوں میں پڑی ہوئی ہے، جی ہاں دو گنا رقم! تو یہ کیا ہے؟ یہ اسی منافقت کا نتیجہ ہے اور میں آپ سے عرض کروں، آپ حیران ہوں گے، یعنی ہماری منافقت کس حد تک پہنچی ہوئی ہے کہ یاسر عرفات جو ایک بہت بڑے فلسطینی آزادی کے چیمپئن اور پتا نہیں کیا کیا تھا... تنظیمِ آزادیِ فلسطین کے تقریباً ۱۰ بلین ڈالر یہودیوں کے بینکوں میں پڑے ہوئے ہیں، ۱۰ بلین ڈالر!

اس منافقت میں ہم مبتلا ہیں اور اس کے بعد ہم سوچتے ہیں کہ ہم میں اتفاق واتحاد پیدا ہو۔ مجموعی طور پر جب تک اس منافقت کا علاج نہ ہو اس وقت تک امت مسلمہ میں یا امت مسلمہ کی جماعتوں میں اتفاق واتحاد پیدا نہیں ہو سکتا، آج ہماری اسی منافقت کا فائدہ امریکہ اٹھا رہا ہے، یہود اٹھا رہے ہیں، یہود کی اور امریہ کی فوج، یہودیوں کی صورت میں آج حرمین کے اندر موجود ہے۔

سعودی عرب میں تقریباً ۱۱ مقامات پر امریکہ کی فوج بیٹھی ہوئی ہے اور آپ تعجب کریں گے کہ خیبر میں امریکی فوج موجود ہے جن میں اکثریت یہودیوں پر مشتمل ہے اور جب وہ خیبر میں داخل ہوئے تو انہوں نے جشن منایا۔ کیا جشن منایا؟ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آج سے چودہ سو سال پہلے نکالا تھا آج ہم پھر خیبر میں داخل ہو گئے ہیں۔ چودہ سو سال کے بعد ان کی فوجیں پھر حرمین کے اندر موجود ہیں! کیا وہ مسلمان کی حفاظت کے لیے، مسلمانوں کی یا حرمین کی حفاظت کے لیے وہاں آئے ہیں؟ ہرگز نہیں!

آپ جانتے ہیں امریکی برملا اس کا اظہار کرتے ہیں کہ ہمارا مفاد اور ہمارا مستقبل اس پیٹرول سے وابستہ ہے، آپ کو معلوم ہے کہ ۱۹۷۵ء میں وہ ایک بیرل، پینتالیس ڈالر کا خریدتے تھے اور انیس سو نوے میں دس ڈالر کا خرید رہے تھے۔ دنیا میں مجھے وہ چیز بتا دیں کہ بیس پچیس سال گزرنے کے بعد اس کی قیمتیں دگنی یا تگنی نہ ہوئی ہوں؟ کوئی ایسی چیز ہے کہ دگنی سے اس کی قیمتیں کم بڑھی ہوں؟ لیکن پیٹرول... اس کی قیمتیں ۱۹۷۵ میں تو پینتالیس ڈالر فی بیرل اور انیس سو نوے یا انیس سو نانوے میں دس ڈالر! کیوں؟ کیونکہ مسلمانوں کی ملکیت ہے اور اسی ڈاکے کے لیے امریکہ کی فوجیں جزیرۃ العرب میں اتریں۔ صدام حسین کبھی امریکہ کے لیے مسئلہ رہا ہی نہیں۔ اسی طرح

وہ مصر کا حسنی مبارک ہو یا شام کا حافظ الاسد ہو یا لیبیا کا(قذافی) ہو تو ان کے مہرے ہیں، یہ تو ان کے علامتی قسم کے بت ہیں۔یوں سمجھیے کہ ان کی لگام یا یہ جس دھاگے سے بندھے ہوئے ہیں وہ اُن کے ہاتھ میں ہے، جب امریکہ چاہتا ہے وہ دھاگہ کھینچتا ہے یہ ہل جاتے ہیں۔امریکہ پھر انہیں ڈراتا ہے کہ فلاں تمہیں یہ کرے گا اور امریکی فوجیں مزید اتنے سال کے لیے وہاں رہیں گی۔ایک امریکی فوجی جو امریکہ میں اگر ایک ہزار ڈالر کا ملازم تھا تو سعودی عرب میں اس کے دو ہزار نہیں بلکہ تین ہزار ڈالر اس کی تنخواہ وصول کی جا رہی ہے اور آج دنیا کی وہ مملکت جو دنیا کی امیر ترین مملکت تھی کویت کی یا سعودیہ عرب کی وہ آج عالمی بینک سے قرض لینے پر مجبور ہو گئی ہے۔

یہ تمام کچھ اسی منافقت کا نتیجہ ہے جو ہمارے اندر قومی طور پر سرایت کر چکی ہے۔یہ صورت اگر برقرار رہی تو کبھی بھی امت کے اندر اتفاق اور اتحاد پیدا نہیں ہو سکتا،اس منافقت کے خلاف جہاد کرنا ہو گا اور یہ جو منافق جو ہم پر مسلط ہیں سب سے پہلے ان کے خلاف اٹھ کر مسلح جہاد کرنا ہو گا!میں قلم کا جہاد نہیں کہہ رہا ہوں میں زبان کا جہاد نہیں کہہ رہا ہوں،بہت کر چکے قلم کا جہاد بہت کر چکے زبان کا جہاد!اب ان کا علاج سوائے اس کے کچھ نہیں اگر مسلمان نوجوانوں میں قوت ہے تو اٹھ کر ان کا گلہ دبا دیں،یہ سروں کی فصل پک چکی ہے اور یہ گرنے کے لیے تیار ہے۔ اگر اس کی قوت ہے تو آپ اٹھ جایئے آنے والا مستقبل آپ کا ہے۔وہ آپ کا قدم چومنے کے لیے تیار ہے،اگر یہ قوت نہیں ہے مسلح جدو جہد کا نام نہیں لیتے تو میرے بھائی کچھ بھی نہیں ہو گا ،کچھ بھی نہیں ہو گا!اب ہمارے ڈاکٹر اسرار صاحب اور پروفیسر غفور صاحب کی بات چل رہی تھی الیکشن پر اور فلاں اور فلاں پر،میں اس میں پڑنا نہیں چاہتا لیکن عرض کرتا ہوں کہ پارلیمانی جمہوریت ، اس کو آپ چاہے اسلامی جمہوریت کا نام دے دیں چاہے، قرآنی جمہوریت کا نام دے دیں،لیکن بقول اقبال

؎ جمہوریت وہ طرزِ حکومت ہے کہ جس میں

بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

اس میں گنے جاتے ہیں لوگ ،اس کے ذریعے تو یہی کچھ ہو گا جو ہو رہا ہے اور پروفیسر غفور صاحب سے بہت ادب کے ساتھ میں عرض کرتا ہوں اگر ان وڈیروں کو ان جاگیرداروں کو یہ محسوس ہو کہ جماعتِ اسلامی کے ذریعے سے ہم اقتدار کے دروازے تک پہنچ سکتے ہیں تو خدا کی قسم یہ کل آپ کے دروازے پر کھڑے ہوں گے۔یہ کل آپ کے دروازے پر کھڑے ہوں گے !اس مصنوعی جمہوریت کے ذریعے سے ،مجھے معاف فرمایئے ، یہودیوں کی ایک سازشی یہ ہے کہ کچھ ایسی اصطلاحات ہم میں رائج کر دیں کہ جن کا مفہوم ہم خود بھی نہیں سمجھ سکتے بہت خوش کن قسم کے الفاظ میں لپیٹ کر وہ اصطلاحات ہمیں دی گئی ہیں اور ہم ان کو استعمال کرتے ہیں لیکن اس کی حقیقت سے ہم واقف نہیں ہیں اور مجھے معاف فرمایئے ان میں سے ایک جمہوریت کی اصطلاح ہے۔

آپ اختلاف کا حق رکھتے ہیں یقیناً اختلاف کرتے ہوں گے میں تو صرف اپنی رائے کا اظہار کر رہا ہوں تو خلاصہ یہ ہے کہ اتحاد اور اتفاق کے لیے چاہے وہ جماعتوں کے درمیان ہو چاہے وہ افراد کے درمیان ہو،امت کے اندر ایک تو جہاد کا جذبہ بیدار کرنا ہو گا۔

دوسری بات یہ کہ امت کے اندر جو منافقت مجموعی لحاظ سے آچکی ہے اس کو ختم کرنا ہو گا اور تیسری چیز'ایثار کی ضرورت ہے اتحاد اور اتفاق کے لیے، اس کے لیے آپ کو اپنی حیثیت چھوڑنی ہوتی ہے۔اپنی حیثیت چھوڑنی ہوتی ہے تب امت کے اندر اتفاق اور اتحاد پیدا ہوتا ہے۔یہ اہل علم بیٹھے ہیں آپ حضرات بھی بہت سارے ہوں گے،حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ پر امت جمع ہوئی لیکن اہل علم جانتے ہیں کہ انصاری صحابی اور بڑے سردار اور مخلص مسلمان حضرت سعد ابن عبادہؓ کو اختلاف تھا... لیکن جب امت مجتمع ہوئی تو یہ ایثار ہے کہ وہ مدینہ سے اُٹھ کر دمشق گئے اور ان کے انتقال تک کسی کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ سعد ابن عبادہؓ نام کا کوئی شخص س دنیا میں موجود بھی ہے یا نہیں،اس کو ایثار کہتے ہیں۔

حضرت خالد ابن ولیدؓ جیسا جرنیل ...حضرت عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ ان کو معزول کیا جائے اس کے اسباب میں میں نہیں جانا چاہتا۔حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت ختم ہوئی اور حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ بنے اور سب سے پہلا حکم جو جاری کیا وہ حضرت خالد بن ولیدؓ کو معزول کرنے کا تھا اور معزولی بھی کس طریقے سے ہوئی یہ اہل علم خوب جانتے ہیں لیکن حضرت خالد بن ولیدؓ نے کیا فرمایا؟ فرمایا کہ اگر تو میں عمر کے لیے لڑتا تو آج میں اپنا بوریا بستر اٹھا کر چلا جاتا لیکن اگر میں اس ذات کے لیے لڑ رہا تھا تو میں پہلے بھی اس کے لیے لڑ رہا تھا آج بھی اس کے لیے لڑ وں گا چاہے میں کمانڈر ہوں یا نہ ہوں ۔مجھے بتایئے کہ ہمارے یہ قائدین، معاف فرمایئے مجھے ہمارے یہ دینی قائدین یہ جذبہ کسی میں آپ پاتے ہیں؟یہ جذبہ کسی میں آپ پاتے ہیں کہ وہ کہہ دے کہ میں اپنی قیادت چھوڑتا ہوں اور فلاں کا کارکن بنوں گا۔یہ چیز اگر موجود نہیں تو تب تو کچھ نہیں ہو سکتا ہے! پھر یہی کھلونے ہیں اور انہی کھلونوں پر وقت گزارنا ہو گا۔

اس لیے مجھے پرچی دی گئی کہ وقت مختصر ہے میں اپنی بات ختم کرتا ہوں

(بقیہ صفحہ ۳۴پر)

امت مسلمہ کے معاشی مسائل کا حل: جہاد!!!

مولوی فیض الدین

بات عجیب سی کیوں؟!

جب امت کے کسی فرد کے سامنے یہ بات رکھی جاتی ہے کہ امتِ مسلمہ کے معاشی مسائل کا حل جہاد میں پنہاں ہے۔ تو اُسے یہ بات عجیب سی لگتی ہے۔ کیا واقعی یہ بات عجیب سی ہے؟ در اصل مسلمانوں کو مغرب کی غلامی نے اس حد تک پہنچا دیا ہے کہ ان کے نزدیک مغرب کے دیئے ہوئے معاشی مسائل کے حل کے علاوہ کوئی اور چیز اجنبی سی ہی لگتی ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے غلامی میں آنکھ کھولنے کے بعد اسی غلامانہ معاشی نظام ہی کو دیکھا ہے کہ یہ معاشی نظام کم از کم روٹی کپڑا مکان کا تو بندوبست کر رہا ہے۔ اگرچہ اس معاشی مسائل کے حل کے لئے اُسے زندگی کی قیمتی شے "وقت" اور "آخرت" دونوں ہی کو برباد کرنا پڑے۔ مغرب نے جو معاشی مسائل کا حل دنیا کو بتایا اس میں ایک شخص کو کولہو کا بیل بننے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں رہتا کیونکہ مغرب کا کُل نظام 'سرمایہ دارانہ نظام ہے، خواہ وہ تعلیمی نظام ہو یا سیاسی یا معاشی نظام۔ سرمایہ دار اپنے سرمائے کی بڑھوتری کو مد نظر رکھتے ہوئے زندگی کے مسائل کا حل پیش کرتے ہیں اور میڈیا کے ذریعے اس کے محاسن و خوبیوں کا خوب خوب ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ ہم ہی انسانیت کے بہی خواہ ہیں جبکہ معاملہ اس کے برعکس ہے کہ پوری دنیا میں صرف چند سرمایہ داروں کی اجارہ داری ہے۔ ان لوگوں نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ آج ستّر فیصد وسائل پر صرف چند فیصد لوگوں کا قبضہ ہے۔ ان لوگوں کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح ان کے سرمائے میں اضافہ ہو۔ وہ اس کے لئے ہر طرح کے داؤ و پیچ استعمال کرتے ہیں اور دن بدن مختلف اقسام کے دجل و فریب کے ذریعے انصاف کو غارت کرتے ہوئے اپنے شہریوں کو سرگرداں رکھتے ہیں۔

یہ سرمایہ دارانہ نظام تمام طبقات کے مسائل حل کرنے میں بھی بری طرح ناکام ہو چکا ہے۔ اس نظام کی ناکامی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ معاشرے کے بہت سے طبقوں کو اپنے معاشی مسائل کا حل از خود کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ جس سے معاشرہ عدمِ استحکام کا شکار رہتا ہے اور اس میں انارکی کی فضا ہمیشہ گردش کرتی رہتی ہے۔ اس کا بیّن ثبوت معاشرے میں روزانہ کی ڈاکہ زنی، ہزاروں گاڑیوں، موبائل فونز کا چھن جانا ہے، چھوٹے موٹے جرائم اس کے علاوہ ہیں۔ باوجود مختلف حکومتی ایجنسیوں اور پولیس حرکاروں کی کڑی نگرانی کے یہ چوری، ڈاکتی اور دوسرے جرائم بآسانی سرانجام پا رہے ہوتے ہیں۔ جبکہ مغرب اپنے تئیں اپنے معاشرے کو "سول سوسائٹی" بھی گردانتا ہے۔ وہ از خود معاشی مسائل کے حل کی ان ترغیبات میں ایسے ایسے گھناؤنے اور ناپسندیدہ رذائل کی ترغیب دیتی ہے۔ جن میں جسم فروشی جیسے پیشے شامل ہیں۔ جس کا لائسنس تہذیب و تمدن کے دعویٰ دار ترقی یافتہ ممالک بڑے فخر سے اپنے محروم شہریوں کے معاشی مسائل کے حل کے لئے اجرا کرتے ہیں۔

جبکہ اسلام ان جیسے گھناؤنے رذائلِ اخلاق حرکات کی بیخ کنی کرتے ہوئے صرف معروف ذرائع کے ذریعے معاشرتی و معاشی استحکام کو فروغ دیا۔ اسلام انصاف پر مبنی ایسا عادلانہ جہادی معاشرہ کا قیام عمل میں لاتا ہے کہ اس معاشرے میں جرائم نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔ ایک وقت اس معاشرے کا عالم یہ تھا کہ ایک عورت تنہا حضرِموت سے مدینہ منورہ تک سونا اُچھالتی جایا کرتی تھی اُسے بھیڑیے کے علاوہ کسی چیز کا ڈر نہیں تھا۔ یہ اس لئے ممکن ہوا تھا کہ اسلامی نظام میں کسی کا مفاد وابستہ نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں سب کے لئے خیر ہی خیر پوشیدہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اسلام کے عدلِ اجتماعی نے یہ کرشمہ دکھایا کہ انصاف کیا چیز ہوتا ہے۔ ایسا انصاف جو دنیا نے اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ ہی کبھی دیکھے گی۔ خلیفۂ وقت رات کے اندھیرے میں گھوم پھر کر اپنے رعایا کی خبر لیا کرتا تھا کہ اس کا کوئی شہری رات بھوکا نہ بسر کر رہا ہو۔

معاشی مسائل کا مغربی حل اور مسلمان بے چارے کی پریشانی!

مغرب نے معاش کو تعلیم کے ساتھ جوڑ دیا اور اپنے تئیں بہتر معاش کا اہل اس شخص کو قرار دیا جو اس کے طے شدہ تعلیمی کوائف مکمل کر کے ڈگری یا سند رکھتا ہو۔ ایک شخص اس کے کسی میدان میں کتنی ہی صلاحیت کیوں نہ رکھتا ہو اُسے اس بنا پر نااہل قرار دیا جاتا ہے کہ اس کے پاس ان کے تعلیمی اداروں کی سند نہیں ہے۔ ایک دوسرا شخص جس کے پاس صلاحیت و قابلیت نام کی کوئی چیز نہیں لیکن اس کے پاس محض ڈگری ہے اس لئے وہ اس کام کے لئے اہل قرار پاتا ہے۔ حالانکہ اس سند یافتہ شخص کو جس کام کے لئے اہل قرار دیا گیا اُسے متعلقہ کام کے لئے اس کے بیس و پچیس سال کی تعلیمی قابلیت کے علی الرغم نئے سرے سے الگ تیاری کرائی جاتی ہے۔ پھر اسے وہ کام سونپ دیا جاتا ہے۔ اب جو باصلاحیت آدمی نااہل قرار پایا وہ افسوس کرتے ہوئے ہاتھ ملتا رہ جاتا ہے کہ کاش میرے پاس بھی سند ہوتی تو آج!!! اب وہ لاشعوری طور پر تعلیم کا داعی بن جاتا ہے اور ہر ایک سے کہتا پھرتا ہے کہ اچھی طرح پڑھائی کرو... فلاں فلاں کورس پورا کرو... سند بہت ضروری ہے ورنہ نوکری نہیں ملے گی پھر افسوس کرتے پھروگے وغیرہ وغیرہ!!!

تمام والدین کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ان کے بچے کسی نامور تعلیمی ادارے سے تعلیم حاصل کریں اور امتیازی نمبر لے کر ڈگری لیں۔ اس کے لئے والدین اپنا خون پسینہ ایک کر کے اولاد کی پڑھائی کے لئے اپنی جان کھپا دیتے ہیں۔ تمام والدین کو بچہ کی پیدائش ہی سے یہ فکر لاحق ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچے کو کہاں اور کون سے تعلیمی ادارے میں ڈالیں تاکہ ان کا بچہ بہتر سے بہتر معاش کے حصول کے لئے اپنے اندر اہلیت پیدا کر سکے۔ اس فکر نے تمام والدین کی سکون کی نیند حرام کر کے رکھ دی ہے۔ وہ ہزار جتن کر کے ابتدائی ایام ہی سے اپنی اولاد کے پیچھے سرمایہ کاری اور محنت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ والدین کی یہ سرمایہ کاری

اور انتھک محنت کم و بیش بیس سے پچیس سال پر محیط ہوتی ہے۔ والدین اپنے بچے کو تعلیمی اداروں میں بھیجتے ہیں اس کے بعد گھر میں ٹیوٹر کے ذریعے اس کی پڑھائی کا انتظام کرتے ہیں اور خود بھی اس کے پیچھے لگے رہتے ہیں تا کہ اس کا سال ضائع نہ ہو اور وہ ڈگری لینے میں ناکام نہ رہے۔ اس طرح سرمایہ (معاش) کے حصول کے لئے سرمایہ کاری اور انتھک محنت بچے اور والدین کے لئے زندگی کا جزولاینفک بن کر رہ جاتا ہے۔ پھر جب اولاد اس تعلیمی عمل سے گزر کر عملی میدان میں قدم رکھتی ہے تو وہ معاش کی غلام بن کر رہ جاتی ہے۔ اُسے معاشی تگ و دو "روٹی، کپڑا اور مکان" کے حصول کے علاوہ کوئی فرصت ہی نہیں ملتی کہ وہ کسی اور طرف کان دھرے۔ یہ ہے مغرب کے معاشی مسائل کا حل جس نے اُسے حیوانِ ناطق (بولنے والا جانور) بنا کر رکھ دیا ہے۔ سرمایہ دارانہ تعلیم نے اپنی تعلیم کے ذریعے زندگی کے مختلف گوشوں کو صرف نفسانی خواہشات کے مطابق ڈھالنے کے لئے اُسے ایسی ایسی نت نئی اشیاء و مصنوعات سے متعارف کرایا اور ان کی استعمال سیکھایا جو اس کی زندگی کا جزولاینفک بن کر رہ گیا۔ سرمایہ دار کو جو قلیل سرمایہ محنت کش سے کام لے کر بطور تنخواہ ادا کرنا پڑے، وہ دوبارہ واپس سرمایہ داروں ہی کے پاس چلا آئے۔

اس معاشی نظام میں ایک انسان بحیثیت مسلمان نہ اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض کما حقہ ادا کر سکتا ہے اور نہ ہی دوسری مخلوق کے حقوق ادا کر سکتا ہے۔ جب کہ اسلام نے اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ ساتھ معاشرے میں ماں باپ، دوسرے قریبی رشتہ دار اور غرباء و مساکین کے حقوق بھی متعین کر دیئے ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ ربّانی ہے:

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ

"(اے محمد ﷺ!) لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ (اللہ کی راہ میں) کس طرح کا مال خرچ کریں؟ کہہ دو کہ (جو چاہو خرچ کرو لیکن) جو مال خرچ کرنا ہو وہ (درجہ بدرجہ اہلِ استحقاق یعنی) ماں باپ کو اور قریب کے رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو (سب کو دو)" [البقرۃ: ۲۱۴]

یہ سب ادا کرنا اس کے لیے جوئے شیر لانے کے مترادف ہے کیونکہ سرمایہ دارانہ تعلیم نے اُسے زندگی کو سہولت سے گزارنے لئے جو بیسیوں چیزوں کی فہرست تھمائی تھی انہیں پورا کرنے لئے اس کی ساری زندگی بیت جاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ امت مسلمہ کے لئے اس سے پہلے معاش کبھی مسئلہ نہیں رہا۔ یہ تو برطانوی سرمایہ داروں کے ٹولے برعظیم پاک و ہند میں تاجر کے بھیس میں آئے اور امتِ مسلمہ پر شبِ خون مار کر امت کو پہلے بدحال کیا پھر معاش کو ہوّا بنا کر پیش کیا ورنہ امت مسلمہ کی ہزار بارہ سو سالہ تاریخ گواہ ہے کہ امت معاشی طور پر خوشحال ہی رہی ہے۔ ماضی قریب میں ہندوستان میں مغلیہ بادشاہت کے دور میں مسلمانوں کا معاشی استحکام قابلِ دید تھا۔ جس کا اعتراف متعدد انگریز مصنفین نے باوجود مسلمانوں کے ساتھ بغض و عناد کے کیا۔ مسٹر باسو لکھتا ہے:

"رعایا کی خوشحالی اور سرمایہ داری کے اعتبار سے بھی مسلمانوں کا دورِ حکومت سونے کے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ دولت مندی اور آرام و چین کا جو نقشہ شاہجہاں کے وقت میں دیکھنے میں آیا تھا بلاشبہ بے مثل و بے نظیر تھا"۔ (بحوالہ برطانوی سامراج نے ہمیں کیسے لوٹا، مصنف مولانا حسین احمد مدنیؒ)

اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۲۴ میں مسٹر وڈ کے حوالے سے ان کا اقتباس دیا گیا ہے وہ لکھتا ہے:

"سراج الدولہ کے انتقال کے بعد جن لوگوں نے بنگال سے کوچ کیا ہے ان سے اس بات کی تصدیق کرانا چاہتے ہیں اس وقت یہ سلطنت دنیا میں سب سے زیادہ دولت مند، آباد اور کاشت کے لحاظ سے بہترین تھی۔ یہاں کے شرفاء اور تاجر دولت اور عیش میں لوٹ لگاتے تھے اور ادنیٰ درجہ کے کسانوں اور کاریگروں پر خوش حالی اور آسائش کی برکتیں نازل ہوتی تھیں"۔

ہندوستان کی معاشی استحکام و خوشحالی تو دنیا بھر میں مشہور تھی اسی لئے اسے "سونے کی چڑیا" کہا جاتا تھا۔ ہندوستان کی معاشی استحکام و خوشحالی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ بادشاہ اورنگیزب عالمگیر نے صرف آگرہ اور دہلی کے خزانوں کی پڑتال کا حکم دیا تھا چنانچہ چھ ماہ تک کئی ہزار نفوس چاندی کے سکے تولنے میں مصروف رہے اور معلوم ہوا کہ خزانہ شاہی کا صرف ایک کونہ ہی تولہ جا سکا۔ اشرفیوں اور جواہرات کی نوبت نہیں آئی (بحوالہ برطانوی سامراج نے ہمیں کیسے لوٹا، مصنف مولانا حسین احمد مدنیؒ)۔

اسی مذکورہ کتاب کے ایک اور اقتباس سے ہندوستان کی معاشی استحکام و خوشحالی کا اندازہ ہوتا ہے:

"۱۷۷۲ء میں شہروں میں صرافوں کی دوکانوں پر اشرفیوں اور روپیوں کے ڈھیر ایسے لگے ہوتے تھے جیسے منڈیوں میں اناج کے ڈھیر ہوتے ہیں"۔

اس کے علاوہ اندلس، غرناطہ اور بغداد کی معاشی استحکام و خوشحالی تو تابناک تھی۔

معاشی مسائل کا اسلامی حل:

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مسلمانوں کے معاشروں پر ایسا وقت بھی گذرا ہے کہ زکوۃ لینے والا کوئی نہیں ہوتا تھا کیونکہ قناعت کے درس نے مسلمانوں کو معاشی فکر سے بَری کر رکھا تھا۔ ویسے تو مسلمانوں کا معاشی مسئلہ تین دن بھوکا رہنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور اگر ایک وقت کا کھانا مہیا ہو جائے تو معاشی مسئلہ ختم ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کی معاشی سرگرمی صرف ایک وقت کی روٹی پر منحصر تھی۔ حضرت علیؓ نے ایک دن ایک کھجور کے عوض

ایک ڈول پانی کھینچنے کا کام شروع کیا۔ جب انہیں تھوڑی دیر پانی کھینچنے کے بعد یہ اندازہ ہوا کہ ایک وقت کا کھانا مہیا ہو گیا ہے تو انہوں نے کام چھوڑ دیا۔ جبکہ باغ کا مالک انہیں اس وقت ایک ڈول پانی کھینچنے کے بدلے دو کھجوریں دینے کے لئے تیار تھا۔ ایک طرف شریعتِ اسلامی نے کسی مسلمان کو کھانے کے لئے سوال کرنا اس وقت جائز قرار دیا ہے جب وہ تین دن کا بھوکا ہو تو دوسری طرف یہ مژدہ بھی سنایا کہ وہ شخص مؤمن نہیں ہو سکتا جس نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہو اور اس کا پڑوسی رات بھر بھوکا سویا ہو۔

☆زکوۃ کا نظام مسلمانوں کے معاشی مسائل کے حل کا بہترین ذریعہ ہے۔ یہ ایک ایسا نظام ہے جس میں مالداروں سے زکوۃ لی جاتی ہے اور معاشرے کے غرباء و مساکین میں تقسیم کی جاتی ہے جس سے غربت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

☆اس کے علاوہ مضبوط خاندانی نظام نے تو مسلمانوں کے لئے کبھی معاشی مسئلہ بننے ہی نہیں دیا۔ اگر خاندان میں ایک بیٹا یا ایک بھائی کا انتقال ہو جائے تو مرنے والے کی اولاد کی دیکھ بھال ان کے دادا یا ان کے چچا ہمیشہ کرتے آئے ہیں۔ اس طرح صلہ رحمی نے مسلمانوں میں معاشی مسائل کا قلع قمع کر کے رکھ دیا تھا۔

☆اسلام نے وراثت کے قانون کے ذریعے دولت جمع کر کے رکھنے کا راستہ روک کر معاشی ناہمواری کا خوب تدارک کیا اور ہر ایک کے معاش کو محفوظ بنایا۔

☆شریعت اسلامی نے مال جمع کرنا اور اُسے گن گن کر رکھنا مذموم ٹھہرایا اور انفاق فی سبیل اللہ کو محمود قرار دیا تا کہ اس کے ذریعے معاشرے میں استحکام پیدا کیا جا سکے، اونچ نیچ کے درمیان خلا باقی نہ رہے اور غرباء و مساکین احساسِ محرومی کا شکار بھی نہ ہو۔

☆ایک اور چیز جو ہر معاشرے کو دیمک کی طرح چاٹ کر کھوکھلا کر دیتی ہے وہ سودی نظام ہے۔ جس کو اسلام نے حرام قرار دے کر سرمایہ داری کی بیخ کنی کی اور اس طرح مسلم معاشرے کو معاشی اعتدال پر لایا، ساتھ ساتھ تجارت کو حلال قرار دے کر مسلمانوں کے لئے حلال روزی کمانے کا بندوبست کیا۔

☆اسلام نے (اَلْاَرْضُ لِلّٰہِ) "زمین اللہ کی ہے" کہہ کر زمین کی ملکیت دار الاسلام کے سپرد کر کے مسلمانوں کو ایک اور مژدہ سنایا۔ اس طرح شریعتِ اسلامی نے مسلمانوں کے معاشی مسائل کے حل کا مستقل علاج کیا۔

☆اسلام نے اپنے پیروکاروں کو قناعت اختیار کرنے کی تاکید کی جس نے مسلمانوں کو معاشی فکر سے بَری کر رکھا تھا۔ علاوہ ازیں جزیہ بھی مسلم معاشرے کے استحکام کا باعث ہوتا تھا۔

زکوۃ کے نظام کا مستقل قیام... قناعت کا درس... مضبوط خاندانی نظام کا رواج... صلہ رحمی پر زور... وراثت کے قانون کا اجرا... مال جمع کرنا اور اُسے گن گن کر رکھنے کو مذموم ٹھہرانا... انفاق فی سبیل اللہ پر لوگوں کو ابھارنا... سود کو حرام قرار دے کر معاشرے میں معاشی اعتدال پیدا کرنا اور تجارت کو حلال قرار دے کر حلال ذرائع مہیا کرنا... اور سب سے بڑھ کر (اَلْاَرْضُ لِلّٰہِ) "زمین اللہ کی ہے" کہہ کر زمین کی ملکیت دار الاسلام کے سپرد کر کے مسلمانوں کے معاشی مسائل کے حل کا مستقل علاج کرنا یہ تمام اعمال مسلم معاشرے کی معاشی استحکام کی ضمانت تھی۔ تبھی عہدِ رسالت سے لے کر خلافتِ عثمانیہ کے خاتمہ تک بفضل اللہ تعالیٰ کبھی بھی مسلمانوں کے معاشرے میں کوئی مسلمان تو مسلمان کوئی غیر مسلم ذمّی بھی بھوک و افلاس سے نہیں مرا۔

برطانوی تسلط اور مسلمانوں کا معاشی قتل:

جب کہ ہندوستان پر برطانوی قبضے کے بعد ان کی معاشی پالیسی کی وجہ سے پے در پے کئی مرتبہ پورا ملک قحط کا شکار ہوا۔ جس کے نتیجے میں لاکھوں لوگ بھوک و افلاس سے اپنی جان کھو بیٹھے۔

مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اپنی کتاب "برطانوی سامراج نے ہمیں کیسے لوٹا" میں مختلف انگریز اہلکاروں کے حوالے سے بھوک و افلاس اور قحط کی وجہ سے مرنے والوں کی تعداد اور ملک میں بھوک و افلاس اور قحط کی نوعیت بیان کی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

چارلس ایلیٹ، چیف کمشنر آسام ۱۸۸۸ء میں لکھتا ہے:

> "میں بلا تامل کہہ سکتا ہوں کہ کاشتکاروں کی نصف تعداد ایسی ہے جو سال بھر تک نہیں جانتی کہ ایک وقت پیٹ بھر کر کھانا کسے کہتے ہیں"۔

مسٹر اے برسل، ممبر پارلیمنٹ ہندوستان کے سفر سے واپس ہو کر ہندوستان کے مزدوروں کے متعلق لکھتا ہے:

> "یہ لوگ مکھیوں کی طرح مر رہے ہیں"۔

مسٹر برسل ہندوستان میں دورہ کرنے اور کئی مہینہ یہاں کی حالت اپنی آنکھ سے دیکھنے کے بعد مزید لکھا کہ:

> "ہندوستان کی آبادی کا بہت بڑا حصہ ایسا ہے جسے اپنی پیدائش سے لے کر اپنی وفات تک کبھی پیٹ بھر کر کھانے کو نہیں ملتا"۔

ڈاکر روڈر فورڈ دیہاتیوں کی تکلیف بیان کرتا ہوا کہتا ہے:

> "میرے غم و افسوس کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ میں برطانوی باشندہ ہونے کی حیثیت سے ان کی جسمانی حالت کا ذمّہ دار ہوں جس نے ان کو دھیمے مگر تکلیف دہ طریقہ پر موت کے گھاٹ اُتار دیا"۔

مسٹر پیٹر فریمین ممبر پارلیمنٹ و صدر کامن ویلتھ آف انڈیا لیگ ۱۹۳۰ء میں کہتا ہے:

> "ایک سو برس کے برطانوی کے راج سے جو مصیبت ہندوستان پر نازل ہوئی اس سے زیادہ مصیبت ناممکن ہے اور ہم نے محصول کا بوجھ زیادہ غریبوں ہی کے دوشِ بے کسی پر رکھا ہے"۔

مسٹر کیر ہارڈی موسس لیبر پارٹی آف انگلینڈ اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

"۱۸۶۰ء سے ۱۹۱۰ء اس پچاس برس کے عرصہ میں بھوک و فاقہ سے مرنے والوں کی تعداد ہندوستان کی تین کروڑ نفوس کی تھی"۔

برطانوی سرمایہ داروں کی اس ظلم و استبداد کی وجہ سے نہ صرف ہندوستان کے لوگ بھوک وافلاس کا شکار ہوئے بلکہ پورا ہندوستان قحط کی زد میں آ گیا۔ برطانوی راج کے سو سال کے دوران (۱۸۰۱ء تا ۱۹۰۰ء) تک ہندوستان بیسیوں مرتبہ ملک گیر قحط میں گرفتار رہا جس میں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں لوگ ہلاک ہوئے۔ ولیم ڈگبی نے لکھا کہ

"ان قحط کی وجہ سخت افلاس اور انتہائی غربت تھی نہ کہ قدرتی آفات و بارش کی کمی اور اس کی وجہ سے غلہ کی کمی بلکہ ان قحط کے زمانے میں بھی بکثرت بارش ہوتی تھی اور غلہ بکثرت ہوتا تھا"۔

ولیم ڈگبی اس سو سال کے دوران قحط سے مرنے والوں کی تعداد بتاتے ہوئے اس کی تفصیل اس طرح بیان کیا کہ

"۱۸۲۵ء تک پہلی ربع صدی میں قحط نے پچاس لاکھ لوگوں کی جان لی، ۱۸۷۵ء تک دوسری اور تیسری ربع صدی میں بھی پچاس سے اوپر لوگ ہلاک ہوئے (ایک مؤرخ نے ایک کروڑ لوگوں کی ہلاکت بیان کیا) جبکہ ۱۹۰۰ء تک آخری ربع صدی میں دو کروڑ ساٹھ لاکھ لوگ مرے"۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ مسلم معاشرہ مغربی معاشرہ سے بالکل ایک مختلف معاشرہ ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کے معاشی مسائل کا تدارک کس طرح کرتا ہے وہ ایک تابناک باب ہے جس کا ادنیٰ سا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ آج اس معاشرے میں معاشی مسائل کی جو وجہ ہے اس کا بھی سرسری جائزہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ اب آیئے! جہاد نے مسلم معاشرے میں معاشی انقلاب کس طرح برپا کیا تھا اور مستقبل میں جہاد کیا کردار ادا کر سکتا ہے اس کا جائزہ مختصراً عرض کیا جاتا ہے۔

جہاد مسلمانوں کے معاشی انقلاب کا ذریعہ کیسے؟!

اللہ تعالیٰ نے جہاد کے ذریعے دشمنوں سے حاصل ہونے والے مال کو مسلمانوں کے لئے طیّب (پاکیزہ) قرار دیا جسے شریعت نے "مالِ غنیمت" کے اصطلاح سے موسوم کیا ہے۔ جہاد صرف مسلم معاشرے کی معاشی انقلاب کا ذریعہ ہی نہ تھا بلکہ مسلم معاشرے کے حیات و موت کا دارومدار اسی جہاد پر تھا۔ جب جہاد کی وجہ سے مسلمانوں کو فتوحات ہونے لگیں اور مالِ غنائم کی ریل پیل ہو گئی تو واقعی مدینہ اور اس کے اطراف میں زکوۃ لینے والا کوئی نہیں رہا۔ ایک وقت تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھوک و پیاس برداشت کر کے پے درپے دو دو تین تین دن گزارتے تھے مگر جب جہاد کی بدولت مسلم معاشرے میں معاشی انقلاب آیا تو ایک ایک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس اس قدر مال جمع ہو گیا کہ اس دولت کی فراوانی نے ان کو معاشی فکر سے بے نیاز کر دیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھوک کی وجہ سے پورے پورے دن راستے میں نڈھال پڑے رہتے تھے مگر جہاد نے جب معاشی انقلاب برپا کیا تو بھوک و پیاس کیا چیز ہے؟ وہی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیمتی چادر اُوڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح کا حال دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے معاشرے میں دولت کی کثرت نے بعض اوقات بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ان کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ وصیت کہ اے فلاں! اپنے پاس تین گھوڑے سے زیادہ نہ رکھنا۔ اس پر ان کا عمل کرنا مشکل ہو گیا تھا۔

ہم یہاں دورِ نبوی (ﷺ) اور عہدِ فاروقیؓ کے چند غزوات اور ان میں حاصل ہونے والے مالِ غنائم کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہمیں اندازہ ہو کہ کس طرح جہاد نے مسلم معاشرے میں معاشی انقلاب برپا کیا:

دورِ نبوی ﷺ:

☆رمضان المبارک ۲ ہجری جنگِ بدر میں مجاہدین ننگے پاؤں اور ننگے جسم دشمن سے مقابلے میں جمے رہے تو اللہ تعالیٰ نے جب انہیں فاتحانہ مدینہ واپس لایا تو وہ مالِ غنیمت سے دو دو اونٹوں کے مالک بن چکے تھے۔

☆ربیع الاول ۴ھ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو دشمنانِ دین بنو نضیر کے گھر، زمین، باغات اور ہتھیاروں کا وارث بنا دیا۔

☆ذی القعدہ ۵ھ میں اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بنو قریظہ یہود کے قلعوں، زمینوں، گھروں، بازاروں اور مال و دولت کا وارث بنا دیا۔

☆محرم ۷ھ میں خیبر فتح ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو وہاں کے یہودیوں کے تمام قلعے اور ہر چیز کا مالک بنا دیا۔

☆شوال ۸ھ کو حنین میں مجاہدین کو فتح عطا ہوئی اور ساتھ ہی وہ مالِ غنیمت میں چوبیس ہزار اونٹوں، چالیس ہزار بکریوں اور تقریباً چھ سو کلو چاندی کے مالک بن گئے۔

عہدِ فاروقیؓ:

عہدِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے جنگوں میں صحابہ کرامؓ کو حاصل ہونے والا مالِ غنیمت کا چند تذکرے پیشِ خدمت ہیں جس سے اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں کہ کس قدر مال و دولت کی فروانی تھی۔ جہاد کی برکات سے مسلمانوں کے ایک ایک سپہ سالار کے پاس ہزاروں درہم ہوا کرتے تھے۔

☆ایک مرتبہ خالد بن ولیدؓ نے ایک شاعر کو دس ہزار درہم انعام دیئے جس کے بعد یہ واقعہ وجہ نزاع بن گیا۔ جب یہ معاملہ فاروق اعظمؓ کی عدالت میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ خالد بن

ولیدؓ کے پاس انعام دینے کے بعد بھی اسّی ہزار درہم موجود تھے جو کہ مالِ غنیمت سے ان کے حصّے میں آئے تھے۔

☆"تکریت" کی لڑائی میں اس قدر مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا کہ خُمس نکال کر لشکر پر تقسیم کیا گیا جو ایک ایک سوار کے حصے میں تین تین ہزار درہم آئے۔ فتح مدائن کے بعد آنے والا مالِ غنیمت میں کسریٰ کا فرش بھی تھا جس کا ایک ٹکڑا حضرت علیؓ کے حصّے میں آیا جس کو آپؓ نے تین ہزار دینار کے عوض فروخت کیا۔

☆"جنگِ قادسیہ" میں حضرت ضرار بن الخطابؓ نے ایرانیوں کے مشہور جھنڈے پر قبضہ کیا جس کے عوض انہیں تیس ہزار دینار ملے۔

☆اسی جنگِ قادسیہ کے فتح کے بعد حضرت سعدؓ سالارِ قادسیہ نے رستم کا تمام سامان و اسلحہ ہلال بن علقمہؓ کو دیا۔

☆اسی طرح جالینوس کا سامان حضرت فاروقِ اعظمؓ کے حکم پر حضرت زہرہؓ کو دیا گیا کیونکہ انہوں نے جالینوس کو اس جنگ میں زیر کیا تھا۔

ان جنگوں میں یہ بات نہیں تھی کہ صرف بڑے بڑے بہادر سپہ سالاروں ہی کو یہ اعزاز حاصل ہوتا تھا کہ جنگ میں دشمن کو زیر کرنے بعد جو مال ان کو ہاتھ آتا وہ انہیں دیا جاتا بلکہ جہاد میں شریک غلاموں کو بھی یہ اعزاز حاصل تھا۔ وہ جس دشمن پر قابو پا کر اس کا مال حاصل کر لیتا وہ بھی انہی غلام کو دے دیا جاتا تھا۔ ایسا ہی ایک واقعہ فتح بابل و کوثی کے موقع پر پیش آیا۔

☆"جنگِ کوثی" میں ایرانیوں کا مشہور سردار شہریار مقابلہ پر آمادہ ہوا اور میدان میں آگے بڑھ کر للکارا کہ تمہارے سارے لشکر میں جو سب سے زیادہ بہادر ہو وہ میرے مقابلے میں آئے یہ سن کر مقدمۃ الجیش کے سالار حضرت زہرہ بن حیوۃ نے اس کا غرور دیکھ کر حضرت نائل بن جعشمؓ جو کہ بنو تمیم کے غلام تھے ان کو اس کے مقابلے کے لئے اشارہ کیا۔ حضرت نائلؓ نے شہریار پر قابو پا کر اس کو قتل کر دیا اور اس کی زرہ، قیمتی پوشاک، زرین تاج اور ہتھیار حاصل کیا۔ یہ سارا مال حضرت نائلؓ ہی کے اعزاز میں دے دیا گیا۔

☆"معرکہ جلولاء" میں مسلمانوں کو تین کروڑ کا مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ جب حضرت سعدؓ کا بھیجا ہوا مالِ غنیمت مدینہ پہنچا تو حضرت فاروق اعظم جواہرات اور دیگر مال کی کثرت دیکھ کر رو پڑے تو عبد الرحمن بن عوفؓ نے کہا کہ امیر المؤمنین یہ تو مقام شکر ہے آپ روتے کیوں ہیں؟ جواب میں آپؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس قوم کو دنیا کی دولت عطا ہوتی ہے اس میں رشک و حسد بھی پیدا ہوتا ہے۔ مجھے اسی تصور نے رُلا دیا۔

مالِ غنائم کی برکات:

یہ چند شواہد بطور نمونہ پیش کیے گئے ورنہ جہاد کی برکات تو بے شمار ہیں۔ جہاد نے مسلمانوں میں اسی طرح معاشی انقلاب برپا کیا ہوا تھا جس کو تفصیل سے بیان کرنے کی یہ مختصر تحریر متحمل نہیں۔ جہاد میں حصّہ لینے والوں کے مال کی برکت کے حوالہ سے صرف ایک واقعہ پیش کر کے اس مضمون کا اختتام کرنا چاہوں گا جس کو امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری میں نقل کیا ہے۔ یہاں اس کا خلاصہ پیش کیا جارہا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد (حضرت زبیرؓ) نے مجھے اپنے قرضے کی ادائیگی کی تاکید فرماتے ہوئے اس بات کا خدشہ ظاہر کیا کہ قرضہ ہمارے مال میں کچھ باقی نہیں چھوڑے گا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا: "اگر تم قرضے کی ادائیگی میں عاجز آجاؤ تو میرے مولا سے مدد طلب کرنا" میں ان سے پوچھا کہ مولا سے آپ کا مراد کون ہے؟ جواب میں کہا: "اللہ" تو جب بھی مجھے ان کے قرضے کے بارے میں فکر لاحق ہوتی تھی تو میں دعا کرتا تھا کہ اے زبیر کے مولا! توان کا قرضہ ادا فرمادے تو اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی سبیل پیدا فرمادیتا۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے، انہوں نے نہ کوئی درہم چھوڑا اور نہ دینار سوائے ایک قطعہ زمین اور مختلف شہروں میں چند مکانات کے۔ حضرت عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد پر یہ قرضہ اس لئے تھا کہ جب بھی کوئی ان کے پاس امانت رکھتا تھا تو وہ ان سے کہہ دیتے تھے کہ یہ امانت نہیں ہے بلکہ یہ میرے ذمّے قرضہ ہے تاکہ ضائع ہونے کی صورت میں، میں تمہیں اس کا ضمان ادا کر سکوں۔ حضرت عبد اللہؓ مزید فرماتے ہیں کہ میرے والد نے نہ کبھی حکومتی عہدہ قبول کیا، نہ کبھی خراجی زمین گروی رکھی اور نہ ہی کوئی اور ذریعہ آمدنی تھا مگر یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے ہمراہ جہاد میں حصّہ لیتے رہے بس یہی مالِ غنیمت ان کے ساتھ رہا۔ میں نے ان کے قرضے کا حساب لگایا تو وہ بائیس لاکھ روپیہ بنتا تھا۔ میں نے وہ قطعہ زمین جو میرے والد نے ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدا تھا، اُسے سولہ لاکھ میں بیچ دیا، اسی طرح قرضہ ادا ہوتا رہا۔ پھر ایک تہائی وصیت پوری کرنے کے لئے نکالا، اس کے بعد آٹھواں حصّہ والدات کے لئے نکالا، جن کے ہر ایک کو بارہ بارہ لاکھ ملے یعنی میرے والد کا کل متروکہ مال پانچ کروڑ دو لاکھ روپیہ کا تھا۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب:

ان تمام تاریخی حقائق کے باوجود اگر کوئی دجّالی چمک دمک سے متأثر ہو کر یہ اعتراض کرے کہ یہ سب حقائق اب قصہ پارینہ ہو چکے ہیں۔ اب کوئی جہاد اور جہاد کے ذریعے حاصل ہونے والا مالِ غنائم مسلمانوں کے معاشی مسائل حل نہیں کر سکتا۔ تب بھی ہم ببانگِ دہل کہیں گے کہ اب بھی جہاد مسلمانوں کے معاشی مسائل کے ساتھ ساتھ ان کے تمام مسائل کا حل ہے۔

اس سلسلے میں پہلی بات یہ ہے کہ جہاد تا قیامت جاری رہے گا اور جہاد کے ساتھ مالِ غنائم کا وعدہ بھی قیامت تک کے لئے ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جیسا کہ اس کا ارشاد ہے:

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا

”(اے ایمان والو! تم جہاد کے لئے نکلو!) اللہ تعالیٰ نے تو تم سے بہت زیادہ غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جنہیں تم حاصل کرو گے“۔[الفتح: ۲۰]

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمَ كَثِيْرَةٌ

”(مجاہدو! تمہارے لئے) اللہ کے پاس بہت غنیمتیں ہیں“[النساء: ۹۴]

قرآن پاک کی بات حرف بحرف سچی ہے، ہم موجودہ صدی میں بھی یہ بات دیکھ چکے ہیں۔ جب افغانستان میں مجاہدین کے ہاتھوں روس کی شکست ہوئی تو افغانستان کے ایک ایک شہر میں اس جارح نے جو مال اسلحہ اور بارود کی شکل میں چھوڑ کر گیا تھا وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے، ان کی مالیت اربوں تک کی تھی جو مجاہدین کو غنیمت کے طور پر ملی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کا رزق ہی تلوار کے سایے میں رکھا ہے اس سلسلے میں فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اس سلسلے میں دوسری بات یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ جہاد کے ذریعے صرف مالِ غنائم ہی حاصل ہو اور اس کے ذریعے ان کے معاشی مسائل کا حل نکل آئے۔ اس ایک پہلو کے علاوہ اور بہت سے پہلو ہیں جن کا ذکر اوپر کیا گیا ان تمام پہلوؤں کو چھوڑ کر کئی اور روشن پہلو بھی جدید مسلم دنیا میں موجود ہیں۔ وہ ہیں قدرتی وسائل اور اس کی منصفانہ تقسیم۔ آج مسلمانوں کے پاس بے بہا قدرتی وسائل موجود ہیں جو کفّار کے آلہ کار چند غاصب خاندانوں اور ان کے ایجنٹ چند قابض مرتد حکمرانوں کے قبضے میں ہیں۔ حالانکہ مسلم خطوں میں پائے جانے والے یہ قدرتی وسائل امتِ مسلمہ کا مشترکہ میراث ہے۔ مگر کفّار کے آلہ کار چند غاصب خاندان اور ان کے مسلط کردہ چند قابض ایجنٹ مرتد حکمران ہی بے دردی کے ساتھ اس سے فائدہ لوٹ رہے ہیں۔ جس کے چند جھلکیاں شیخ مصطفی سوری حفظہ اللہ نے اپنے مقالے میں بیان کیے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کے علاقوں پر قابض شاہی خاندان کے ایک ایک شہزادے کا ایک دن کا خرچہ ہزاروں غرباء کے مہینے بھر کے لئے کافی و شافی ہے اور ان کے سالانہ اخراجات چھوٹے چھوٹے ملکوں کے سالانہ بجٹ کے برابر تک پہنچتا ہے۔ انہی شہزادوں میں سلطان بن عبد العزیز اور فیصل بن فہد بھی ہیں۔ سلطان بن عبد العزیز کا صرف ایک دن کا خرچہ تیس لاکھ ڈالر ہے۔ یہ خطیر رقم امریکہ، مختلف یورپی ممالک اور مشرقی ساحلوں پر پھیلے ہوئے اس کے محلات میں ہونے والے لہو ولعب، آوارگیوں، بدکاریوں، جوئے بازیوں اور فسادات کے اخراجات پر خرچ ہوتی ہے۔ شہزادے فیصل بن فہد جو کہ لہو ولعب کا بادشاہ مانا جاتا تھا، جوئے کی ایک میز پر دس کھرب ڈالر (تقریباً چھ سو کھرب روپے) ہارے اور پھر اسی صدمے کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوئی۔

مسلم خطے پٹرول کی دولت سے مالامال ہے اور ان خطوں میں دنیا کے ”۵۷ فیصد“ پٹرول کا ذخیرہ پایا جاتا ہے۔ اس کے باوجود ان ممالک کے عوام کی اکثریت خطِ غربت سے بھی نیچے کی زندگی گزار رہی ہے۔ مسلمانوں کے وسائل کی بہتات کا اندازہ ذیل کے عدد وشمار سے کیجئے اور ماتم کیجئے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔ یورپ کے صلیبی ۵۶ فیصد قدرتی گیس الجزائر سے لے جاتی ہے۔ جزیرۂ عرب سے ایک کروڑ ساٹھ لاکھ بیرل پٹرول یومیہ نکالا جاتا ہے۔ علاوہ جنوبی عراق میں پائے جانے والے ذخائر کے وہ بھی تقریباً پانچ ملین بیرل پٹرول یومیہ نکالنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ پٹرول وگیس کے جو ذخائر ایران، الجزائر، شام اور سوڈان میں پائے جاتے ہیں، وہ بھی ہمارے ذہن میں رہیں۔ ان کے علاوہ پٹرول کا دوسرا بڑا ذخیرہ وسطی ایشیا کے بحر قزوین کے گرد وپیش میں پایا جاتا ہے وہ بھی مسلمانوں کی ملکیت ہے۔

جہاد ہی معاشی مسائل کا حل:

اگر آج جہاد کے نتیجے میں مسلمانوں کے تمام علاقے ان غاصب خاندانوں اور قابض اللہ کے باغی حکمرانوں سے واگزار ہو جائیں اور ان علاقوں میں ایک شرعی خلیفہ کا تقرر ہو جائے اور یہ سارے وسائل ان کے تحت آجائیں اور ان علاقوں میں پائے جانے والے وسائل کی منصفانہ تقسیم عمل میں آجائے تو بالیقین ہم کہہ سکتے ہیں کہ آج بھی مسلمانوں میں معاشی مسئلہ نہیں رہے گا۔ یہ بات ہمارے ذہن میں رہنی چاہئے کہ جہاد کے بغیر کفّار اور ان کے آلہ کاروں سے چھٹکارا اور ”خلافت علی منہاج النبوۃ“ کا قیام ممکن ہے اور نہ ہی دنیا میں سستا انصاف اور دولت کی منصفانہ تقسیم ممکن ہے۔ آج مسلمانوں کے سارے مسائل کی وجہ جہاد سے پہلو تہی ہے۔ آج مسلمانوں کے تمام مسائل کفّار اور ان کے آلۂ کاروں کے پیدا کردہ ہیں۔ ان سے چھٹکارا ہی مسلمانوں کا اصل مسئلہ ہے۔

معاشی مسائل، ایک قرآنی تابندہ حقیقت:

ہم مسلمانوں کے معاشی مسائل کے حل کے سلسلے میں ایک تابندہ حقیقت کا ذکر کرتے ہوئے اس بحث کا اختتام کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ جس نے قرآنِ کریم میں ان کے معاشی مسائل کی گتھی سلجھانے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ تابندہ حقیقت یہ ہے کہ تقویٰ کا دامن پکڑ لیا جائے اور ہر گز ذکر اللہ سے منہ نہ موڑا جائے۔ جیسا کہ ارشادِ ربّانی ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّه، مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

”جو کوئی اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا وہ اس کے لئے (کشادگی کی) راہ پیدا کر دے گا۔ اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے گمان بھی نہ ہو“۔

ایک اور جگہ ارشادِ ربّانی ہے:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهُ مَعِيْشَةً ضَنْكًا

”اور جو میرے ذکر سے روگردانی کرے گا پس یقیناً اس کے لئے معیشت تنگ کر دی جائے گی“۔(طٰہٰ:۱۲۴)

در اصل اس تابندہ حقیقت کا ذریعہ بھی جہاد ہی ہے۔ اس لحاظ سے بھی ہمیں جہاد ہی کی طرف آنا پڑے گا کیونکہ جہاد ہی تقویٰ کے حصول کا اعلیٰ وارفع ذریعہ اور ذکر اللہ کی اعلیٰ ترین چوٹی ہے۔

یہ صرف ہوائی باتیں نہیں:

یہ مذکورہ باتیں ہوا میں تیر چلانے کے مترادف نہیں۔ آج بھی دور اُولیٰ کی طرح یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ جہاد ہی ہمارے تمام مسائل کا حل ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو معاشرہ قائم فرمایا تھا وہ تقویٰ پر مبنی، مضبوط خاندانی نظام پر مشتمل جہادی معاشرہ تھا۔ اس معاشرے میں قناعت باتم موجود تھی جس کا سرسری ذکر پہلے بھی کیا گیا تھا۔

نبی علیہ السلام کا قائم کردہ معاشرہ ایک مثالی معاشرہ تھا جس کی چھاؤں کی ٹھنڈک لگ بھگ ایک ہزار سال پر محیط رہی ہے۔ جس پر مغرب کے ساہوکاروں نے کاری ضرب لگائی، ان درندوں نے مختلف ترغیبات کے ذریعے آبادیوں کو پہلے شہروں کی طرف ڈھکیلا۔ جب شہر اپنے دامن میں آبادیوں کو سمیٹنے میں ناکام ہو گئے تو ان درندہ صفت سرمایہ داروں نے معاش کو ہوّا بنا کر آبادیوں کو کم کرنے کا فارمولہ تیار کیا۔ اس طرح ان لوگوں نے "بہبودِ آبادی" کی ایک خوشنما اصطلاح "خاندانی منصوبہ بندی" کے نام سے انسانیت کے قتل کا منصوبہ آغاز کیا۔ اس منصوبہ بندی کے گھناؤں نے منصوبوں کے ذریعے مضبوط خاندانی نظام کی بربادی کا سامان کیا کیونکہ ان ہوس کے پجاریوں کو اسی میں فائدہ نظر آیا۔ انہیں پتا تھا کہ مضبوط خاندانی نظام کو برباد کیے بغیر وہ اپنے بد باطن مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ انہیں تو اپنی مصنوعات کے لئے زیادہ سے زیادہ خریدار (Customer) چاہئے تھے کیونکہ جتنے زیادہ چھوٹے چھوٹے خاندان ہوگا اتنے ہی زیادہ ان کی مصنوعات کی مانگ بڑے گی اور اگر خاندان سرے سے ہو ہی نہ تو ان کے لئے یہ سونے پہ سہاگہ ہے۔

پہلے بیسیوں افراد پر مشتمل ایک خاندان میں ایک ہی فرد کماتا تھا اور اس کی پسند کے مطابق سارے خاندان والے چلتے تھے اور خاندان کے باقی افراد یکسو ہو کر جہاد اور دین کے دیگر کاموں میں سرگرم رہتے تھے۔ جہاد و قتال اس معاشرے کا جزء لاینفک ہوا کرتا تھا۔ ان سرمایہ داروں نے اس مضبوط خاندانی نظام کو برباد کر کے خاندان کے ہر فرد کو آزادی مہیّا کر دی۔ اب ہر فرد اپنی اپنی پسند کے مالک بن گیا اور اس کے مطابق زندگی کی گاڑی چلانے لگ گیا۔ ان سرمایہ داروں نے اب ہر فرد کو معاشی تگ و دو میں ایسا مصروف کر دیا کہ اسے جہادی سرگرمیوں میں حصہ لینا تو دوری کی بات ہے۔ اس کے لئے دین کے دوسرے چھوٹے موٹے احکام پر عمل پیرا ہونا بھی جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ یہ بات حقیقت ہے کہ آج بھی مسلم دنیا میں جہاں کہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کردہ معاشرے کی نظیر پائی جاتی ہے وہاں اب بھی ایک فرد کی کمائی پر خاندان کے بیسیوں افراد گزارا کرتے ہیں۔ جس کا میں نے ذاتی طور پر مشاہدہ بھی کیا کہ دور دراز علاقوں میں جہاں ابھی تک دجّالی طور طریقے سرایت نہیں کر پائے وہاں اب بھی ایک فرد کی کمائی پر بڑی آسانی کے ساتھ بیسیوں افراد گزارا کرتے نظر آتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: امت میں اتحاد و اتفاق کیسے پیدا ہو؟

لیکن ایک بات آخری میں عرض کرتا ہوں کہ یہ الیکشن کے ذریعے سے یا جمہوریت کے ذریعے سے، پروفیسر غفور صاحب فرما رہے تھے، میرے دل میں پروفیسر صاحب کا جو احترام ہے، اس کا آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔ اس شخص کی خدمات اور سب کچھ، لیکن رائے کا اختلاف بہر حال ہوتا ہے اس لیے میں عرض کرتا ہوں کہ الیکشن کے ذریعے سے جمہوریت کے ذریعے سے پاکستان میں جتنی خدمات ہوئیں وہ گنوا رہے تھے کہ ختم نبوت کا مسئلہ حل ہوا، فلاں ہوا فلاں ہوا، قراردادِ مقاصد اور یہ اور وہ... سب مسلّم ہیں، لیکن یہ مجھے بتایئے کہ اس آئین نے یا اس قراردادِ مقاصد نے یا اس تہتر کا جو متفقہ آئین ہے اس آئین نے عمل کی دنیا میں ہمیں کیا دیا؟ عمل کی دنیا میں اس نے ہمیں کیا دیا؟ ٹھیک ہے کتاب میں اور سطروں میں وہ بہت معزز بہت محترم، بہت بہترین الفاظ اور اسلامی اور سب کچھ، لیکن اس کی مثال وہی ہے وہ جو کسی فارسی شاعر نے کہا تھا

؎ واعظان کاین جلوه در محراب و منبر می کنند
چون به خلوت می‌روند آن کار دیگر می کنند

اور جگر نے کہا تھا کہ

؎ واعظ کا ہر اِک ارشاد بجا... تقریر بہت دلچسپ مگر
آنکھوں میں سرورِ عشق نہیں... چہرے پہ یقیں کا نور نہیں

وہ چیز کہاں ہے؟ عمل میں اس آئین نے یا اس قرارداد نے اور اس فلانے اور اس فلانے نے عمل کی دنیا میں ہمیں کیا دیا؟ کیا پاکستان کی غربت ختم ہوئی؟ یہاں غریب کی حالت تبدیل ہوئی؟ یہاں اسلام کس حد تک نافذ ہوا؟ آپ سمجھتے ہیں اور بہتر سمجھتے ہیں کہ قیادت کی تبدیلی سے ان شاءاللہ بہت کچھ تبدیل ہو گا اور ہم بھی امید رکھتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب تک امت کے اندر جذبہ جہاد بیدار نہیں ہو گا اس وقت تک قیادت کی تبدیلی سے بھی کچھ نہیں ہو گا امت کے جذبے کی ضرورت ہے اور میرے نزدیک اتحاد و اتفاق کے لیے یہی کچھ نکات ہیں، وقت ختم ہو چکا ہے اور میں انہی معروضات پر اس کا اختتام کرتا ہوں، اگر میری گفتگو سے کسی کی دل شکنی ہوئی ہو تو میں معافی چاہتا ہوں[1]۔

وآخردعوانا عن الحمد لله رب العالمين

☆☆☆☆☆

---

[1] حضرت رحمہ اللہ نے یہ گفتگو ۱۹۹۷ء میں ڈاکٹر اسرار صاحب مرحوم کے زیر صدارت ہونے والے ایک سیمینار میں کی

انٹر نیٹ کے مجاہدین کی ناگزیر صفات

ابو دجانہ الخراسانی شہید رحمۃ اللہ کے قلم سے

جی ہاں وہ حقیقی معنوں میں نامعلوم ہیں، ہم ان کے عرفی نام کے علاوہ ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ یہ سچ ہے، ہم ان کے نام، شکل وصورت، نسب سے ناواقف ہیں ہم میں سے کچھ انہیں اس پر عار بھی دلاتے ہیں، لیکن انہیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں۔ وہ کہتے ہیں: ہمارا کیا نقصان اگر لوگ ہم سے واقف نہیں، اور لوگوں کا رب ہمیں جانتا ہو، لوگوں کا باشاہ، لوگوں کا الہ.... شہدائے نہاوند کو اس بات سے کیا ضرر پہنچا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان سے ناوقف تھے، ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"سائب بن الاقرع عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور معرکہ نہاوند میں مسلمانوں کی فتح کی خوشخبری سنائی، عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے شہداء کے بارے میں پوچھا، انہوں نے شمار کرنا شروع کر دیا، فلاں، فلاں...لوگوں میں مشہور لوگ اور سرداروں کے نام گنوانے کے بعد عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے: ان کے علاوہ بھی بہت سے گمنام ایسے لوگ ہین جن سے امیر المومنین واقف نہیں، عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے، اور کہنے لگے: انہیں اس بات کی کیا پرواہ اگر امیر المومنین ان سے واقف نہیں ؟ لیکن اللہ تو انہیں جانتا ہے ، اور اس اللہ نے انہیں شہادت کے ذریعے عزت بخشی ، عمر کی شناخت کا وہ کیا کرتے"(البداية والنهاية ج۴/ ۱۱۳)

وہ تو جہادی فورمز میں دوسری عبادات کی طرح وضو کئے بغیر داخل نہیں ہوتے۔ وہ تو یہ پسند کرتے ہیں کہ ان کے اعمال جب ان کے رب کی جانب اٹھائے جائیں تو وہ پاک ہوں۔ قیمتی پوسٹس، بیانات اور جہادی اصدارات کے نیچے ان کے نام آپ کو بکثرت ملیں گے ، لایعنی مباحثوں پر مشتمل پوسٹس کے نیچے ان کے نام ڈھونڈنے سے بھی نہ مل پائیں۔ وہ ان جیسی پوسٹس کو اپنی نیکیوں کے لیے دیمک سمجھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ "ہم نے اس کے لیے وضو نہیں کیا"۔

اگر وہ کسی بھوکے، کم ورع والے کو دیکھیں، جو امت کے علماء میں سے کسی عالم کے ولیمہ پر بچھا ہوا لوگوں کو بلا رہا ہے۔ تو ان میں سے ایک کہتا ہے کہ: اے اللہ میں روزے دار ہوں! اگر وہ کسی عالم کی لغزش کو رد کرنے کا ارادہ کریں، تو آپ انہیں کسی کہنہ مشق جراح کی مانند پائیں گے، جو ورع کے دستانے اور حسنِ ظن کا نقاب اوڑھ کر کتاب وسنت کے نشتر سے گناہوں سے خالی فضا میں کوئی جرح کئے بغیر اس شبہ کی بیخ کنی کرتا ہے۔ وہ لوگوں کی قدر و قیمت سے واقف ہیں، ان کے فضائل میں کمی نہیں کرتے ، ان کے عیبوں کو جاننے کے لیے ان کی جانب دروازے کے سوراخ سے نہیں جھانکتے۔ کسی عالمِ ربانی کو مخالف موقف یا شاذ فتوی کی بناء پر رد کر نہیں دیتے۔ بلکہ اس کی دلجمعی کرتے ہیں اور صرف اس کی لغزش پر بات کرتے ہیں۔ نصیحت و خیر خواہی کے فن میں ماہر ہیں۔

اگر اپنے کسی بھائی کو جس سے کوئی غلطی سرزد ہو نصیحت کرنا چاہیں تو خفیہ خط لکھتے ہیں۔ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ جہاں سے انہوں نے اس بھائی کی خیر خواہی کا ارادہ کیا ہے وہاں سے کہیں شیطان کی اپنے خلاف مدد نہ کر لیں۔ نصیحت کے اوقات کا چناؤ ایسے کرتے ہیں جیسوں پھلوں میں سے عمدہ پھل کو چنا جاتا ہے۔ وہ اسے ایسا نہیں کہتے کہ تم نے غلطی کی یا تم نے برا کیا بلکہ وہ کہتے ہیں: اگر آپ اس طرح کرتے تو زیادہ درست اور بہتر ہوتا۔ آپ ان کی عبارتوں میں اپنی خیر خواہی کی حرص اور شفقت محسوس کریں گے... گویا کہ ان کی خواہش یہ ہو کہ کاش آپ غلطی نہ کرتے اور وہ نصیحت نہ کرتے... اور اگر ان کے بھائی اس نصیحت سے اعراض کریں تو اس پر بوجھ نہیں ڈالتے ، اپنی نصیحت کو دعا میں بدل ڈالتے ہیں۔ اگر عمومی نصیحت کریں تو نام ذکر نہیں کرتے۔

وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہیں اور عمومی الفاظ کا انتخاب کرتے ہیں:

ما بال أقوامٍ

"کچھ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے"۔

بالکل چھپے ہوئے، اگر غائب ہو جائیں تو ان کی غیر موجودگی کو کوئی محسوس نہ کرے۔ لیکن جن سے محبت رکھتے ہیں ان کی غیر موجودگی کو سب سے پہلے محسوس کرتے ہیں اور ان کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہو جائے اور آپ ان میں سے کسی کی غیر موجودگی کو محسوس کریں، تو انتظار مت کریں یہاں تک کہ آپ کو ان جیسی پوسٹوں کا عنوان ملے گا۔ "آپ کا فلاں بھائی معرکوں کی سرزمین میں پہنچ چکا ہے""اپنے فلاں بھائی کے لیے دعا کیجیے کہ اللہ اسے رہائی عطا فرمائے " "خوشخبری: آپ کا فلاں بھائی شہید ہو گیا ہے"۔ کیونکہ وہ جہاد بالکلمہ کر رہے ہیں لیکن ان کی نگاہیں جہاد بالسیف پر جمی ہیں۔ میڈیا کے اپنے محاذ کو اس وقت تلک نہیں چھوڑتے جب تک انہیں اس سے بہتر نہ مل جائے۔ ان کی زبانوں پر یہی ورد جاری رہتا ہے۔ "اے اللہ ہمیں محاذ پر اپنے بھائیوں سے ملا"۔

ان میں سے کتنے ہی ایسے ہیں جنہوں نے اپنے عرفی نام سے جہاد کی ابتدا کی، اور اختتام پرندوں کے شکم میں ہوا جو عرش کے نیچے موجود قندیلوں میں بسیرا کئے ہوئے ہیں۔ لاگ آؤٹ کے بٹن پر کلک کرنے سے قبل کفارہ مجلس کے ساتھ اختتام کرتے ہیں:

سبحانك اللهم و بحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت استغفرك و أتوب إليك

تعریف و مدح میں اسراف نہیں کرتے اور نکتہ چینی سے آپ کو تکلیف نہیں پہنچاتے۔ جس طرح ان کے گناہوں سے چشم پوشی کرتے ہیں اسی طرح ان کے فضائل کو چھپاتے ہیں۔ برائی کو ظاہر کرنا پسند نہیں کرتے مگر جس پر ظلم کیا گیا ہو۔ اسی لئے وہی حامل المسک ہیں۔ یا تو آپ کو خوشبو کا ہدیہ دیں گے، یا آپ ان سے خوشبو خرید لیں گے اور یا پھر آپ کو ان سے نکلنے والی عمدہ خوشبو کی مہک پہنچتی رہے گی۔ کسی بھی پاکیزہ عمل کو حقیر نہیں جانتے اگرچہ وہ کسی عمدہ جہادی پوسٹ کے نیچے صرف "جزاک اللہ خیرا" لکھنا ہی ہو، تاکہ اپنے بھائیوں کو تحریض دلا سکیں ان کی قوتوں کو مجتمع کر سکیں۔

اگر قائدین جہاد میں سے کسی قائد کا خطاب سنیں تو آپ انہیں دیکھیں گے کہ آستینیں چڑھا لیں گے، ہمہ تن گوش ہو جائیں گے۔ یہ اس پیغام کو تحریری شکل دے رہا ہے۔ دوسرا اس کا تجزیہ کر رہا ہے۔ اور ایک اور اس کا اختصار لکھ رہا ہے۔ فیورٹس میں ان کے پاس فری اپ لوڈنگ ویب سائٹس اور غیر جہادی فورمز کی ایک لمبی لسٹ محفوظ ہوتی ہے۔ مجاہدین کی کوئی نشریات منظر عام پر آتے ہی یہ مسلسل اسے نشر کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

ان کا وقت غیبت، چغلی، بے فائدہ جھگڑوں کے لیے بہت تنگ اور پاکیزہ گفتگو، عمل صالح کے لیے بہت وسیع ہے۔ یہ جہاد کے لیے مکمل وقف ہیں۔ بغیر قیود وحدود کے جہاد کے نامہ نگار ہیں۔ ان کی خدمات جلیلہ اھل الشعور نے مستعار لے رکھی ہیں تاکہ یہ مجاہدین کے سفیر بن سکیں، کسی بھی ویڈیو یا آڈیو اصدار پر اپنے تبصروں اور ملاحظات میں بخل نہیں برتتے، اس سے ان کا مقصد جہادی میڈیا کی پروڈکٹس کی بہتری و ترقی کے لیے اس میں نظر ثانی کرنا اور اسے باشعور غذا فراہم کرنا ہوتا ہے۔ یہ فن و موسیقی اور سماجی رابطے کے فورمز پر گوریلا جنگ چھیڑتے ہیں، اس سلسلے میں ان کا اسلحہ پاکیزہ گفتگو، اچھا نمونہ، احسن انداز میں جھگڑا کرنا ہے۔ وہ آپ کو شیخ حسن البناء یاد دلاتے ہیں جب وہ شہروں اور مضافات میں نائٹس کلبز کا چکر لگاتے اور سگریٹ اور نشے کے دھوئیں میں مدہوش لوگوں اللہ کی جانب بلاتے۔ یہ ہر عظیم پیغام کے حامل شخص کی حالت ہے جو شمع کی طرح کھڑا ہو کر اندھیروں میں روشنیاں پھیلاتا ہے۔ گرفتارِ رنج ماں کی طرح ان کے دل بہت ذکی الحس ہیں، کسی ایسے جملے اور عبارت سے رو پڑتے ہیں جن پر دسیوں، بیسیوں لوگ پلک جھپکے بغیر گذر جاتے ہیں۔ کمپیوٹر کی سکرین کے سامنے بیٹھے ہوئے ان کے چہروں پر نمایاں چمک اور دل میں خشیت ہوتی ہے اور انگلیاں مسلسل متحرک۔

ان کی آنسوؤں اور چمک میں ڈوبی ہوئی آنکھیں آپ کو تحیر میں مبتلا کر دیں گی۔ ان کے تمام اعضا مسلمانوں کی خدمت کے لیے مسخر ہیں۔ اگر روئیں تو آپ کو بھی رُلا دیں، اگر ہنسیں تو آپ کو بھی ہنسا دیتے ہیں۔ ان کے الفاظ کی سچائی انٹرنیٹ کی رکاوٹ کو توڑ ڈالتی ہے اور رکاوٹ بننے والے ہر فاصلہ کو مختصر کر دیتی ہے۔ اگر آپ ان میں سے کسی کے ساتھ برائی کریں اور پھر معذرت کے لیے ان کے پاس جائیں تو آپ کو ان کی باتوں میں اپنی برائی ڈھونڈنے سے بھی نہ مل پائے، وہ ہماری اچھائیوں کا تذکرہ کرتے ہیں اور ہماری برائیوں کو بھول جاتے ہیں۔ ان کی ہمیشہ یہی دعا رہتی ہے "اے اللہ ہمیں کسی مسلم کے آگ میں داخلے یا جنت کے درجات مین کمی کا سبب نہ بنا"۔

آپ کی تعریف انہیں فتنے میں مبتلا نہیں کرتی۔ اور نہ ہی وہ آپ کی خیر خواہی سے اعراض کرتے ہیں۔ فطرتاً متواضع ہیں، اس سلسلے میں تصنع یا مشقت نہیں برتتے۔ اگر کسی کے ساتھ شرعی مسئلہ میں بات چیت کریں تو اللہ سے یہ تمنا رکھتے ہیں کہ حق کو ان کی زبان پر ظاہر کرے۔ نفسانی لذتیں ان کے نزدیک لذت نہیں۔ اپنی ذاتی سیکورٹی کی طرح اپنے بھائیوں کی سیکورٹی کے لیے بھی فکرمند رہتے ہیں۔ انہیں سب سے زیادہ خوف اس بات کا ہوتا ہے کہ ان کی جانب سے ہونے والی کسی غلطی سے کوئی مسلم گرفت میں آجائے۔ انٹرنیٹ سیکورٹی کے فنون کو جنگی فنون سمجھتے ہیں اور مسلسل اسے "فنی سیکورٹی امور کے سیکشن" میں سیکھنے میں لگے رہتے ہیں، لوگوں کو جمع کرتے ہیں بکھیرتے نہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ ان کے درمیان موجود تمام فاصلہ ضمہ بن جائے۔ عرب اور مغربی میڈیا میں سرایت کر کے دشمن کے حالات بیان کرتے ہیں۔ جو کچھ صلیبی میڈیا پر نشر کیا جاتا ہے مجاہدین کو وہ واقعات اور ترجمہ مہیا کرتے ہیں۔ یہ گمنام ہر زبان سے واقف ہیں، یہ وہ مضبوط زرہ ہیں جو مجاہدین کے سینوں کی حفاظت کرتی ہے۔ ان کی نقل کردہ کتنی ہی چیزوں سے جہادی قیادت نے استفادہ کیا مثلاً شیخ اسامہ، ظواہری، زرقاوی اور اللیبی... پس جس نے کسی قوم کی زبان کو سیکھ لیا ان کے مکر سے محفوظ ہو گیا اور ان کی سازشوں کے بارے میں جان لیا۔ جب آپ ان میں سے کسی کا نام کسی موضوع کے نیچے لکھا ہوا پاتے ہیں آپ کا سینہ کھل جاتا ہے، غم ختم ہو جاتا ہے، آپ ان کے عمدہ علمی سرمائے سے واقف ہیں۔ ہمیں ناچاہتے ہوئے بھی وہ اپنا گرویدہ بنا لیتے ہیں۔ آپ ان کا موضوع پڑھنے کے بعد لازما پہلے جیسے نہیں رہ پائیں گے۔ گویا کہ وہ آپ کو اپنے دل کا کوئی ٹکڑا عنایت کیا ہو تاکہ اس

میں موجود محسوسات کا آپ کو بھی ادراک ہو یا اپنی آنکھیں آپ کو عاریتاً دی ہوں، تاکہ آپ بھی اس کی بصیرت سے بہرہ مند ہو سکیں۔

ان کی تحریریں ایسی پینٹنگز ہیں جنہیں ہم میں سے ہر ایک اپنے زاویہ سے ان کا حسن دیکھتا ہے۔ آپ ان کی تحریروں سے دور بے خودی کے عالم میں غیر ارادی طور ان کے الفاظ دوہراتے رہتے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد آپ محسوس کریں گے کہ اس موضوع کے مصنف آپ ہیں "وہ" نہیں۔ یہ وجدانی طور اس کے افکار کو اپنانا ہے جو اس کے موضوع میں شامل ہے، جس کی وجہ نادانستگی میں افکار کا ہم کنار ہونا اور دلوں کا باہم ملنا ہے۔ جب بھی آپ انہیں پڑھیں گے آپ کو ایک آواز سی سنائی دے گی وہ جادوئی سرگوشی کے سے انداز میں آپ سے مخاطب ہو کر کہیں گے: میرے وجود میں غوطہ زن ہو جا، میرے دل میں نقب لگاؤ، میرے احساسات میں پھرنے والی چیز کو نکالو، میرے بارے میں میرے نفس میں تلاش کرو، اے گمنام تم جو کچھ بھی لکھتے ہو گویا کہ وہ میرے اندر پہلے سے موجود تھا۔ اے گمنام: تم اپنے دائیں ہاتھ سے جو بھی تحریر کرتے ہو وہ میرے دل سے چوری ہو کر میری زبان کے کنارے پر پھسل گیا ہے۔ اے گمنام اور لکھ جب بھی تو لکھتا ہے تو میں سحر زدہ سا ہو جاتا ہوں اور اپنے دل کی کنجیاں تیرے سپرد کر دیتا ہوں۔

جب کبھی میں ان گمنام سرفروشوں میں سے کسی کی تحریر پڑھتا ہوں تو بہت عجیب سی صورتحال سے گذرنا پڑتا ہے یہاں تک کہ گویا میرے نصف جز نے میرے دوسرے نصف کے لیے لکھا ہے، مگر میں نہیں جانتا کہ ان دونوں میں سے کون سا اس نے لکھا ہے اور کون سا اس نے پڑھا ہے.. اگر کوئی ایسی افواہ پھیلے جو جہاد و مجاہدین کے لیے نقصان دہ ہو تو اس سے ایسے رک جاتے ہیں جیسے روزہ دار کھانے پینے سے رک جاتا ہے، لوگوں کو اس میں دخل اندازی کے عواقب اور اس کی نشر و اشاعت سے حقیقی مستفید ہونے والے کے بارے میں آگاہ کرتے ہیں، چنانچہ وہ دشمنوں کی سازشوں کو پنپنے سے قبل ہی ختم کر ڈالتے ہیں، یہ سب کچھ انہیں اللہ کی عطاء کردہ حکمت و شعور کی بدولت ہوتا ہے۔ مخالف مناہج کے لوگوں کے بارے میں ان کا موقف ان کے موقف کی کتاب و سنت سے نزدیکی و دوری میں تبدیلی کے ساتھ منسلک ہے۔ وہ ایسے سبقت لے جانے والے ٹھوس مواقف سے پرہیز کرتے ہیں جو مخالف کی تبدیلی و درستگی کو قبول نہ کرے۔ جو ان سے اچھائی کرتا ہے اس کی اچھائیوں کی ثناخوانی کرتے ہیں اسے تشجیع دلاتے ہیں، اس کے ساتھ اس کے باطل سے اظہار برات بھی جو ان سے برائی کرے اس سے خیر خواہی کرتے ہیں، نصیحت کرتے ہیں شاید کہ یہ نصیحت ان کے لیے فائدہ مند ثابت ہو... انتہائی فطین اور عقلمند ہیں، بخوبی جانتے ہیں کہ جنگ کو کیسے چلایا جائے اور پہل کاری کی سے واقف ہیں۔

وہ فورمز کے میدان میں دشمن کے ساتھ نوک جھوک کو خطرناک نہیں سمجھتے، اس میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے، کشادہ دلی سے ان کے اشکالات کا جواب دیتے ہیں۔ کجا کوئی دوست یا غیر جانبدار شخص ان کے خیال میں ہر مخالف شخص ان کی دعوت کا منصوبہ ہے، اور ذاتی پیغامات کو انفرادی دعوت کا ذریعہ گردانتے ہیں۔ بڑے چھپے انداز میں لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کروائے یا اپنے گرد بھیڑ اکٹھی کئے بغیر حرکت کرتے ہیں، اس بات کا مکمل ادراک رکھتے ہیں کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ اس کو نصیحت کر رہے ہوتے ہیں تو اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں، اور اس کو دعوت دے رہے ہیں۔ پس کتنے ہی ان کے ہاتھوں (اللہ رب العزت کے فضل کے بعد) دشمن سے غیر جانبدار میں، غیر جانبدار سے محبت کرنے والوں میں اور محبت کرنے والے سے مددگار میں بدل گئے۔ یہ حقیقی معنوں میں گمنام ہیں، لیکن اپنے رب کے ہاں انتہائی نمایاں ہیں، اور ہم اللہ کے حضور کسی کی پاکی بیان نہیں کرتے نشان راہ ہیں اس دین کی خدمت میں پر مشقت محنت کر کے۔ اپنے بلند پایہ اخلاق کے ساتھ نشان راہ ہیں جو ان کی عمدہ پروان کی عکاسی کرتے ہیں۔ نشان راہ ہیں اللہ عزوجل کے ساتھ اپنے اخلاص کے اور اللہ اس کے رسول، عامۃ المسلمین اور خواص المسلمین کے ساتھ خیر خواہی کے ساتھ۔ نشان راہ ہیں خسیس اور بے فائدہ معاملات سے بالاتر ہونے کے ساتھ۔ جی ہاں نشان راہ ہیں! اس کے ساتھ جو ترجمہ کرتے ہیں جو لکھتے ہیں جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں جو تقسیم کرتے ہیں۔ اللہ کے ہاں بہت نمایاں ہیں... اور ہم اللہ پر ان کی پاکی بیان نہیں کرتے۔ لیکن اس کے ساتھ ہمارے بعض کے ہاں گمنام ہیں۔

خوش بخت ٹھہریں یہ گمنام... جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ انعامات کی برسات ہو ان گمنام بھائیوں پر... جنہوں نے ہمارے اس نیٹ ورک کو بام عروج تک پہنچایا یہاں تلک کہ یہ دشمنان اسلام کے حلق کا کانٹا بن گیا۔ اللہ کے ہاں اعزازات کے مستحق ٹھہریں... جنہوں نے رمز فیلڈ کو ناکوں چنے چبوائے۔ ان کے لیے ایک فورم بند کیا گیا تو یہ دو مزید میں سرایت کر گئے۔ جب کسی گمنام سرفوش کو گرفتار کیا گیا تو اس کی جگہ دو مزید جانبازوں نے سنبھال لی۔ جب کبھی ایک لنک کو بند کیا گیا تو اس کی جگہ ان گمنام جانبازوں نے دو مزید لنک اپ لوڈ کر دیئے۔ ان گمنام جانبازوں کے فنا میں بھی دوگنی و چوگنی بڑھوتری مضمر ہے۔ انہوں نے الفجر کو بجھایا تو الحسبۃ روشن ہو گیا، القلعۃ کو مسمار کیا تو النصرۃ وجود میں آ گیا، الانصار رخصت ہوا تو الاخلاص آ گیا۔ یہ عالمی ڈیجیٹل جنگ ہے جس میں گمنام، صحیح منہج پر قائم لوگ دشمنان دین پر غالب رہے۔ پس خوشخبری ہے انٹرنیٹ کے ان گمنام سرفروشوں کے لیے۔

☆☆☆☆☆

بر صغیر پاک وہند میں اسلام اور سیکولرازم کی کشمکش

قاری ابو عمارہ

اکبر کی وفات کے بعد اس کا فرزند جہانگیر بادشاہ بنا۔ اگرچہ مذہبی رجحانات میں وہ اکبر کی طرح قلابازیاں نہیں کھاتا رہا مگر چونکہ سیاسی اغراض اس کے سامنے بھی اہم تھیں چنانچہ اکبر کے دین کا وہ چرچا تو نہیں رہا مگر اس کے اثرات موجود تھے۔ ہندوستانی قومیت اور سیاسی وحدت کے نام پر جو کچھ کیا گیا تھا اس نے ہندوؤں کی توقعات بہت بڑھا دی تھیں۔ جہانگیر کی ماں اور بیوی بھی ہندو تھیں ان کا اثر اس پر پڑا بھی تھا مگر وہ اکبر جیسا نہیں ہو سکا، وہ اسلام کی حقانیت کو مانتا تھا اور خود کو نیاز مند درگاہ الٰہی لکھتا تھا۔ تزک میں جگہ جگہ اس نے اس لفظ کو استعمال کیا ہے۔ اس میں مذہبی غیرت بھی تھی اور اس کے بہت سے واقعات اس نے تزک میں لکھے ہیں۔

کشمیر میں مسلمان عورتوں کو ہندوؤں کے ساتھ بیاہ دیا جاتا تھا، جہانگیر نے نہ صرف اس کو ختم کروایا بلکہ ان عورتوں کو بازیاب بھی کروایا اور اس کی سختی سے ممانعت کر دی۔ اکبر نے دربار میں نماز کی سختی سے ممانعت کر دی تھی مگر جہانگیر نے نماز کا اہتمام بھی کیا اور شکار کیے گئے ہرنوں کی کھالوں سے جانمازیں بنوا کر دیں۔ اکبر نے خنزیر کی تعظیم شروع کی تھی مگر جہانگیر کو اس سے سخت نفرت ہے اور خنزیر کی ایک مورتی تڑوانے کا اس نے تزک میں تذکرہ بھی کیا ہے۔ اکبر آفتاب کے ناموں کا ورد کرتا تھا مگر جہانگیر نے علماء سے اللہ جل شانہ کے نام لکھوائے اور ان کا ہمیشہ ورد جاری رکھا۔ قلعہ کانگڑہ کی فتح کے موقع پر اس نے شکرانے کے نوافل بھی ادا کیے۔ توکل علی اللہ بھی اس کی تحریر میں جابجا نظر آتا ہے۔ اکبر کا بیٹا اس طرح کا طرزِ عمل کیوں اختیار کر رہا تھا؟ اس کی وجہ آگے آ رہی ہے۔

مگر جہانگیر اکبر کا بیٹا بھی ہے اور مرید بھی، اس لیے اس کے مزاج میں بہت سی ایسی چیزیں بھی شامل ہیں جو سراسر غیر اسلامی ہیں۔ اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیں۔

1) نجومیوں کا معتقد رہا اور ستاروں کے بارہ برجوں کے نام پر بارہ سکے بنوائے۔ تاروں کو موثر حقیقی نہیں مانتا مگر موثر ضرور مانتا ہے۔ اور ان کو نورِ الٰہی کا مظہر قرار دیتا ہے۔

2) سورج کے لیے ہمیشہ حضرت نیر اعظم کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔

3) مذہب میں خود رائی کا عادی ہے اگرچہ اکبر کی طرح سرکش نہیں ہے۔ باپ کی طرح مرید کرتا ہے مگر ان کو تلقین یہی ہوتی ہے کہ کسی مذہب کی دشمنی سے خود کو گندہ مت کرو بلکہ ہر ایک کے ساتھ صلحِ کُل کی طرح رہو۔ اس صلحِ کُل کا اثر یہ ہے کہ وہ جس طرح مسلمان فقرا کے ساتھ عقیدت سے ملتا ہے اسی طرح ہندو سادھو سنتوں کے ساتھ بھی عقیدت رکھتا ہے۔

4) ''آگ خدا کا نور ہے'' اسی عقیدہ کی بنا پر اکبر شمع پرستی میں مبتلا ہوا تھا اور یہی عقیدہ جہانگیر نے بھی اپنایا ہے مگر وہ آگ کی پوجا نہیں کرتا۔

5) ہندو تہواروں راکھی دیوالی ہولی وغیرہ کے موقع پر محل میں جشن ہوتا اور راکھی کے موقع پر اس کو راکھی بھی باندھی جاتی۔ اس کے پیچھے سیاست یہ تھی کہ ہندو مسلمان دونوں کے مشترک بادشاہ کو دونوں قوموں کے عقائد اور مذہبی جذبات کا مظہر ہونا چاہیے۔

6) شراب نوشی کو اچھا نہیں سمجھتا مگر اس کو حرام بھی نہیں سمجھتا۔ شاہجہان کو اپنے ہاتھوں شراب پلانے کی کوشش کی مگر وہ اس سے باز رہا۔ وہ کہتا ہے کہ عقلاء اس کی اتنی مقدار کو جائز رکھتے ہیں کہ اس سے ہوش و حواس قائم رہیں۔ یعنی عقلاء کی رائے اللہ کے احکامات سے زیادہ اہم ہے۔ زعمِ عقل ملاحظہ ہو اور یہ بھی عرض کیا جا چکا کہ نہ تو اکبر اور نہ ہی جہانگیر کو علم و فضل سے کوئی واسطہ تھا۔

مگر یہ اہم سوال ہے کہ اکبر کی لامذہبیت کی سختی کے بعد جہانگیر میں جو مذہبیت باقی رہی اس کی وجہ کیا تھی؟

جہانگیر جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا کہ شیخ سلیم چشتیؒ کی دعا کے بعد پیدا ہوا تھا اس لیے اس کو اس خاندان سے بہت محبت تھی۔ اس کے علاوہ اس نے بچپن میں شیخ سلیمؒ کی بہو کا دودھ پیا تھا۔ اس خاندان میں مذہبی جذبات توقینی طور پر تھے مگر یہ ضروری نہیں کہ یہ شرعی بھی ہوں۔ اکبر اور جہانگیر بزرگانِ چشت کے معتقد تھے اور اکبر تو فتح پور سیکری سے اجمیر پیادہ بھی گیا تھا۔ جہانگیر نے بھی اجمیر میں حاضری دی اور فقرا میں اتنا مال و زر تقسیم کیا کہ وہ امیر ہو گئے۔

پھر تخت نشینی کے نویں سال اجمیر گیا تو وہاں بیمار ہو گیا اگرچہ اس کو ظاہر نہ کیا مگر طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو اس نے منت مانی کہ صحت یاب ہو کر جیسا کہ باطن میں حضرت خواجہؒ کا حلقہ بگوش تھا ویسا ہی ظاہر میں بھی ہو گا۔ اللہ نے صحت عطا کی تو اس نے اس حلقہ بگوشی کو ظاہر بھی کیا اور دونوں کانوں میں سوراخ کروا کر ان میں مروارید آبدار کا ایک ایک دانہ ڈال لیا۔ اس کے بعد بہت سے لوگوں نے اپنے کانوں میں سوراخ کروا لیے۔ رفتہ رفتہ تمام ہی لشکریوں نے کان چھدوا دیے۔ شیخ بایزید اور شیخ علاؤالدین جو شیخ سلیمؒ کے پوتے اور جہانگیر کے دودھ شریک بھائی تھے۔ ان کے مذہبی رجحانات بھی جہانگیر پر اثر انداز ہوئے۔ یہ لوگ بہر حال ایک ایسے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے جو علم اور تصوف دونوں

میں مشہور تھا۔ نواب سید فرید خاں، لالہ بیگ، قلیج خاں وغیرہ جو ایام شہزادگی سے ہی اس کے ساتھ تھے مذہبی رجحانات کے حامل تھے۔ ان حضرات کا اجمالی تعارف آگے آرہا ہے۔ ان دو مخالف قوتوں میں گھرا جہانگیر فیصلہ کرنے سے قاصر رہا کہ اس کو کس مزاج کو اختیار کرنا چاہیے۔

تیسری جہت یہ تھی کہ جہانگیر کی محبوب ملکہ نور جہاں شیعہ تھی اور ایران سے تعلق رکھتی تھی، ایرانی شیعہ بادشاہوں کی مدد سے آلِ تیمور نے ہندوستان میں قدم جمائے تھے۔ نور جہاں نے اپنا پورا زور لگایا کہ کسی طرح تیموری حکومت کو شیعہ حکومت میں بدل دے مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکی اس کی وجہ وہی حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کی مساعی جمیلہ ہے۔

اکبر جیسے لادین کے گھر میں پیدا ہونا، توہم پرست (تھے نہیں مگر امتدادِ زمانہ سے ہو گئے تھے جیسا کہ جہانگیر کے کان چھدوانے سے ثابت ہوتا ہے) خاندان چشت کے گھر میں پرورش پانا اور ان کی مریدی اختیار کر لینا، نور جہاں سے نکاح اور اس کے اثر میں اتنا آگے نکل جانا کہ سلطنت ہی اس کو سونپ دینا۔ اس نقشے کو سامنے رکھ ہم فیصلہ نہیں کر پاتے کہ اس نے جو تزک میں جگہ جگہ اپنی مذہبیت کے واقعات بیان کیے ہیں ان کو کس خانے میں رکھیں۔

اس وقت کے حالات سے متعلق حضرت شیخ مجددؒ نے ایک مکتوب میں فرمایا:

> ”فرزندا یہ وہ وقت ہے کہ اگلی امتوں پر ایسا وقت آتا تھا تو اللہ تعالیٰ کسی اولوالعزم نبی کو مبعوث فرماتے تھے اور نئی شریعت کی بنیاد رکھی جاتی تھی۔ مگر یہ امت خیر الامم ہے اور اس کے نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس امت کے علماء کو بنی اسرائیل کے انبیاء کا درجہ دیا گیا ہے اور انبیاء کی بجائے ان علماء کے وجود کو ہی کافی سمجھا گیا ہے چنانچہ ہر سو سال کے بعد ایک مجدد کو مقرر کیا جاتا ہے جو شریعت مصطفیٰ علی صاحبھا السلام کا احیاء کرتا ہے۔ بالخصوص ایک ہزار سال کے بعد جو امم سابقہ میں کسی عظیم الشان رسول کی بعثت کا زمانہ ہوتا تھا۔ امت محمدیہ میں کسی ایسے عالم کی ضرورت ہے جو اولوالعزم نبی کے قائم مقام ہو سکے“۔

اس مندرجہ بالا نقشے کو سامنے رکھیں اور شیخؒ کے مکتوب کو بھی ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ خرابی کہاں تک پھیل چکی تھی۔

یہی جہانگیر بادشاہ جس کے مذہبی ماحول کی اوپر بات ہوئی ہے شیخ مجددؒ پر فرد جرم اس طرح لگاتا ہے:

> ”شیخ احمد نامی مکار نے جو سرہند میں اپنا جال بچھا کر بہت سے ظاہر پرستان بے معنی کو شکار کر چکا ہے اور ہر شہر میں اپنے مریدوں میں سے ایک ایک کو جو دکان آرائی، مردم فریبی، اور معرفت فروشی کے آئین میں دوسروں سے بہت پختہ ہوتے ہیں خلیفہ بنا کر بھیج دیا ہے اور بہت سی چکنی چپڑی باتوں پر مشتمل اپنے مریدوں کے نام ایک کتاب ترتیب دی ہے جس کا نام مکتوبات رکھا ہے۔“

اسی کتاب کی پہلی جلد کے ایک مکتوب کو بنیاد بنا کر شیخؒ کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا گیا۔ یہ مکتوب شیخؒ نے اپنے شیخ خواجہ باقی باللہؒ کے نام لکھا تھا اور اس میں اپنے عروج کے مقامات بیان کیے تھے جن میں مقام فاروقی، مقام صدیقی وغیرہ کا تذکرہ تھا۔

پہلے ذکر ہو چکا کہ جہانگیر کی محبوب ملکہ نور جہاں رافضی تھی اور اس کے اثر سے روافض کا دربار میں خاصا رسوخ تھا اور رافضیت کے خلاف شیخؒ نے رسائل اور مکتوبات بھی لکھے تھے چنانچہ یہ بد اندیش جماعت شیخؒ کے درپے تھی۔ ان کو موقع ملا اور یہ مکتوب جہانگیر کی نظر سے گزارا گیا، جہانگیر کے سامنے شیخؒ نے مقام اصلی اور مقام عارضی کی توضیح فرمائی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا:

> ”جس طرح صوفیاء کے نزدیک وہ شخص صوفی نہیں جو خود کو کتے سے افضل سمجھے اسی طرح وہ شخص سنی نہیں جو خود کو کسی ادنی صحابی سے بھی افضل سمجھے کجا یہ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھے“۔

جہانگیر کو بات سمجھ میں آ گئی چنانچہ اس نے شیخؒ کو اعزاز و اکرام سے رخصت کیا۔ روافض کے لیے یہ شکست ناقابل برداشت تھی انہوں نے ایک اور چال چلی اور بادشاہ کو باور کرایا کہ

> ”شیخؒ نے اپنے مریدوں کی ایک فوج جمع کر رکھی ہے اور خطرہ ہے کہ یہ مغرور شخص کوئی فتنہ نہ کھڑا کر دے۔ اس کی نیت میں خرابی ہے اور اس کی تصدیق اس بات سے ہوتی ہے کہ وہ سجدہ تحیت (تعظیمی) کو جائز نہیں مانتا اس نے پہلے بھی سجدہ نہیں کیا اور اب بھی نہیں کرے گا“۔

یہ سیاسی خطرہ بادشاہ کے لیے مذہبی خطرے سے زیادہ تشویشناک تھا۔ اس کے علاوہ دیگر مکاتیب کی عبارتوں کو توڑ مروڑ کر پیش کیا اور کچھ علماء کے شیخؒ کی تردید میں فتاویٰ بھی بادشاہ کے سامنے لائے گئے ان میں شیخ عبد الحق محدثؒ کے مضامین بھی شامل تھے۔ چنانچہ جہانگیر نے شیخ کو حاضری اور سجدہ تعظیمی کا حکم دیا۔

شیخ دوسری مرتبہ دربار میں پہنچے تو ان کو درباری آداب بجالانے کی ہدایت کی گئی شہزادہ خرم جو بعد میں شہنشاہ بنا چونکہ شیخؒ کا مرید تھا اس نے شیخؒ کو فتاویٰ بھی بھجوائے تاکہ مجبوری کا عذر شیخؒ بھی قبول کر لیں مگر شیخؒ نے سختی سے انکار فرمادیا اور فرمایا کہ

"یہ رخصت ہے میں عزیمت پر عمل کروں گا"۔

اس پر درباری علماء نے شیخؒ کے قتل کا فتویٰ جاری کر دیا۔ مگر جہانگیر نے شیخؒ کو دو سال کے لیے قید خانے بھجوایا۔ ساتھ ہی اس نے شیخؒ کے گھر بار لوٹنے کا بھی حکم دیا۔ چنانچہ شیخؒ کے گھر اور سامان میں سے فوج نے ایک تنکا بھی نہ چھوڑا۔ مگر مجددؒ کے صبر اور تسلیم و رضا کا یہ عالم تھا کہ نہ خود کسی کے لیے بد دعا کی نہ خدام و متعلقین کو بادشاہ کے حق میں بد دعا کرنے کی اجازت دی۔

دو سال کے بعد شیخؒ کو اگرچہ رہا کر دیا گیا مگر وہ شاہی لشکر میں مزید ایک سال تک مہمان رکھے گئے جو ایک طرح کی نظر بندی تھی۔ اس کے بعد آپ کو آزاد کر دیا گیا۔

اب ہم جہانگیر کے درباری امراء پر شیخؒ کے اثر کا جائزہ لیتے ہیں تاکہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ شیخؒ کو کس کس کی حمایت حاصل تھی اور اگر شیخؒ بغاوت کا قصد کر لیتے تو ان کے لیے مواقع کتنے ساز گار تھے اور اگر انہوں نے بغاوت نہیں کی تو اس کی وجوہات کیا تھیں۔

1) شیخ فرید نواب سید فرید کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں اکبر کے زمانہ میں میر بخشی تھے مگر جہانگیر نے ان کو خلعت شمشیر، مرصع دوات اور قلم مرصع عنایت کیا اور 'صاحبِ سیف و قلم' کا خطاب دیا۔ جہانگیر کے بڑے لڑکے خسرو نے بغاوت کی تو یہی شیخ فرید ہراول کے افسر اعلیٰ تھے اور شاہی افواج کے پہنچنے سے پہلے ہی انہوں نے خسرو اور اس کے مددگاروں کو شکست دے دی تھی۔ اس فتح کی خبر جہانگیر کو ملی تو اس کو یقین نہیں آیا کہ اتنی تھوڑی فوج کے ساتھ خسرو کو شکست دی گئی ہے۔ اس فتح پر جہانگیر نے ان کو 'مرتضیٰ خاں' کا خطاب دیا۔ یہ نواب سید فرید شیخؒ کے مرید ہیں اور شیخؒ کے کچھ مکتوبات ان کے نام ہیں۔

2) خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش۔ اکبر کا دودھ شریک بھائی اور بچپن کا دوست ہے گجرات کا گورنر تھا اور اکبر کی لا مذہبی کی وجہ سے اس سے بگڑ گیا تھا۔ یہاں تک کہ بغیر اطلاع دیے حج کو چلا گیا۔ اکبر کہتا تھا کہ میں عزیز کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتا، اس کے اور میرے بیچ جوئے شیر حائل ہے۔ جہانگیر کے دور میں بھی اپنے عہدے پر رہا۔ شیخؒ کے مکتوبات میں ان کے نام بھی مکتوب موجود ہیں۔

3) عبد الرحیم خانخاناں۔ بیرم خاں کا بیٹا ہے جو اکبر کا اتالیق اور سپہ سالار تھا۔ اکبر کی جانب سے پانی پت کی جنگ میں ہیمو کو بیرم خاں نے شکست دی تھی۔ خانخاناں اکبر کے عہد سے ہی اتنا اختیار یافتہ ہے کہ گویا آدھی سلطنت کا مالک ہے۔ جہانگیر اگرچہ اس کے اقتدار سے خوش نہیں تھا مگر اس کی دلیری اور وفاداری کا معترف بھی ہے۔ ایک مرتبہ خانخاناں نے بغاوت بھی کی، یہ وہی زمانہ تھا جب شیخؒ قید میں تھے۔ مگر جہانگیر اس سے مرعوب بھی رہتا تھا۔ بیرم خاں اگرچہ رافضی تھا مگر خانخاناں سنی اور نقشبندی تھا، حضرت شیخؒ سے بیعت ہوا اور مکاتیب میں اس کے نام بہت سے خطوط ہیں۔

4) داراب خاں۔ خانخاناں کا لڑکا اور شاہجہاں کا رفیقِ خاص ہے۔ شاہجہاں کی بغاوت کے زمانہ میں شاہی افواج کے خلاف لڑتا ہوا مارا گیا۔ یہ بھی شیخؒ کا مرید تھا۔

5) مہابت خاں۔ شاہی افواج کا سپہ سالار تھا اور اتنا طاقتور امیر تھا کہ اس نے بغاوت کی تو خود جہانگیر اور نورِ جہاں کو محبوس کر لیا تھا۔ اگرچہ بعد میں صلح صفائی سے معاملہ نپٹ گیا۔ یہ بھی شیخؒ کا مرید تھا۔

6) خان جہاں حسین قلی خاں۔ خانخاناں کے پھوپی زاد بھائی ہیں اور اکبر کے دور میں پنج ہزاری منصب پر فائز تھے۔ جہانگیر کے دور میں بھی سلطنت کے رکن رہے۔ یہ بھی شیخؒ کے مرید ہیں اور مکتوبات میں ایک مکتوب ان کے نام ہے جو مستقل ایک رسالہ ہے اور اس میں عقائد اسلامی کو سلیس انداز میں سمجھایا گیا ہے، گویا کسی کو مناظرے کے لیے تیار کیا جا رہا ہو۔

یہ چند نام نمونے کے طور پر پیش کیے گئے ہیں ورنہ در حقیقت دربار جہانگیری کے تمام سنی رکن شیخؒ کے حلقہ بگوش تھے اس کی بڑی وجہ نور جہاں اور اس کی وجہ سے روافض کا بڑھتا ہوا اقتدار بھی تھا۔ ان سیاسی اور مذہبی خطرات کی پیش نظر سنی امراء شیخؒ کے گرد اکٹھا ہو گئے تھے۔

یہاں ہمارے سامنے ایک اہم سوال آتا ہے۔ اس قدر طاقت مہیا ہونے کے باوجود شیخؒ نے سیاسی جدوجہد کو فوقیت کیوں دی؟

اس کی دو وجوہات تھیں

1) یہ عین ممکن تھا کہ شیخؒ بغاوت کر دیتے تو انکے گرد طاقت اکٹھی ہو جاتی مگر عام افراد اور سپاہی تو کیا مرید ان کو بھی یہ باور کرانا مشکل ہو جاتا کہ یہ جنگ حصول سلطنت کے لیے نہیں بلکہ خالص اللہ کی رضا کے لیے لڑی جا رہی ہے۔ سلطنت کی جانب سے پروپیگنڈا یہی کیا جاتا کہ تصوف و اسلام کے

نعرے کے پیچھے حصول سلطنت کی خواہش ہے اس طرح اصل مقصد کے نہ صرف برباد ہونے کا خدشہ تھا بلکہ یہ بھی ممکن تھا کہ پھر دوبارہ اکبر کے دور کے حالات پیدا ہو جاتے کہ اسلام کا نام لینا بھی جرم قرار پاتا۔ دوسری جانب محلات شاہی میں شیخؒ کے طرفداروں کے لیے بھی پریشانیاں کھڑی ہو جاتیں اور شاہجہاں اور عالمگیر جیسے دیندار بادشاہوں سے تاریخ کا دامن خالی رہتا۔

2) آل تیمور کو ہندوستان میں قدم جمانے کے لیے ایرانی صفوی حکومت کی مدد حاصل ہوئی تھی اور اب جبکہ سابق ایرانی وزیر کی پوتی ہندوستان کی ملکہ بن چکی تھی تو اس بغاوت کی صورت میں ایرانی لشکر ہندوستان آدھمکتا جبکہ جنوبی ہند کی شیعہ سلطنتیں جو ایران کے زیر اثر تھیں بھی اپنی ہم مسلک ملکہ کو بچانے کے لیے میدان میں کود پڑتیں۔ ظاہر ہے اس جنگ میں اصل مقصد یعنی عوام و خواص کی اصلاح پس پردہ چلا جاتا اور ضمنی مقاصد اصل بن جاتے چنانچہ شیخؒ براہ راست کی بجائے بالواسطہ جنگ کا طریقہ اختیار کیا۔ اور سیاسی جدوجہد جس کو قران کی زبان میں 'کید' کہا گیا ہے، یعنی جوڑ توڑ کے ذریعے، وہ عظیم الشان کامیابی حاصل کی کہ نور جہاں ملکہ ہوتے ہوئے بھی نور اللہ شوستری کو قتل ہونے سے نہ بچا سکی۔

اب ہم اس طریقہ کار کی تفصیل کی جانب آتے ہیں جو شیخؒ نے اختیار کیا۔

شیخ احمد سرہندیؒ المعروف بہ مجدد الف ثانی کی کوشش کی دو جہات تھیں۔ ایک جانب دعوت اصلاح و ارشاد کے ذریعے عوام مسلمانوں کو متوجہ کیا جا رہا تھا۔ دوسری جانب امرائے سلطنت پر کام جاری تھا۔ شیخؒ کے نزدیک پہلی جہت اہم رہی مگر وہ دوسری جہت کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔ مکاتیب میں شیخؒ نے جو طریقہ کار اختیار کیا ہے وہ کچھ یوں ہے۔

اتباعِ سنت اور ردِ بدعت میں سے وہ اتباعِ سنت کا حکم دینے کو ترجیح دیتے ہیں، ردِ بدعت علما کا کام ہے، عوام کو چاہیے کہ وہ اتباعِ سنت کی جانب متوجہ رہیں اس سے بدعات کا رد خود بخود ہوتا رہے گا۔ شیخؒ فرماتے ہیں:

> ”وظائف بندگی کو ادا کرنا اور حضرت حق کی جانب ہر وقت متوجہ رہنا بندگی کا مقصود ہے۔ اور یہ بات صرف اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب سنت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر اور باطن دونوں میں عمل کیا جائے“۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

> ”اخروی نجات اور ابدی فلاح صرف سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ اسی لیے ایک مسلمان اتباعِ سنت سے درجہ محبوبیت پر فائز ہو جاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے ہی وہ درجۂ بندگی پر پہنچ جاتا ہے جو دوسرے تمام درجات سے بالا ہے اور مقام محبوبیت کے حصول کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ جو حضرات متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کامل تر ہوتے ہیں ان کو انبیائے بنی اسرائیل سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اولو العزم انبیاء بھی خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا ہونے کی تمنا کرتے رہے ہیں۔ بلا شبہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہوتے تو ان کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنی پڑتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی بدولت ہی اس امت کو دیگر امتوں سے بلند اور افضل مقام دیا گیا ہے“۔

سنت او بدعت کی قسموں کی بحث میں شیخؒ فرماتے ہیں:

> ”سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال دو طرح کے تھے۔ ایک برائے عبادت اور دوسرے بر سبیلِ عادت۔ سو جو اعمال عبادت تھے ان کے مخالف اور منکر کو بدعتی سمجھتا ہوں۔ اور اس کی مخالفت و ممانعت میں بہت زیادہ جدوجہد کرتا ہوں کیونکہ دین میں ایجاد یہی امر ہے اور مردود ہے۔ جو افعال بطورِ عادت کے تھے ان کے منکر کو مخالف سنت اور بدعتی نہیں سمجھتا اور نہ ان کی ممانعت میں ضرورت سے زیادہ جدوجہد کرتا ہوں کیونکہ یہ اعمال دین سے متعلق نہیں ان کا وجود عدم عرف کے سبب تھا، دین و ملت کے سبب سے نہیں۔ اور عرف و رواج شہر اور زمانے کے فرق سے بدل جایا کرتا ہے“۔

اتباعِ سنت کے بغیر ریاضت بیکار ہے۔ اور شیخؒ اس جانب پوری قوت سے متوجہ ہیں۔ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

> ”فرزند اروز فردا میں کام آنے والی چیز اتباع رسول ہے۔ صوفیا کے حال و وجد، علوم و معارف، رموز و اشارات اگر اس کے موافق ہوں تو بہتر ہے ورنہ سراسر خرابی اور عتاب ربانی کا موجب ہیں۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور ان کی حالت دریافت کی۔ حضرت جنیدؒ نے جواب دیا کہ ”سارے رموز و اشارات ختم ہو گئے سب علوم و معارف ہیچ ثابت ہوئے فقط ان دو رکعتوں نے کام دیا جو درمیان شب میں پڑھ لیا کرتا تھا“۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے نقش قدم پر چلنے کو ضروری سمجھو کیونکہ یہ برکت اور سراسر برکت ہے اور شریعت رسول اللہ کی مخالفت سے پوری احتیاط رکھو۔ نہ قولی

مخالفت ہو نہ عملی، نہ اعتقادی کیونکہ یہ مخالفت سراسر نحوست اور بربادی ہے"۔

شیخؒ کے نزدیک مدارِ فضیلت ہی اتباعِ سنت ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"اس مبارک اور پسندیدہ متابعت کا ایک ایک ذرہ دنیا کی تمام لذتوں اور نعمتوں سے بہتر ہے۔ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے ہی فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔ اور ہر ایک عظمت اور فضیلت کی یہی صورت ہے۔ مثال کے طور پر دوپہر کا آرام جو متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت سے ہو ان کروڑوں شب بیداریوں سے بہتر ہے جن میں اتباع رسول شامل نہیں ہے۔ عید الفطر کا افطار ابد الآباد روزے رکھنے سے افضل ہے کیونکہ اس کا حکم شریعت نے دیا ہے۔ اہل ریاضت بہت مجاہدے کرتے ہیں لیکن اگر وہ شریعت کے مطابق نہ ہوں تو تو بے کار اور بے سود ہیں اگر ان اعمال پر کوئی اجر مرتب ہوتا بھی ہے تو محض دنیاوی ہے۔ دنیا کا کوئی نفع تو درکنار ساری دنیا ہی بے حقیقت ہے ایسے لوگوں کی مثال مہتر (بھنگی، خاکروب) کی سی ہے جس کی محنت سب سے زیادہ ہے مگر اجرت سب سے کم ہے۔ شریعت مطہرہ کے پیرو گویا جوہری اور صراف ہیں کام بہت کم اور نفع بہت زیادہ۔ راز یہ ہے کہ جو فعل شریعت کے مطابق ہے وہ خدا تعالیٰ کو بہت پسند ہے اس کی سند آپ کے پاس ہے۔ اس کے سوا خدا تعالیٰ کو کچھ بھی پسند نہیں ہے۔ مختصر یہ کہ تمام سعادتوں کا سرمایہ اتباع سنت ہے اور جملہ خرابیوں کی جڑ مخالفت شریعت ہے"۔

شیخ بیان فرماتے ہیں کہ اتباع سنت ہی سلوک وطریقت ہے:

"جو اعمال باری تعالیٰ کے قرب کا سبب ہیں وہ یا تو فرائض ہیں یا نوافل۔ فرائض کے مقابلے میں نوافل کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ کسی فرض کو وقت پر ادا کر دینا ہزار سالہ نفل اعمال سے افضل ہے خواہ نیت کتنی ہی خالص ہو۔ نماز، روزہ، ذکر مراقبہ غرض جتنے نوافل ہیں اور اس سے بھی بڑھ کر فرض کے اوقات میں سنن اور آداب کا لحاظ رکھنا بھی یہی حکم رکھتا ہے کہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

منقول ہے کہ ایک روز سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز کے بعد نگاہ دوڑائی تو ایک صاحب کو غیر حاضر پایا اس غیر حاضری کا سبب دریافت کیا تو حاضرین نے کہا کہ وہ شب بیدار ہیں خیال ہے کہ اس وقت سو گئے ہوں گے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تمام رات سوتے اور صبح کی نماز باجماعت ادا کرتے تو یہ افضل تھا۔ سو کسی مستحب کا لحاظ رکھنا اور مکروہ تحریمی تو کیا مکروہ تنزیہی سے اجتناب کرنا ذکر، فکر اور مراقبہ سے بدرجہا بہتر ہے۔ ہاں بے شک اگر ذکر و فکر وغیرہ پابندی سنت کے ساتھ ہوں تو ایسا شخص کامیاب ہے"

نماز کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جان لو کہ دنیا میں نماز کا مرتبہ دیدار الٰہی جیسا ہے۔ دنیا میں خداوند عالم سے انتہائی قرب نماز میں حاصل ہوتا ہے جو آخرت میں دیدار الٰہی کے وقت حاصل ہو گا۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ تمام عبادات نماز کے وسائل و ذرائع ہیں جبکہ نماز مقصود ہے"۔

شیخؒ کا کہنا ہے کہ اصل نفس کشی اتباع سنت ہے۔ خواجہ محمد ہاشم نے ان سے کچھ سوالات کیے اور جواب میں حضرت نے ان کو ایک خط تحریر فرمایا۔ اس سوالنامے میں دوسرا سوال یہ تھا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدات اور نفس کشی اختیار کی جبکہ سلسلہ نقشبندیہ میں ان کی ممانعت ہے؟" اس کے جواب میں شیخؒ نے لکھا:

"آپ نے کس سے سن لیا کہ طریق نقشبندیہ میں ریاضتوں کی ممانعت ہے۔ اس طریق میں لازم ہے کہ نسبت کو محفوظ رکھا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام سنتوں کی اتباع کی جائے اور اپنے حالات کو مخفی رکھا جائے، کھانے پینے میں حد اعتدال کو برقرار رکھا جائے۔ یہ چیزیں بذاتِ خود شدید ترین ریاضتیں ہیں۔ بے شک عوام ان کو ریاضت نہیں سمجھتے۔ ان کے نزدیک کھانا سب سے بڑی کمزوری ہے، سو وہ فاقہ کشی کو ہی ریاضت سمجھتے ہیں۔ اس کو دیکھتے ہوئے تو حضراتِ نقشبند پر لازم ہے کہ عوام میں اس کی عزت و عظمت کو دیکھتے ہوئے اس سے بچیں تاکہ اپنے حالات کو مخفی رکھنے میں کامیابی حاصل کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ بھوکا رہنا بہت آسان ہے مگر اتباعِ سنت اور خدا کے ساتھ اپنے تعلق کو ہر وقت پیش نظر رکھنا، اپنے حالات کو چھپانا، شہرت اور نمائش سے بچنا، خورد و نوش وغیرہ میں اعتدال قائم کرنا نہایت دشوار ہے۔ حضرت حق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مافوق الفطرت قوت بخشی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے صحابہ کرام کو بھی بے نظیر روحانی قوت عطا ہوئی تھی اور وہ بھوکے رہ کر بھی جہاد کیا کرتے تھے۔ اس کے باوجود جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح صومِ وصال (متواتر روزے جن میں ہر روز افطار نہیں ہوتا) رکھنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے منع فرمایا اور ارشاد ہوا "میرا اللہ مجھے ان روزوں کی برداشت کی طاقت دیتا ہے جو تم کو حاصل نہیں ہے اس لیے یہ تمہارے لیے جائز نہیں"۔ مختصر یہ کہ بھوک و پیاس اس وقت تک بہتر ہے کہ وہ ادائے فرائض و واجبات میں حارج نہ ہو۔ آج ایک وقت کا فاقہ ایسی سستی پیدا کر دیتا ہے کہ واجبات بھی ادا نہیں ہو پاتے۔ سو اس سے بچنا ہی بہتر ہے"۔

ایک اور نکتہ بیان فرماتے ہیں:

"ایک دوسرا نکتہ بھی ہے وہ یہ کہ فاقہ صفائی تو بیشک کرتا ہے مگر کسی کے لیے صفائی قلب کی ہوتی ہے اور کسی کے لیے نفس کی اگر فاقہ سے صفائی نفس حاصل ہو تو یہ تباہ کن ہے۔ فلاسفہ یونان اور ہندوستان کے برہمنو اور جوگیوں نے اس طرح کی صفائی کی تھی جس سے صفائی نفس حاصل ہو مگر اس سے ان کی گمراہی میں اور اضافہ ہو گیا۔ افلاطون جیسے بیوقوف نے انبیاء کے احکام ماننے سے اس لیے انکار کیا کہ وہ خود کو رہنما سمجھتا تھا"۔

شیخؒ عقیدہ کی درستگی کو بنیادی فریضہ کہتے ہیں جس کے بغیر اعمال و افعال کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی۔ وہ فرماتے ہیں:

"حکماء اور اطباء کے نزدیک مسلّم ہے کہ جب تک مریض کا مرض زائل نہ ہو اس کو کوئی غذا فائدہ نہیں دے سکتی چنانچہ سب سے پہلے مرض کا ازالہ کرتے ہیں اور اس کے بعد رفتہ رفتہ مناسب غذا دیتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص جب تک قلبی امراض میں مبتلا ہے تو اس کی کوئی عبادت و ریاضت اس کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی"۔

جا بجا عقلا اور فلاسفہ کا رد بھی کرتے ہیں ایک مکتوب جو خواجہ ابراہیمؒ کے نام لکھا گیا ہے میں فرماتے ہیں:

"عقل درماندہ ہے اور فکر نارسا، عقلاء معرفتِ حق سے محروم ہیں اور اطباء دریوزہ گر ہیں اتباع عقل گمراہی ہے"۔

اسی مکتوب میں اس دعوے کو دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے۔

"انبیاء اہل عالم کے لیے رحمت ہیں۔ عقلِ انسانی تو اس جہان اور انسانوں کے بنانے والے کو بھی نہ پہچان سکی چنانچہ متقدمین فلاسفہ دہریہ تھے (آج بھی یہی حال ہے) نمرود خدا کا منکر تھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وجودِ خدا کے متعلق اس سے مناظرہ کیا جیسا کہ قران مجید میں ارشاد ہے۔ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ میں اپنے سوا کسی کو رب نہیں جانتا۔ جب حضرات انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ اور محنت سے وجود خدا عام طور پر تسلیم کر لیا گیا تب فلاسفہ بھی اس کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے۔ مگر باری تعالیٰ کی صفات اور حشر نشر وغیرہ مسائل میں وہ راہ یاب نہ ہو سکے[2]۔ انہوں نے ان اشیاء کو اپنی عقل سے معلوم کرنا چاہا حالانکہ یہ چیزیں عقل کی رسائی سے بالا ہیں۔ ہم تجربہ کرتے ہیں کہ بعض اشیاء کو ہم اپنی حس ظاہری سے محسوس کر سکتے ہیں مگر عقل ان کو دوسری طرح معلوم کرتی ہے۔ حواسِ ظاہری بہت سی ایسی اشیاء کے ادراک سے قاصر رہتے ہیں جن کو عقل معلوم کر لیتی ہے۔ اسی طرح انبیاء کے حقائق و معارف معلوم کرنے سے عقل عاجز رہتی ہے کیونکہ ہر ایک کا طریقہ دوسرے سے جدا ہے (حس ظاہری کا طریقہ مختلف ہے اور عقل کا مختلف، سو جو اشیاء عقل کے ذریعے معلوم نہیں ہو سکتیں ان کا عدم وجود لازم نہیں آتا)۔ رہ گیا خداوندِ عالم کے احکام کو معلوم کرنا اور ان پسندیدہ چیزوں کو معلوم کرنا جو انسان کے لیے روحانی ترقی اور حقیقی فلاح کا باعث ہوتی ہیں وہ سوائے اس کے کہ ان کو کوئی مامور من اللہ ہی تعلیم کرے عقل میں نہیں آ سکتیں اور اسی لیے انبیاءؑ کو مبعوث کیا جاتا رہا ہے کہ وہ عالم انسانی کو اللہ کی رضا اور اس کے حصول کے طریقوں سے آگاہ کرتے رہیں۔ خداوند عالم کی عظمتِ عبادت کی جو صورت حضرت حق کی مرضی کے مطابق نہ ہو وہ تعظیم کہلانے کی مستحق نہیں"۔

اس کے بعد فلاسفہ کی غلطیاں بیان فرمائی ہیں اور آخر میں ارشاد ہے:

"امام غزالیؒ 'المنقد من الضلال' میں ارشاد فرماتے ہیں کہ فلاسفہ نے علم طب اور علم نجوم کو انبیاء کی تعلیمات سے چرایا ہے اور ادویہ کے خواص صحائف انبیاء سے چرائے گئے ہیں جبکہ علم تہذیب و اخلاق کو اہل تصوف سے حاصل کیا ہے جو ہر نبی کے متبعین میں ہوتے رہے ہیں"۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

[2] اس سلسلے میں سب سے بڑی گواہی خود ارسطو کے اپنے شاگرد سے مکالمات ہیں جن میں وہ وجود خدا کو تو تسلیم کرتا ہے مگر صفات خداوندی کے ضمن میں اس کے پاس کوئی جواب نہیں ہے

لارڈ میکالے کا نظام تعلیم اور اس کے اثرات و نتائج!

پروفیسر محمد حسن ذوق

علی گڑھ کالج (جو بعد میں مسلم یونیورسٹی بنا) نے مسلمانوں کی تعلیم و ترقی میں جو نمایاں خدمات سرانجام دیں اگرچہ ان کی فہرست بڑی طویل ہے تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ شبلی اور حالی کی طرح سرسید کے رفقاء بھی علی گڑھ کالج کے نتائج سے کچھ زیادہ خوش نہ تھے، جیسا کہ علامہ شبلی جنہوں نے سرسید کے ساتھ سولہ سال علی گڑھ میں مل کر کام کیا، اس کے پست معیار کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے مولوی محمد سمیع کے نام خط میں لکھتے ہیں:

"معلوم ہوا کہ انگریزی خوان فرقہ نہایت مہمل فرقہ ہے۔ مذہب کو جانے دو، خیالات کی وسعت، سچی آزادی، بلند ہمتی، ترقی کا جوش برائے نام نہیں، یہاں ان چیزوں کا ذکر تک نہیں آتا، بس خالی کوٹ پتلونوں کی نمائش گاہ ہے"۔[3]

جب کہ مولانا حالی کا ذکر کرتے ہوئے مولوی عبد الحق کہتے ہیں:

"جدید تعلیم کے بڑے حامی تھے اور اس کی اشاعت اور تلقین میں مقدور بھر کوشش کرتے رہے لیکن آخر عمر میں ہمارے کالجوں کے طلباء کو دیکھ کر انہیں کسی قدر مایوسی ہونے لگی تھی، مجھے خوب یاد ہے کہ جب ان کے نام حیدر آباد میں ایک روز اولڈ بوائے آیا تو اسے پڑھ کر بہت افسوس کرنے لگے کہ اس میں سوائے مسخرے پن کے کچھ بھی نہیں ہوتا، انہیں علی گڑھ کے طلباء سے اس سے بڑھ کر توقع تھی"۔[4]

غرض یہ کہ علی گڑھ نے ہندوستانی طلباء میں انگریزی تعلیم اور تہذیب و ثقافت کا وہ صحیح ذوق پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا جس کا خواب لارڈ میکالے نے دیکھا تھا اور جس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سرسید نے اس ادارہ کی بنیاد رکھی تھی، جسے بعد میں آنے والوں نے مزید آگے بڑھایا یہاں تک کہ نوبت بایں جا رسید، بقول مشہور ماہر تعلیم ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی مرحوم:

"ہمیں اس سے قطعاً کوئی تعلق نہیں کہ ہماری اولاد کافر اُٹھے گی، بے دین اُٹھے گی، کیا اُٹھے گی، ہمیں محض اس چیز سے تعلق ہے کہ جب یہ ہمارا بیٹا کسی انٹرویو میں جائے گا تو انگریزی اس طرح سے بولے گا کہ اب تک انگریز کا جانشین جو کرسی پر موجود ہے، وہ مرعوب ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ اور کوئی مقصد ہمارا نہیں ہوتا اور اس کی خاطر ہم اس کے لئے تیار ہیں کہ ہماری اولاد مسلمان رہے، نہ رہے تو کیا بات ہے"۔[5]

---

[3] شبلی نعمانی، "مکاتیب شبلی" مرتبہ سید سلیمان ندوی، نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد طبع اول ۱۹۷۹ء حصہ اول ص:۴۵۔

[4] موج کوثر ص:۲۲۸

[5] محمد سعید، حکیم، "مقالات شام ہمدرد" مکتبہ جدید لاہور ۱۹۶۹ء ص:۷۱-۷۲

حقیقت یہ ہے کہ گلوبل ویلج کے اس دور میں انگریزی بین الاقوامی رابطے کی زبان ہے اور ویسے بھی علمی لحاظ سے اس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے اور غالباً انہی ضرورتوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ہمارے اکابرین نے شروع ہی سے اس کے سیکھنے کے جواز کا فتویٰ دیا تھا، جیسا کہ سرسید کے ہم عصر مولانا عبد الحیٰ فرنگی محلیؒ ارشاد فرماتے ہیں:

"لغت انگریزی کا پڑھنا یا انگریزی لکھنا، سیکھنا اگر بلحاظ تشبہ و محبت ہو تو ممنوع ہے اور اگر اس لئے ہو کہ ہم انگریزی میں لکھے ہوئے خطوط پڑھ سکیں اور ان کتابوں کے مضامین سے آگاہ ہو سکیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابت کو یہود کا خط سیکھنے کے لئے حکم فرمایا اور انہوں نے تھوڑے دنوں میں اسے سیکھ لیا"۔[6]

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے فتاویٰ میں انگریزی پڑھنے پڑھانے کے جواب میں تحریر ہے کہ:

"انگریزی زبان سیکھنا درست ہے بشرطیکہ کوئی معصیت کا مرتکب نہ ہو اور نقصان دین میں اس سے نہ آئے"۔[7]

اسی طرح دار العلوم دیوبند کی اساسی شخصیت مولانا محمد قاسم نانوتوی کا واقعہ ہے کہ جب اُنہیں سفر حج کے دوران ایک انگریزی خواں کپتان سے ترجمان کے ذریعہ گفتگو کرنے میں دقت محسوس ہوئی تو آپ نے مصمم ارادہ فرمایا کہ واپس ہونے کے بعد خود انگریزی زبان سیکھوں گا تاکہ اس زبان میں گفتگو پر اچھی طرح قادر ہو سکوں۔[8]

جب کہ مولانا سید محبوب رضوی نے ان اسباب و عوامل کا تجزیہ کرتے ہوئے بڑے جامع انداز میں لکھا ہے کہ:

"انگریزی تہذیب و کلچر انگریزی تعلیم کے ساتھ لازم و ملزوم بن گئے تھے اور انہی کو ذریعۂ ترقی و تہذیب سمجھا جاتا تھا، علماء صرف اس چیز کے خلاف تھے"۔[9]

"سرسید کی یہی انتہاء پسندی تھی جس نے انگریزی زبان کی تعلیم کے ساتھ انگریزی کلچر کو بھی ضروری قرار دیا اور صرف انگریزی تعلیم کی حیثیت

---

[6] عبد الحیٰ فرنگی محل، مولانا، "مجموعۃ الفتاویٰ" اردو ترجمہ شہزاد پبلشرز جان محمد روڈ انار کلی لاہور (س ن) جلد ۱، ص:۱۲۱)

[7] گنگوہی، رشید احمد، مولانا "فتاویٰ رشیدیہ کامل" ایچ ایم سعید کراچی ۱۳۹۵ء ص:۲۷۳

[8] گیلانی، مناظر احسن، علامہ، "برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت" ۲۰۰۶ء جلد ۲، ص:۴۰

[9] مکمل تاریخ دار العلوم دیوبند جلد ۲، ص:۳۰۸

سے نہیں، بلکہ انگریزی کلچر کی تربیت گاہ کی حیثیت سے علی گڑھ کالج کی بنیاد رکھی جس کے نتیجے میں وہ اختلافات برپا ہوئے جس کا شور آج تک کانوں میں گونج رہا ہے''۔10

لارڈ میکالے کے نظامِ تعلیم کے ناقدین:

ا۔ برصغیر کے جن مسلم اکابرین نے اس نظریہ تعلیم کو خصوصیت سے ہدف تنقید بنایا ہے، ان میں مولانا ابوالکلام آزاد سرفہرست ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"تاریخ اس طرزِ تعلیم کے لئے کوئی جواز پیش کرنے سے قاصر ہے، جس کی بنیاد میکالے نے ڈالی تھی۔ میکالے کی یہ دلیل کہ سنسکرت اور فارسی کو ذریعہ تعلیم نہیں قرار دیا جاسکتا، غلط نہیں ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ حجت لغو ہے کہ ذریعہ تعلیم صرف انگریزی زبان ہوسکتی ہے''۔11

آپ نے اس بات کی وضاحت تو نہیں کی کہ وہ کون سی زبان ہونی چاہئے جسے برصغیر کی اقوام کے لئے ذریعہ تعلیم بنایا جائے، تاہم ایک مستند عالم دین اور عبقری شخصیت ہونے کے ناطے ظاہر ہے کہ آپ کی پسندیدہ زبان (Choice) عربی ہی ہوسکتی ہے جو آپ کی مادری زبان بھی تھی۔ ورنہ کم از کم اردو، جس کے آپ صاحب طرز ادیب تھے۔

۲۔ علامہ مناظر احسن گیلانی ،اسلامی نظام تعلیم وتربیت کے فیوض وبرکات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"اور یہ سلسلہ اس وقت تک باقی رہا جب تک بجائے مشرق کے مغرب سے ایک عجیب تعلیم اور غریب تربیت کا آفتاب طلوع نہیں ہوا تھا۔اس کے بعد تو خیر قیامت ہی برپا ہوگئی۔ہند میں بھی، مصر میں بھی،ترکی میں بھی، ایران میں بھی، حتی کہ اب تو اس کی شعاعیں عرب کو بھی گرما رہی ہیں اور اسلام غریب کا آخری کوہستانی حصار یا پناہ گاہ افغانستان بھی اس کی روشنی نما تاریکی میں بتدریج گھرتا چلا گیا۔ لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَٰلِكَ أَمْرً''۔12

۳۔ شاعر مشرق علامہ اقبال نے اسے دین ومروت کے خلاف ایک سازش قرار دیا، جیسا کہ آپ ضرب کلیم میں ارشاد فرماتے ہیں:

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم
اک سازش ہے فقط دین ومروت کے خلاف
اس کی تقدیر میں محکومی ومظلومی ہے
قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف
فطرت افراد سے اغماض بھی کرلیتی ہے
جب کہ کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف[13]

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:

یہ مدرسہ، یہ کھیل، یہ غوغائے روارو
اس عیش فراواں میں ہے ہر لحظہ غم نو
وہ علم نہیں زہر ہے احرار کے حق میں
جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کف جو[14]

۴۔ اردو شعراء میں اکبر الہ آبادی سے بڑھ کر شاید ہی کسی نے اس نظام تعلیم پر تنقید کی ہو، جیسا کہ آپ جدید تعلیم پر براہ راست تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

نقص تعلیم سے اب اس کی سمجھ ہی نہ رہی
دل تو بڑھ جاتا تھا اجداد کے افسانے سے
شیخ مرحوم کا قول اب مجھے یاد آتا ہے
دل بدل جائے گا تعلیم بدل جانے سے
چھوڑ لٹریچر کو اپنی ہسٹری کو بھول جا
شیخ ومسجد سے تعلق ترک کر' اسکول جا
چار دن کی زندگی ہے کوفت سے کیا فائدہ
کھا ڈبل روٹی، کلرکی کر خوشی سے پھول جا
مسجدیں سنسان ہیں اور کالجوں میں دھوم ہے
مسئلہ قومی ترقی کا مجھے معلوم ہے
بے سبب زیں لائبریری ہامرا اکراہ نیست
ہر کتابے را کہ بکشادیم بسم اللہ نیست
نئی تعلیم میں تقوے کا وہ اکرام کہاں
ناز بے حد ہیں مگر غیرتِ اسلام کہاں
توپ کھسکی پروفیسر پہنچے
جب بسولا ہٹا تو رندا ہے
مسٹر نقلی کو عقبیٰ میں سزا کیسی ملی
شرح اس کی نامناسب ہے جیسی ملی
اس نے بھی لیکن ادب سے کر دیا یہ التماس
چارہ کیا تھا اے خدا تعلیم ہی ایسی ملی
برگڈ کو اٹالے سے نزدیک کروں کیونکر

---

[10] میاں، سید محمد، مولانا، ''علماء ہند کا شاندار ماضی'' مکتبہ محمودیہ کریم پارک لاہور (س ن) جلد ۴، ص:۴۰۳

[11] شاہجہان پوری، ابو سلمان، ڈاکٹر، ''فیضان ابو الکلام آزاد'' کی دار الکتب میکلیگن روڈ لاہور ۲۰۰۴ء ص:۲۵۲

[12] ۳۲۔ برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت جلد ۲، ص:۲۷۸

[13] اقبال، محمد، ڈاکٹر ''کلیات اقبال اردو'' نیشنل بک فاؤنڈیشن لاہور ۱۹۹۹ء ص:۵۹۹

[14] ایضاً ص:۶۷۸

روٹی کے لئے کالج جنت کے لئے مسجد
مے فروشی کو توروکوں گا میں باغی ہی سہی
سرخ پانی سے بہتر ہے مجھے کالا پانی
یہ مغربی ترقی اخلاق کی عدو ہے
گھر گھر ہے اس کا چرچا یہ ذکر کو بہ کو ہے
عمدہ حدیث اکبر چاہو جو یاد کرنی
رکھو نظر کے آگے خیر القرون قرنی
دینی طریق کو اب سمجھے ہیں اک تماشا
کالج کے کورس پر ہم گرتے ہیں بے تحاشا
وہ فخر امر دینی دل سے نکل گیا ہے
عزت کا ادب تو ہم میں حس ہی بدل گیا ہے
حس سے کہاں مفر احساس ہے تو سب کچھ
ہو جائے پاس لڑکا اور پاس ہے تو سب کچھ [15]

ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا جنہوں نے اکبر الہ آبادی پر "پی ایچ ڈی" کا تحقیقی مقالہ لکھا ہے کے مطابق، آپ کے نزدیک ہندوستان میں انگریزی تعلیم سے لوگوں کو صرف یہ فائدہ ہوا کہ:

؎میں کیا کہوں احباب کیا کارِ نمایاں کر گئے
بی اے کیا، نوکر ہوئے، پنشن ملی اور مر گئے [16]

بقول پروفیسر سید محمد سلیم:

"لارڈ میکالے کے نظامِ تعلیم کو اگر "تعلیم برائے ملازمت" کا عنوان دیا جائے تو غلط نہ ہو گا اور دنیا میں شاید ہی کسی نے نظامِ تعلیم کا مقصد اتنا پست مقرر کر رکھا ہو"۔[17] (۳۷)

۵- اس بحث کو ختم کرنے سے قبل بابائے اردو مولوی عبد الحق مرحوم کے ایک خطبے کے چند ارشادات پیش خدمت ہیں جو انہوں نے بلوچستان ٹیچر ایسوسی ایشن کے سالانہ جلسہ کے موقع پر دیا تھا:

"انگریزی حکومت میں ہماری تعلیم کا جو ڈول ڈالا گیا تھا، اس کا مقصد ہمیں علم سکھانا نہ تھا بلکہ اس کی تہہ میں زیادہ تر سیاسی اغراض تھیں۔ اہل حکومت صاف کہتے تھے کہ ہم مٹھی بھر آدمی ایک ایسے وسیع ملک اور ایسی آبادی میں ہیں جن کی کوئی بات ہم سے نہیں ملتی۔ رنگ وروپ، مذہب واخلاق، رسم ورواج، تہذیب وتمدن غرض ہر چیز میں ہم سے مغائر ہیں۔ ایک قوم کو بزورِ شمشیر فتح کیا جاسکتا ہے، لیکن اس سے مغائرت اور نفرت کم نہیں ہوتی، بڑھتی ہے...اس خطرہ سے بچنے کی صرف ایک ہی تدبیر ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ اہل ہند کو فاتح کی تہذیب اور تمدن میں ڈھال لیا جائے اور یہ تہذیبی فتح انگریزی زبان کے ذریعے پوری علم وحکمت کی تعلیم دینے سے ہو سکتی ہے"۔[18]

"ایک اور بات جو انگریزی کی تعلیم کی محرک ہوئی، وہ یہ تھی کہ دفتروں میں انگریزی داں کلرکوں اوراس قسم کی چھوٹی موٹی ملازمتوں کی ضرورت تھی۔ انگریز کم تنخواہ پر کہاں کام کرتے، انگریزی پڑھے لکھے ہندی بہت سستے ملنے لگے، اس میں سرکاری کفایت مد نظر تھی"۔[19]

آپ فرماتے ہیں کہ:

"سب سے بڑا نقص جو اس تعلیم میں ہے وہ یہ کہ اس تعلیم کے بندے اپنی روایات وتہذیب اور اپنے اخلاق اور تاریخ سے بیگانہ ہو جاتے ہیں۔ یہ چیزیں جو قومیت کی بنیاد ہیں، ان کی نظروں میں حقیر معلوم ہونے لگتی ہیں، وہ مغربی تہذیب ورسوم کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں اور مغرب کی نقالی ان کا سب سے بڑا ہنر ہوتا ہے۔ ان کا اب ایک فرقہ بن گیا ہے جو قومی نظام کے لئے نہایت خطرناک ہے"۔[20]

غرض یہ کہ اگر لارڈ میکالے کے نظام تعلیم کو موصوف کے اصل نام (**T.B. Macaulay**) کی مناسبت سے مسلم تہذیب وتمدن کے حق میں حقیقی **T.B** کا مصداق قرار دیا جائے جو اسے تاحال دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے تو شاید غلط نہ ہو گا۔

☆☆☆☆☆

---

[15] اکبر الہ آبادی، سید اکبر حسین، "کلیات اکبر" فرید بک ڈپو لمیٹڈ نئی دہلی (س ن) ص:۸۹، ۳۲۳، ۳۵۹، ۳۷۳، ۴۳۱، ۵۰۰، ۵۹۷، ۶۳۲، ۶۸۵،

[16] زکریا، خواجہ محمد، ڈاکٹر، "اکبر الہ آبادی تحقیقی وتنقیدی مطالعہ" سنگ میل پبلی کیشنز چوک اردو بازار لاہور ۱۹۸۶ء ص:۱۷۵

[17] سلیم، سید محمد، پروفیسر، "مغربی فلسفہ تعلیم کا تنقیدی مطالعہ" ادارۂ تعلیمی تحقیق، تنظیم اساتذہ پاکستان ۱۹۸۹ء ص:۱۱۹

[18] عبد الحق مولوی، بابائے اردو، "خطبات عبد الحق" گلڈ، انجمن کتاب گھر وکٹوریہ روڈ کراچی ۱۹۶۴ء ص:۴۰۳، ۴۰۲۔

[19] ایضاً ص:۴۰۴۔

[20] ایضاً۔

لا دینیت کے داعی____ مسلمان معاشرے کے لیے بڑا خطرہ

عبد اللہ حفیظ

خلافت کے خاتمے اور پھر پے در پے باطل نظاموں -نو آبادیاتی نظام، روسی کمیونزم اور مغربی سرمایہ دارانہ نظام- کے تسلط نے امتِ مسلمہ میں سے ایک طبقے کے ذہن کو باطل نظریات سے اس قدر کثیف کر دیا ہے کہ ان کے یہاں معیارات، اصطلاحات و تشریحات تک بدل کر رہ گئیں۔ وہ امت جس کے لئے چودہ سو سال تک آئین صرف آئینِ پیغمبری ہی تھا جس کے مصادر بالاجماع قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس ہی رہے، آج یہ طبقہ ہر خطے میں ایسے جدید آئین کی تلاش میں سرگرداں ہے جو ان کو 'ترقی' کی اوج تک پہنچا دے۔ جس امت نے رومیوں، فارسیوں اور مشرکین کے تخلیق کردہ عہدِ جاہلیت کو منزّہ عقائد، منوّر علم، روشن اقدار اور اخلاق و عبادات میں للّٰہیت سے تبدیل کر کے رکھ دیا، آج اسی امت میں سے افراد اپنے لیے مغرب سے چراغ ادھار مانگ رہے ہیں۔ جس امت کو اللہ تعالیٰ نے نبیٔ امی صلی اللہ علیہ وسلم سے نوازا، جنھوں نے انسان کو اس کا درست مقام دکھایا، جن کی وجہ سے ایمان لانے والے اس قدر بلند ہو گئے کہ دورِ جاہلیت میں محض ایک حبشی غلام سمجھے جانے والے بلالؓ فتح مکہ کے روز بیت اللہ کی چھت پر کھڑے اذان کہہ رہے تھے، آج اسی میں سے لوگ نکل نکل کر اہلِ کفر کے در پر جا بیٹھے ہیں۔ حالانکہ اہلِ مغرب کا حال تو یہ ہے کہ

قد ضلوا من قبل وأضلوا كثيرا وضلوا عن سواء السبيل

"وہ گمراہ ہو چکے پہلے اور گمراہ کر گئے بہتوں کو اور بہک گئے سیدھی راہ سے"۔

اہلِ کفر سے براہِ راست متاثر اس طبقے نے امت کی زبوں حالی میں نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔ کفار کے عسکری و فکری منصوبہ جات کی مسلمان خطوں میں درآمد اسی طبقے کی مرہونِ منت ہے۔ جمہوریت پر منعقد ہونے والی کانفرنسیں ہوں، بہبودِ آبادی (دراصل تحدیدِ آبادی) کے پروگرام ہوں، غیر سرکاری تنظیموں (این جی اوز) کا جال ہو، میڈیا پر بے حیائی کی مہم ہو، مدارس و علماء کے خلاف پروپیگنڈا ہو، نفاذِ شریعت کے خلاف ریلیاں ہوں، تعلیمی نصاب اور تعلیمی اداروں کے ماحول کو سیکولر بنانے کی سازشیں ہوں، بلیک واٹر جیسے دجال کے لشکروں کو ٹھکانے مہیا کرنے کا کام ہو... غرض اس طرح کی تمام سرگرمیوں میں یہی طبقہ ملوث ملتا ہے۔

لال مسجد کی تحریک کے دوران اور اس کے بعد تو اس طبقے نے علی الاعلان اپنے بغض کا اظہار شروع کر دیا ہے۔ امریکی اور یورپی فنڈز پر پلنے والے اس طبقے نے قرآن پڑھنے والی امت ہی کی سڑکوں پر شریعت سے آزادی کے نعرے لگائے، چینلوں پر برملا علمائے کرام اور حدود اللہ پر کیچڑ اچھالنی شروع کی، شعائرِ اسلامی کی توہین پر مبنی فلمیں بننا شروع ہوئیں، برقعہ، پگڑی، داڑھی کو تضحیک کا نشانہ بنایا۔ جہاد فی سبیل اللہ کو فساد ثابت کرنے اور اس کو باطل ٹھہرانے کے لیے کتنی ہی چرب زبانوں کو اپنے یہاں نوکر کیا۔

بالاصل تو یہ ٹولہ آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ ان کی باقاعدہ صف بندی سول سوسائٹی، این جی اوز، میڈیا وغیرہ میں دیکھنے کو ملتی ہے جبکہ سیاست اور فوج کے افسروں میں ایک تعداد ہے جو نظریاتی طور پر لا دین ہے لیکن ابلاغ کے ذرائع تک رسائی، بے پناہ وسائل اور عرصہ کی محنت کے باعث اس طبقے کی سرگرمیوں نے آج مسلمان معاشروں میں علماء کا وہ احترام باقی نہیں رہنے دیا جو شریعت میں مطلوب ہے۔

وہ علماء جو انبیاء کے وراث ہیں، جنھوں نے امت کو ہر فتنے سے محفوظ رکھا اور ہر مشکل دور میں امت کی رہنمائی کی، آج ایک جدید تعلیم یافتہ نوجوان بڑی آسانی سے ان کو تنقید کا نشانہ بنا دیتا ہے، الّاما شاء اللہ۔ یہ تو ایک امر ہے، ان لوگوں کی سرگرمیوں نے تو عقائد و عبادات، اخلاق و اقدار، عزت و عفت، غیرت و حمیت سب چیزیں ہی متاثر کر دی ہیں۔ عفت و حیا کی علامت، عورت کو حقوق نسواں اور آزادی کے نام پر بازار میں لا کھڑا کیا ہے۔ انہی کی وجہ سے مسلمان خطے مغربی تہذیب میں رنگے نظر آتے ہیں۔

آج جب عالمی نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہا ہے اور اسلام کے غلبے کا آغاز ہوا چاہتا ہے تو عین ممکن بلکہ یقینی بات ہے کہ یہی طبقہ مسلمان خطوں میں سرمایہ دارانہ نظام سے بیزار، سیاستدانوں سے تنگ، اور اپنے حقوق کی خاطر اٹھنے والی تحریکوں کو اپنے فطری مقام اسلام کی بجائے لادینیت کی کسی اور شکل میں پھنسانے کی کوشش کرے۔ جیسا کہ مصر، تیونس، الجزائر وغیرہ میں 'عرب بہار' کے موقع پر دیکھنے کو ملا کہ ہر مظاہرے میں سول سوسائٹی کے چند افراد شامل ہو کر پورے مظاہرے کو اپنے نام کروا لیتے۔

جاننا چاہیے کہ یہ محض مفادات کی خاطر جمع چند حریص افراد کا ٹولہ نہیں بلکہ ایک نظریاتی فرقہ ہے جو اپنی اصطلاحات، اپنے مفاہیم اور خاص نظریات رکھتا ہے۔ جن کے ہاں آزادی کا مطلب وہ نہیں جو حضرت ربعی بن عامرؓ نے رستم کو سمجھایا تھا کہ:

لنخرج العباد من عبادة العباد الى عبادة رب العباد

"بندے بندوں کی بندگی سے نکل کر اللہ کی بندگی میں داخل ہو جائیں"۔

(بقیہ: صفحہ ۷۸ پر)

نادان یہ سمجھتا ہے کہ میں ہوں آزاد

ابو حمزہ الغریب

برصغیر کا مسلمان آج ناانصافی، محرومی، اخلاقی اور دینی تنزل، بے حمیتی اور بے حسی کی جس حالات سے دوچار ہے اس کی وجوہات تلاشنے کے لیے ہمیں برصغیر کی تاریخ کا گہرائی سے جائزہ لینا ہوگا تاکہ ہم اس پستی اور مذموم حالات کی صحیح وجوہات تلاش کر سکیں۔ اور ان وجوہات کو دور کرنے کا حل تلاش کرنے تک ہی کام نہ ہو بلکہ اسے فکری اور عملی مرحلے تک بھی پہنچایا جائے۔

تاریخ ایک آئینہ ہے اور جو قوم اپنی تاریخ سے سبق حاصل نہیں کرتی وہ کبھی بھی اپنی زبوں حالی کا صحیح ادراک نہیں کر سکتی اور درپیش حالات کا مقابلہ کرنے سے بھی قاصر ہو جاتی ہے۔ اور اپنی توانائیاں اور صلاحیت کا صحیح استعمال نہیں کرپاتی اور اسے وہ ضائع کر بیٹھتی ہے۔

بحیثیتِ مسلمان ہمارا یہ فریضہ ہے کہ ہم اپنی تاریخ کا گہرائی سے جائزہ لیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مبارک ہے:

"مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا"۔

ہمارے لیے یہ جاننا بہت ہی ضروری ہو جاتا ہے کہ غلامی کی جن زنجیروں میں ہم پہلے جکڑے جا رہے تھے تو کیا ابھی بھی وہی اسباب ہمیں اس موجودہ صورت حال تک لانے اور ہماری پستی میں ہوئے مزید اضافہ کی ذمہ دار تو نہیں؟ مسلمانوں کو اس پر غور کرنا ہوگا، خاص کر دینی تحریکوں، جماعتوں اور دینی اذہان و فکر رکھنے والے محترم علمائے کرام، داعیانِ دین اور دانش مند حضرات کو۔ کیونکہ یہی طبقات امت کی رہنمائی کے لیے اصل ذمہ دار ہیں۔

تُو اِدھر اُدھر کی بات نہ کر یہ بتا قافلہ کیوں لُٹا

مجھے رہزنوں سے گلہ نہیں تیری رہبری کا سوال ہے

میرا مقصود یہاں تاریخ کے کچھ اوراق پر روشنی ڈالنا ہے اور غور و فکر کی دعوت دینا ہے، جو ان شاء اللہ ہم سب کے لیے مفید ثابت ہوگی۔ تاکہ بھولا ہوا سبق ہمارے ذہن میں پھر سے تازہ ہو جائے اور ہمیں اپنی جدوجہد کی صحیح سمت متعین کرنے میں آسانی ہو جائے۔

میں برصغیر کی تاریخ کے اُس دور کی طرف توجہ دلانے سے شروع کرتا ہوں جب سلطان فتح محمد ٹیپو رحمہ اللہ کی شہادت اور سلطنتِ خداداد کے زوال کا عالم اسلام کو بحیثیت ایک مبلغِ اسلام نا صرف دینی نقصان ہوا بلکہ بحیثیت ایک مسلمان حکمران اُن کی شہادت سے عالمِ اسلام کی سیاست پر بھی غیر معمولی اثرات مرتب ہوئے۔

اس کے ساتھ برصغیرِ ہند میں استعمار صلیبی انگریز کے حوصلے یہاں اپنے پنجے گاڑنے کے لیے بلند ہو گئے کیونکہ اب پورے ہندوستان میں اُن کے مقابلے کے لیے کوئی بڑی طاقت موجود نہیں رہ گئی تھی۔ اس وقت ان حالات سے مقابلے کے لیے ایک عظیم الشان انقلابی تحریک کی ضرورت درپیش تھی، جو اُس دور میں باوجود انتہائی ضرورت اور حالات کے تقاضوں کے بالکل فراموش ہو چکی تھی۔ اُس وقت مسلمان اس نازک ترین اور پر آشوب دور کا مقابلہ کرنے سے غافل ہو چکے تھے اور غلامی کی ان زنجیروں میں برصغیر کا مسلمان جکڑا چلا جا رہا تھا۔

ان حالات میں استعماری صلیبی اپنی پیش قدمی جس تیزی سے کر رہے تھے اُسے روکنے کے لیے شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ اور اُن کے جاں نشین اس کے مقابلے کے لیے اُس وقت کی سب سے بڑی تحریک جہاد کا اعلان کرتے ہیں۔ اور امت کے اوپر یہ بھی واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ غلامی کی ان کڑیوں کو توڑے بغیر ہم اللہ رب العزت کی بندگی کا حق ادا نہیں کر سکتے، اور نہ ہی اس کے بنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصدِ بعثت پورا ہو سکتا ہے۔ جس کا ذکر اللہ رب العزت نے کئی جگہ اپنے پاک کلام میں کیا:

" وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اسے اور سب دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو برا ہی لگے"۔

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات حتمی اور کامل ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین عالمی ہے، اس کے ساتھ ہی پوری دنیا میں اس کے غلبے کی بشارت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یہ دین تمام اُس جگہ پر پہنچے گا جہاں پر دن اور رات پہنچے، کوئی کچا پکا گھر ایسا باقی نہ رہے گا جہاں اللہ عزّوجل اسلام کو نہ پہنچائے۔ عزیزوں کو عزیز کرے گا اور ذلیلوں کو ذلیل کرے گا۔ اسلام کو عزت دینے والوں کو عزت ملے گی اور کفر کو ذلت نصیب ہوگی"۔ (مستدرک حاکم)

جس کا عملی نمونہ آپ صلی اللہ علیہ ولم نے پورے عرب پر غلبہ کی صورت میں اس دنیا کے سامنے پیش کیا اور یہی وہ مقصدِ بعثت تھا جس کی خاطر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے روم و فارس کی وقت کی سپر طاقتوں کو زیرنگوں کر کے رب تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کیا۔

شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے امت کے سامنے اس حل کو پیش کیا اور اسی کی دعوت دی اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے عملی میدان میں اُترے۔ ساتھ ہی اس کی اشاعت آنے والی نسلوں میں کرنے کے لیے سرگرم رہے۔ اور دشمن کی طاقت اور تمام موجودہ حالات کا ادراک رکھنے کے باوجود پورے برصغیر کو دارالحرب قرار دیا۔ اور نتائج سے بے پرواہ ہو کر تمام مدارس، مساجد اور دینی اداروں کو داؤ پر لگا دیا گیا۔ کیونکہ یہ مقصد امت کے لیے اتنا عظیم ہے کہ اس کے لیے امت اپنا سب کچھ قربان کر دے تو بھی کم ہے۔ اور اسی کے حصول میں امت کی بقا ممکن ہے۔ اس بات کو وہ اچھی طرح جانتے تھے۔

اِنہی علمی اور فکری کوششوں کے نتیجے میں ایک ایسا طبقہ کھڑا ہو چکا تھا جو اس مقصد کے لیے اپنا سب کچھ لٹانے کے لیے تیار تھا۔ جن میں سرفہرست آپ کے تربیت یافتہ شاگردوں میں سید احمد شہید رحمہ اللہ تھے۔ جن کو آپ نے اپنی جاں نشینی کے لیے منتخب کیا۔ پھر آپ کی وفات کے بعد سید احمد شہیدؒ نے اس خلا کو پُر کرنے کی کوشش کی۔ اصل میں آپ امت کے روحانی اور حقیقی قائد ثابت ہوئے۔ آپ نے تمام مشائخ، علمائے، دینی رہنماؤں اور والیانِ ریاست کو خطوط لکھے۔ جن کا ایک ایک فقرہ شمشیر وسناں کا کام کرتا تھا۔ جن سے آپ کی اور آپ کے رفیقانِ سفر کی عزم وہمت اور جاں فشانی کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے، جو کہ آج بھی اس امت کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ آپ کے لکھے ہوئے خطوط کا ذکر کرنا یہاں ہمارے لیے فائدہ سے خالی نہیں ہوگا۔

ایک خط میں کسی شہزادے کو تحریر فرماتے ہیں:

> ”اس ملک (سرحد) کو مشرکین کی نجاست سے پاک کرنے کے بعد حکومت وسلطنت کا استحکام اور ریاست وانتظامِ سلطنت کی استعداد رکھنے والوں کے حوالے کر دیا جائے گا، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ احسانِ خداوندی کا شکر بجالائیں گے اور ہمیشہ ہر حال میں جہاد کو قائم رکھیں گے اور مقدمات کے فیصلوں میں شرع شریف کے قوانین سے بال بھر بھی تجاوز نہیں کریں گے۔ اس کے بعد میں اپنے مجاہدین کے ساتھ ہندوستان کا رُخ کروں گا تاکہ اُس کو شرک وکفر سے پاک کیا جائے۔ اس لیے کہ میرا مقصدِ اصلی ہندوستان میں جہاد ہے نا کہ ملک خراسان (سرحد وافغانستان) میں سکونت اختیار کرنا“ (سیرت سید احمد شہید: جلد اول، صفحہ ۳۹۲۔ ۳۹۴)۔

آپ کے توکل علی اللہ اور خلوص کا اندازہ بھی ہمیں آپ کے خطوط سے ہوتا ہے اور ہمارے لیے آج اِن میں سبق اور عزیمتوں کا درس بھی موجود ہے۔ ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

> ”جناب کو خوب معلوم ہے کہ یہ پردیسی سمندر پار کے رہنے والے دنیا جہاں کے تاجر اور یہ سودا بیچنے والے سلطنت کے مالک بن گئے ہیں۔ بڑے بڑے اہلِ حکومت کی حکومت اور اُن کی عزت وحرمت کو اِنہوں نے خاک میں ملا دیا ہے۔ جو حکومت اور ریاست کے مردِ میدان تھے وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔ اس لیے مجبوراً چند غریب وبے سروسامان کمرِ ہمت باندھ کر کھڑے ہو گئے اور محض اللہ کے دین کی خدمت کے لیے اپنے گھروں سے نکل آئے۔ اللہ کے یہ بندے ہرگز دنیا دار اور جاہ طلب نہیں ہیں۔ محض اللہ کے دین کی خامت کے لیے اٹھے ہیں، مال ودولت کی ان کو ذرہ بھر بھی طمع نہیں“۔ (سیرت سید احمد شہید: جلد اول، صفحہ ۳۹۲۔ ۳۹۴)

اس میں ایک درس یہ بھی موجود ہے کہ کامیابی اور ناکامی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اصل تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور اس کے احکامات پر عمل پیرا ہونا، جو فرائض اُس نے ہم پر عائد کیے ہیں اُن کی ادائیگی کے لیے اپنے آپ کو اُس کے سامنے پیش کرنا ہے۔ نا کہ فرائض سے منہ موڑنا، نظریں چرانا اور تاویلات کرنا۔ کیونکہ اصل طاقت تو صرف اللہ وحدہ لاشریک کی ذاتِ پاک کی ہے۔

> ”سید احمد شہیدؒ نے اُس زمانے میں جہاد کا نام لیا، اعلانیہ اُس کی تعلیم وتبلیغ کی، منبر ومحراب پر اُس کا بیان کیا، سارے ملک اور بیرونِ ملک میں اپنے داعی اور مبلغ بھیجے، اہلِ ایمان کو غیرت دلائی، علما کو اُن کا فریضہ یاد دلایا، جب کہ اُس وقت وعظ ودرس میں بھی اس کا تذکرہ نہ رہا تھا۔ مدارس میں بقول حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ ”مسائل حیض ونفاس کے برابر بھی اس کی طرف توجہ اور اہمیت نہ رہی تھی“۔ مسلمانوں کے قویٰ مضمحل ہو رہے تھے، حوصلے پست ہو چکے تھے، فاتح اور زندہ اقوام کی خصوصیات رخصت ہو چکی تھیں، یہاں تک کہ ہتھیار لگانا تقدس اور مشیخیت کے خلاف سمجھا جانے لگا تھا کہ انگشت نمائی ہوتی ہے۔ مسلمان کفر کا غلبہ اور اپنی مظلومی برداشت کرنے کے عادی ہوتے جا رہے تھے جو نہایت مضر تھا۔ ان حالات میں انہوں نے عوام وخواص کے دلوں پر اس کی دینی عظمت وتقدس کا نقشہ بٹھایا۔ علما اور شرفا کو اس میں شریک کرکے لوگوں کی جھجک دور کی اور خود فنا ہو کر مشائخ اور بزرگانِ امت کے لیے اسوہ چھوڑا۔ پھر جہاد کرکے سارے ہندوستان میں سرفروشی اور جاں بازی کی

روح پھونک دی اور اک ایسی قوم پیدا کر دی جس کے ذہن میں قرنِ اول کا نقشہ اور دلوں میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا ساولولہ تھا"۔(سیرت سید احمد شہید: جلد دوم، صفحہ ۵۴۳)

ریاستِ گوالیار کے ایک مسلم عہدے دار غلام حیدر خان کے نام ایک مکتوب میں مزید تحریر فرمائیں ہوئے لکھتے ہیں:

اس صورت میں بڑے سرداروں کے لیے مناسب یہی ہے جو سولہ سالوں سے اپنی مسندِ ریاست پر چلے آرہے ہیں کہ اس وقت ان کمزوروں کی ہر طرح امداد کریں اور اس بات کو اپنی حکومت کے استحکام کا باعث سمجھیں"۔(سیرت سید احمد شہید: جلد اول، صفحہ ۳۹۲۔۳۹۴)

لیکن کربلا کا منظر اس دنیا میں دہرایا جاتا رہا ہے اور اللہ نے اس دنیا کو اسباب سے جوڑا ہے۔ تحریک کی کامیابی کے لیے یہ ضروری تھا کہ اُس وقت مسندِ ریاست پر بیٹھے لوگ اور اہلِ اسلام، اہلِ دانش اُن کا ساتھ دیں اور اس تحریک کو پروان چڑھانے اور ان کا دست و بازو بن کر اسے مضبوطی عطا کریں۔ مگر جو خدشہ در پیش تھا وہی ہوا، رب کی مشیت غالب ہوئی، ان سر فروشوں اور جاں فروشوں کے مقدر میں عاقبت میں سرخروئی میسر آئی اور یہ قافلہ بالاکوٹ کی سرزمین میں ربِ کائنات سے جاں سپرد ہوا۔

؎ سربلندی پھر وفا کی دیکھنے میں آگئی
پھر وفا کے نام پر کچھ لوگ ہارے زندگی

لیکن جاتے جاتے ہی اہلِ حق اور سر فروش اپنے پیچھے ایک ایسی جماعت کو تیار کر چکے تھے جو اس ایمانی غیرت وحمیت کی چنگاری کو آنے والی نسلوں میں منتقل کرے۔ اور پھر یہی تیار کردہ افراد ۱۸۵۷ء میں شاملی کے میدانِ کارزار کو گرماتے ہوئے دکھائی دیے۔ ان میں سر فہرست سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ، بڑے علما میں مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ اور مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ اور حافظ ضامن شہید رحمہ اللہ ہیں۔ لیکن پھر سے اپنوں کی ریشہ دوانیوں اور حرص وہوس کی وجہ سے مسلمانوں کو کامیابی نہ مل سکی۔ اس بڑے معرکے کے بعد استعماری صلیبی انگریز کی طرف سے ہندوستان میں اسلامی حکومت کے خاتمے کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا۔ لال قلعہ پر برصغیر میں مسلمانوں کے عروج کے پرچم کو اتار کر یونین جیک لہرا دیا جاتا ہے۔ اب آنے والی نسلوں میں اللہ کی وحدانیت اور حاکمیت کے اس عقیدے کی حفاظت کے لیے اور فکری و عملی تجربات حاصل کر کے پھر سے میدان کارزار کر گرمانے کے لیے، تاکہ برصغیر کے لوگ دوبارہ سے شریعت کی چھاؤں تلے عدل وانصاف کی زندگی بسر کریں' ان اغراض ومقاصد کے لیے ایک مدرسے کا قیام ضروری تھا۔ اس کے لیے ۱۸۶۶ء میں دارالعلوم دیوبند کا سنگِ بنیاد رکھا جاتا ہے۔

بانیوں کی نظر میں دارالعلوم کی بِنا کا مقصد عظیم تر تھا۔ اور وہ کیا تھا؟ وہ ہمیں بانی دارالعلوم دیوبند مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی طرف سے تحریر کردہ اصولوں سے معلوم ہوتا ہے، اس کا کچھ نصب العین اور مطمحِ نظر، جن کو اُن کے شاگرد شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ، جو کہ اس مدرسہ کے سب سے اول متعلم تھے اور بانی دارالعلوم کے مزاج شناس اور رازدار شاگردِ رشید تھے' اُن کے ارشادات میں ہمیں ملتا ہے۔ ایک جگہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جہاں تک میں جانتا ہوں ۱۸۵۷ء کے ہنگامے کی ناکامی کے بعد یہ ادارہ قائم کیا گیا ہے کہ کوئی ایسا مرکز قائم کیا جائے جس کے زیر اثر لوگوں کو تیار کیا جائے تاکہ ۱۸۵۷ء کی ناکامی کی تلافی کی جائے"(اسیر مالٹا، بحوالہ سوانح قاسمی)۔

اس کے ساتھ یہی ادارہ ۱۹۴۷ء تک صلیبی استعمار کو ملک بدر کرنے کے لیے ہزاروں رضاکار فراہم کرتا رہا۔ جنہوں نے اس کے لیے بڑی بڑی قربانیاں پیش کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ "الكفرملة واحدة" کے قاعدے کے مطابق اسلام دشمن صلیبی انگریز اپنے اس تقریباً ۲ صدیوں پر محیط ظلمت وجبر کے دورِ اقتدار میں ایک منصوبہ بند و منظم طریقہ سے مشرکینِ ہند کو، خاص طور پر برہمن اور بنیا طبقے کی پیٹھ تھپتھپا کر اُنہیں ہر محکمے اور ہر شعبہ زندگی میں قوی تر کرتا رہا اور مسلمانوں کے حق میں اس سے محرومی اور بربادی میسر ہوئی۔ تاکہ یہاں سے جاتے ہوئے اقتدار منتقل تو کیا جائے مگر مسلمانوں کو نہیں بلکہ اکثریتی ہندو طبقے کو۔ اور برصغیر میں پھر سے شریعت کی حاکمیت کے رستے کو مستقبل کے لیے بھی بند کر دیا جائے۔

حقیقت یہی ہے کہ استعماری صلیبی اپنے ان ابلیسی عزائم میں کافی حد تک کامیاب رہا اور مسلمانوں کو سیکولر جمہوری نظام اور آئین کی آڑ میں صرف نام نہاد مذہبی آزادی پر راضی کر لیا گیا۔ ساتھ ہی تقسیم کے ذریعے ان کی طاقت کو بھی منتشر کر دیا گیا۔ تاکہ پھر سے اس خطے میں کوئی اسلامی مسلح جہادی تحریک کھڑی نہ ہو جائے۔ اور اگر کچھ سر فروش اس فریضے کی ادائیگی کے لیے یہاں اٹھ کھڑے بھی ہوں تو اُنہیں باقی اہلِ دین طبقے سے کاٹ دیا جائے۔ اس کام کے لیے انہوں نے تمام ابلاغی ذرائع استعمال کرتے ہوئے اور بروئے کار لاتے ہوئے مسلکی اختلافات کو ترویج دینے، قادیانیت کے ذریعے مسلح جہاد کی منسوخی

اور مرجئہ عقائد پر مبنی افکار و نظریات کو اہلِ اسلام میں پھیلانے کی منظم کوششیں کیں۔ یہ کام صرف ہند تک محدود نہیں بلکہ عالمی پیمانے پر جاری تھا۔ اور آج بھی یہ کوشش غیر محسوس طریقے سے جاری ہے۔

جہاں تک تعلق ہے نام نہاد مذہبی آزادی کا، تو اس کی حقیقت ایوانوں، ٹی وی چینلوں، اخبارات، سوشل میڈیا پر شریعت کے استہزاء کے ذریعے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس میں گستاخی اور ساتھ ہی ان گستاخانِ ناموس رسالت کو اسی جمہوری آئین و دستور کے ذریعے تحفظ فراہم کرنے سے، اور مدارس، مکاتب، مسجدوں کی شہادتوں سے، دینی تبلیغی اور ابلاغی ذرائع اور چینلوں پر پابندیوں سے، حق گوئی پر علمائے کرام کی شہادتوں سے، دینی حمیت رکھنے والے بے گناہ نوجوانوں، خواتین اور طلبہ کی گرفتاریوں اور گمشدگیوں سے، اور عقوبت خانوں میں غیر انسانی ظالمانہ سلوک و تشدد کے ذریعے قتل سے' آج روزِ روشن کی طرف ہمارے سامنے کھل کر عیاں ہو چکی ہے۔

تقسیمِ ہند کی مخالفت کرنے والے قائدین جنھوں نے مخالفت کی اس لیے کہ مسلمانوں کی طاقت و قوت کو منتشر ہونے سے بچایا جائے اور امت کی حالتِ زار جو اُس وقت ہو چکی تھی اُس سے نکالا جائے اور کچھ عرصہ کے لیے مہلت میسر ہو جائے تاکہ اسے پھر سے مقصدِ بعثتِ نبوی کی تیاری میں صرف کیا جائے۔ اور ساتھ ایک نئی روح کے ساتھ میدانِ کارزار کو پھر سے گرمایا جائے۔ جس کے لیے ہمارے اسلاف قربانیوں کا ایک طویل سفر طے کر چکے تھے۔ اور وہ قائدین جنھوں نے تقسیم ہند کی تائید کی اس لیے کہ مسلمانوں کو ایک خطہ میسر ہو جائے جہاں وہ رہ کر ریاستِ مدینہ کا نمونہ قائم کر سکیں، اور اسے پھر مقصدِ بعثتِ نبوی کی تیاری کے لیے آزاد خطے کے طور پر استعمال کر سکیں۔ یہاں سے وہ نبوی لشکر روانہ ہو جو پھر پورے برصغیر کو ظلمتوں سے نکال کر شریعت کی چھاؤں تلے لا کھڑا کرے۔ اور وہ خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکے جسے شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دیتے وقت دیکھا تھا۔

شاید کہ یہ اُن قائدین کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہو گا کہ یہ صلیبی استعمار تراشا ہوا جمہوریت کا بت، آئین و نظام کا یہ طلسم اس قدر اثر دکھائے گا کہ آج کا مسلمان جس کے بھنور میں اس قدر پھنسا ہوا ہے اور اپنے مقصدِ حقیقی سے پوری طرح غافل ہو چکا ہے۔ اس سے نکلنا تو درکنار، کفار کے اس متعین کردہ دائرے سے باہر سوچنے کو بھی اپنے ذہن کو تیار نہیں کر پا رہا ہے۔ جس نے جذبہ ملت کے اوپر قومیت اور وطنیت کو غالب کر دیا ہے اور کوئی عام و خاص ان اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکا۔

جس کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ وہ دینی رہ نما اور مشائخ جن سے آج امت رہبری حاصل کرتی ہے اور اُن سے امید لگائی ہوئی ہے کہ ان کی رہ نمائی سے ہم ان مشکل آزمائشوں اور پستی کے دور سے نجات حاصل کر سکتے ہیں، اُن کی زبانی ہمیں یہ سنائی دیتا ہے کہ:

> ''اس خطے کی بقا صرف اور صرف سیکولرازم اور جمہوری دستور کی بقا پر منحصر ہے۔ اور اس کے علاوہ اور کوئی راستہ باقی نہیں''۔

گویا اس جمہوری دستور کی قیامت تک حفاظت ہی اس خطے کے مسلمانوں کا اولین فریضہ ہے! انا للہ وانا الیہ راجعون…

جہاں تک بات ہے امت کی دینی بیداری پر ہونے والے اثرات کی تو ہم دیکھتے ہیں کہ جو قوت اصل میں اللہ تعالیٰ کے دین کا دفاع کرنے میں استعمال ہونی چاہیے تھی وہی مسلکی مناظروں میں ضائع ہو رہی ہے۔ اور جو ہاتھ اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے کام آنے تھے، آج ہم اُن ہاتھوں سے ایک دوسرے کے دست و گریبان چاک کر رہے ہیں۔

عقیدہ الولاء والبراء کی جگہ مسلکی منافرتوں نے لے لی ہے اور ساری طاقت و قوت' جس کی سمت دین و دنیا پر حملہ آور دشمن سے دفاع کی طرف ہونی چاہیے تھی، افسوس صد افسوس کہ وہ ضائع ہو رہی ہے۔

آج تقسیم در تقسیم کا منظر ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ قومی اور وطنی تقسیم کا اہلِ خیر کے دلوں سے کیا جاتا، مذہبی، مسلکی اور جماعتی تقسیم نے تو اب خون کے آنسو رونے پر مجبور کر دیا ہے۔ اے کاش! کہ ہم اپنے اسلاف کی قولی جاں نشینی کے ساتھ عملی جاں نشینی بھی اختیار کرنے والے ہو جائیں!

ہمارا حال یہ ہے کہ ہم مسئلے کا جزوی حل چاہتے چہروں اور پارٹیوں کی تبدیلی کے ذریعے تلاشنا چاہتے ہیں مگر ہم نے اس کے دائمی اور پائیدار حل کو فراموش کر دیا ہے۔ اور وہ حل آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا عدل و قسط پر مبنی کامل نظام زندگی ہے نا کہ یہ کفر کا تراش کردہ جمہوری نظام! اور اس مقصدِ حقیقی کو بنا اپنا لہو دیے کبھی بھی حاصل نہیں کیا جا سکتا، اور اس کے بنا ۱۸۵۷ء کی تلافی بھی ممکن نہیں!

اے شیخ بہت اچھی مکتب کی فضا لیکن
بنتی کے بیاباں میں فاروقی و سلمانی!

☆☆☆☆☆

دجال کعبہ کا طواف کرتے ہوئے!

عربی سے اردو ترجمہ: اُبو یمان زین العابدین

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم "إِنَّ اللهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ ، أَلا إِنَّ المَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ العَينِ اليُمنىٰ كَأَنَّ عَيْنَه عِنَبَة طَافِية وَ أُرَانِيْ اللَّيلَةَ عندَ الكعبَةِ فِي المَنامِ فَإِذَا رجلٌ آدَمُ كَأحسَنِ مَا يُرىٰ مِن أُدمِ الرِّجَالِ تَضرِبُ لِمَّتُه بَينَ مَنْكِبَيهِ رَجِلُ الشَّعرِ، يَقطُرُ رَأسُه مَاءً، وَاضِعًا يَدَيهِ عَلىٰ مَنْكِبَيْ رَجُلَينِ وَهُوَ يَطُوفُ بِالبَيتِ ، فَقُلتُ مَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوا: هٰذَا المَسِيحُ بنُ مَريَمَ، ثُمَّ رَأيتُ رَجُلاً وَرَاءَه جَعْدًا قَطِطا، أَعْوَرَ العَينِ اليُمنىٰ، كَأَشْبَهِ مَنْ رَأيتُ بِابنِ قَطَنٍ ، وَاضِعا يَدَيهِ عَلىٰ مَنْكِبَيْ رَجُلٍ يَطُوفُ بِالبَيتِ ، فَقُلتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: المَسِيحُ الدَّجَّالُ۔ (رواه الشيخان واللفظ للبخاري)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "بے شک اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے، جبکہ مسیح دجال کی دائیں آنکھ کانی ہے، گویا اس کی آنکھ انگور کا پُھولا ہوا دانہ ہے، اور میں نے اپنے آپ کو خواب میں کعبہ کے پاس دیکھا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گندم گوں آدمی ہے ان جیسے لوگوں میں خوبصورت۔ اس کے بال دونوں مونڈھوں کے درمیان لٹک رہے ہیں۔ اس کے بال گھنگریالے ہیں، سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ دو مردوں کے کندھے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے ہوئے کعبہ کا طواف کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو کہا گیا یہ مسیح ابن مریم ہیں۔ پھر میں نے گھنگریالے بالوں والا ایک دوسرا شخص دیکھا ان کے پیچھے، اس کی دائیں آنکھ کانی تھی، میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں وہ ابن قطن کے زیادہ مشابہ تھا۔ ایک دوسرے شخص کے کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ مسیح دجال ہے۔"(بخاری ومسلم)

تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے، عالم الغیب ہے، قیامت کا علم جاننے والا ہے۔ اور درود وسلام ہو اس کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر، جس نے اپنی امت کی رہنمائی کی، فتنوں سے بچنے کا راستہ بتایا۔ علاماتِ قیامت کی خبر دی۔ اور درود وسلام ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل واولاد پر، تمام صحابہ کرام پر اور ہر اُس شخص پر جو آپ کا تابع ومطیع ہو۔

قیامت کا وقوع اور اس کے احوال پر ایمان دینِ اسلام کے تین بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے، قیامت کب آئے گی؟ اس کا پورا علم اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے۔ حدیثِ جبریل کے نام سے کتبِ حدیث میں ایک روایت ملتی ہے جس میں حضرت جبریل علیہ السلام انسانی شکل میں آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام، ایمان، اِحسان اور قیامت کے بارے میں چند سوالات کرتے ہیں۔ قیامت کے بارے میں جب انہوں نے پوچھا کہ کب آئے گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس سے سوال پوچھا گیا وہ پوچھنے والے سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے"۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے قیامت کی نشانیوں کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ علامت بتائی کہ جب باندی اپنی مالکہ جنے گی، اور جب تم دیکھو کہ ننگے پاؤں، ننگے بدن، فقیر اور بکریاں چرانے والے لوگ تعمیرات بنانے میں مقابلہ کریں۔ ان سوالات کے بعد وہ چلے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ جبریل تھے تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے"۔(مسلم)

اسی وجہ سے بعض علما' علاماتِ قیامت کے علم کو دین کے چار بنیادی ارکان میں شامل کرتے ہیں۔ یعنی اسلام، ایمان، احسان اور علاماتِ قیامت۔ چونکہ قیامت کے دن کا ٹھیک ٹھیک علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے، اس کا علم اس کی علامتوں سے ہی ہو سکتا ہے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیل کے ساتھ قیامت کی نشانیاں اپنی امت کو بتلائی ہیں، جنہیں علما "أشراط الساعة" کے عنوان سے ذکر کرتے ہیں۔

قیامت کی علامات تین قسم کی ہیں۔ پہلی قسم وہ جنہیں دور کی علامتیں قرار دیا گیا ہے جو قیامت کے قریب ہونے کی علامات تو ہیں لیکن دوسری علامات کی بہ نسبت قیامت سے دور ہیں، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ووفات، معجزہ شق القمر وغیرہ۔ دوسری قسم درمیانی علامات ہیں، جیسے امت میں دینی لحاظ سے بداعمالیوں کا پھیلنا وغیرہ۔ اور تیسری قسم وہ ہیں جو قیامت کے بہت قریب ہیں جیسے خروج دجال، ظہور امام مہدی، نزولِ عیسیٰ، دابۃ الارض وغیرہ۔ جن شخصیات کا قربِ قیامت میں آنے کا تذکرہ ملتا ہے اُن میں دو شخصیات، امام مہدی اور دجال تقریباً ایک ہی زمانے میں ہوں گے۔ ان کی واضح نشانیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث مبارکہ میں بتائی ہیں۔

حضرت امام مہدی آخر زمانے کی ایک ایسی شخصیت ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نبوی منہج پر خلافت کو قائم فرمائیں گے۔ امت مسلمہ کو زوال کی گہرائیوں سے نکال کر غلبہ واستحکام نصیب فرمائے گا۔ دنیا جو کہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہو گی دوبارہ اس کو امن وعدل سے بھر دے گا۔ بیت المقدس ان کے ہاتھوں فتح ہو گا، رومیوں کو شکست دیں گے۔ جب ایک عرب بادشاہ کی موت پر اختلاف پیدا ہو جائے گا تو عالم اسلام سے مختلف علماء اِنہیں ڈھونڈنے آئیں گے، اور ان کو ان علامتوں سے پہچان لیں گے جن کا حدیث میں تذکرہ ہے۔ اس وقت ان کا ظہور بیت اللہ اور رکنِ یمانی کے درمیان بیعت سے ہو گا، وہ علما خلافت کے لئے ان کی بیعت کریں گے، بیعت کے بعد شام کا ایک "سفیانی" بادشاہ ان کے خلاف لشکر بھیجے گا جس کو اللہ تعالیٰ مدینہ کے قریب "بیداء" کے مقام پر زمین میں دھنسا دے گا۔

قسطنطنیہ کو فتح کریں گے جس پر دجال غضبناک ہو کر باہر نکل آئے گا۔ اور پوری زمین میں فتنہ وفساد پھیلائے گا۔ دجال کا فتنہ دنیا کا عظیم ترین فتنہ ہے، چونکہ دجال کا کامل ظہور اس امت میں ہونے والا ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس بارے میں واضح ہدایات دی ہیں۔ دجال کا حلیہ، اس کے نکلنے کی جگہ، اس کی نفسیات، شعبدے، خوارق اور بہت ساری تفصیلات احادیث میں وضاحت کے ساتھ بیان ہوئی ہیں۔ دجال کی عمر اس کے ظہور کے بعد ۴۰ دن ہو گی جن میں پہلا دن سال کے برابر دوسرا دن مہینے کے برابر، تیسرا ہفتے کے برابر اور باقی دن معمول کے مطابق ہوں گے۔

دجال یہودی ہے، اس کی ایک بڑی نشانی یہ ہے کہ اس کی آنکھ کانی ہے، اور اس کے چہرے پر "کافر" کا لفظ لکھا ہوا ہے۔ وہ اپنے رب ہونے کا دعویٰ کرے گا اور اس کے پاس جنت و جہنم ہو گی۔ ان فتنہ سامانیوں کے ساتھ وہ دنیا کے تمام شہروں کا سفر کرے گا، سوائے مکہ اور مدینہ کے کہ فرشتے ان شہروں کی حفاظت کر رہے ہوں گے، مختلف قسم کے تصرفات کی اسے قدرت حاصل ہو گی، اللہ کی طرف سے بندوں پر یہ سخت ترین آزمائش ہو گی۔ اس کے قتل کے لئے اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے نازل کرے گا۔

دجال کے بارے میں محققین کی رائے یہ ہے کہ وہ نہایت طویل عمر والا انسان ہے، جس نے ہمیشہ زمین پر گمراہی اور فساد پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ وہ شیطان کا کارندہ ہے جو بندگانِ خدا کو خدا کا باغی بنانا چاہتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ ایک جزیرے میں قید تھا اور اس کے ساتھ مشہور صحابی حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی تھی، اور چند سوال وجواب بھی ہوئے تھے، ایک روایت میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمیم داری رضی اللہ عنہ سے اس کا واقعہ نقل کیا ہے۔

دجال کے ساتھ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی ملاقات

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک منادی کو یہ اعلان کرتے ہوئے سنا کہ الصلوۃ جامعۃ (یعنی نماز تیار ہے) چنانچہ میں مسجد گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، میں عورتوں کی اس صف میں تھی جو مردوں کے بالکل پیچھے تھی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کی تو مسکراتے ہوئے منبر پر تشریف لائے اور فرمایا "ہر شخص اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھا رہے"۔ پھر فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کیوں جمع فرمایا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ کی قسم میں نے تمہیں کسی بات کی ترغیب یا ڈرانے کے لئے جمع نہیں کیا۔ میں نے تمہیں صرف اس لئے جمع کیا کہ (تمہیں یہ واقعہ سناؤں) تمیم داری ایک نصرانی شخص تھے وہ میرے پاس آئے اور اسلام پر بیعت کی اور مسلمان ہو گئے، اور مجھے ایک بات بتائی جو اس خبر کے مطابق ہے جو میں تمہیں دجال کے بارے میں پہلے بتا چکا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے مجھے خبر دی کہ وہ بنو لخم اور بنو جذام کے تیس آدمیوں کے ہمراہ ایک بحری جہاز میں سوار ہوئے۔ انہیں ایک مہینے تک سمندر کی موجیں دھکیلتی رہیں (یعنی سمندری طوفان) پھر وہ سمندر میں ایک جزیرے تک پہنچے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا، تو وہ چھوٹی چھوٹی کشتیوں پر بیٹھ کر جزیرے کے اندر داخل ہوئے تو انہیں وہاں ایک عجیب سی مخلوق ملی جو موٹے اور گھنے بالوں والی تھی۔ بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے اگلے اور پچھلے حصے کو وہ نہیں پہچان سکے تو انہوں نے کہا کہ تو ہلاک ہو! تو کون ہے؟ اس نے کہا میں جساسہ ہوں، ہم نے کہا کہ جساسہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ تم لوگ گرجے میں اس شخص کے پاس چلو جو تمہاری خبر کے بارے میں بہت بے چین ہے۔ جب اس نے ہمارا نام لیا تو ہم گھبرا گئے کہ کہیں وہ شخص شیطان نہ ہو۔ ہم جلدی جلدی گرجے تک پہنچے وہاں اندر ایک بہت بڑا انسان دیکھا، ایسا خوفناک انسان ہماری نظروں سے نہیں گزرا تھا، وہ بہت مضبوط بندھا ہوا تھا، اس کے ہاتھ کندھوں تک اور گھٹنے ٹخنوں تک لوہے کی زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے۔ ہم نے پوچھا تو ہلاک ہو تُو کون ہے؟ اس نے کہا کہ ہم عرب کے لوگ ہیں (اس کے بعد تمیم داری نے اپنے بحری سفر، طوفان، جزیرہ میں داخل ہونے، جساسہ سے ملنے کی تفصیل دہرائی) اس نے پوچھا کیا بیسان کی کھجوروں کے درختوں پر پھل آتے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے کہا وہ زمانہ قریب ہے جب ان درختوں پر پھل نہیں آئیں گے، پھر اس نے پوچھا بُحیرہ طبریہ میں پانی ہے یا نہیں؟ ہم نے کہا ہاں اس میں بہت پانی ہے۔ اس نے کہا کہ عنقریب اس کا پانی خشک ہو جائے گا۔ پھر اس نے پوچھا زُغر کے چشمے کا کیا حال ہے؟ اس چشمے میں پانی ہے اور کیا اس کے قریب کے لوگ اس پانی سے کاشت کاری کرتے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں۔ پھر اس نے پوچھا: اُمیوں (ناخواندہ لوگوں) کے نبی کے بارے میں بتاؤ کہ اس نے کیا کیا؟ ہم نے کہا کہ وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے، اس نے پوچھا کہ کیا عربوں نے اس سے جنگ کی ہے؟ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا انہوں نے عربوں سے کیا معاملہ کیا؟ ہم نے اس کو تمام واقعات بتائے۔ جو لوگ عربوں میں عزیز تھے ان پر آپ نے غلبہ حاصل کیا اور انہوں نے اطاعت قبول کی۔ اس نے کہا ان کے حق میں اطاعت ہی بہتر ہے۔ اب تمہیں میں اپنا حال بتاتا ہوں۔ میں مسیح ہوں، عنقریب مجھ کو نکلنے

کا حکم دیا جائے گا، میں باہر نکلوں گا، اور زمین پر سفر کروں گا، یہاں تک کہ کوئی آبادی ایسی نہیں چھوڑوں گا جہاں میں داخل نہ ہوں، چالیس راتیں برابر گشت میں رہوں گا۔ لیکن مکہ اور مدینہ میں نہیں جاؤں گا۔ وہاں جانے سے مجھ کو منع کیا گیا ہے۔ جب میں ان میں سے کسی میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا تو ایک فرشتہ تلوار لئے ہوئے مجھے روکے گا، ان شہروں کے ہر راستے پر فرشتے مقرر ہوں گے"۔

(یہ واقعہ سنانے کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عصا منبر پر مار کر فرمایا:

"یہ ہے طیبہ، یہ ہے طیبہ، یعنی المدینہ"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"آگاہ رہو میں تم کو یہی نہیں بتایا کرتا تھا؟ ہوشیار رہو کہ دجال شام کے سمندر میں ہے یا یمن کے سمندر میں ہے، نہیں بلکہ وہ مشرق کی طرف ہے، وہ مشرق کی طرف ہے، وہ مشرق کی طرف ہے"۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دجال کے ساتھ صحابہ کی ملاقات ہو چکی ہے، اور اس کے بعد بھی اس سے ملاقات کا امکان موجود ہے۔ اگرچہ اسے باہر نکل آنے کی بہت بے تابی تھی لیکن سوالات میں پوچھی گئی نشانیاں اُس وقت پوری نہیں ہوئی تھیں، کچھ عرصہ ہوا وہ نشانیاں پوری ہوتی نظر آرہی ہیں، اس لئے ممکن ہے کہ اس کو باہر نکل آنے کا اجازت مل گئی ہو، زیرِ نظر قصہ اس امکان کے وقوع کی طرف وضاحت کے ساتھ اشارہ کر رہا ہے۔

طواف والی روایت:

بخاری و مسلم کی روایت ہے جس کا مضمون کے شروع میں تذکرہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دجال طواف کرتے ہوئے دکھایا جاتا ہے۔

دوسری طرف احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہو سکتا، اور حضرت تمیم داری رضی اللہ والی روایت میں اس کے بندھے جانے کا تذکرہ ملتا ہے، جس کی وجہ سے بعض حضرات نے یہ سمجھا ہے کہ دجال اپنے خروج تک اسی جگہ قید رہے گا۔ حالانکہ کئی محققین قید سے اس کے آزاد ہو جانے کے قائل ہیں۔ جبکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال کعبے کا طواف کرے گا اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طواف کی حالت میں دکھایا گیا ہے۔ اس تعارض کے جواب میں علامہ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ "دجال مکہ و مدینہ میں داخل نہیں ہو گا"۔ یہ اس کے خروج کے بعد کی بات ہے۔ (فتح الباری ۶/۴۸۹) یعنی خروج سے پہلے مکہ یا مدینہ جا سکتا ہے۔

دو شخصیات کا قصہ:

زیر نظر قصہ دو شخصیات کے درمیان پیش آیا، ان میں ایک شخصیت کا نام "ابو عبد اللہ" ہے، مختلف علامتوں کی وجہ سے جن کا حدیث میں تذکرہ ہے یہ گمان کیا جاتا ہے کہ یہی "امام مہدی" ہیں۔ واللہ اعلم

دوسری شخصیت جس کا نام اس قصے میں "عبد القادر" ہے، اس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ دجال ہے۔ اس کی مختلف علامات (جن کا حدیث میں ذکر ہے اور جن کا جابجا حاشیہ میں حوالہ دیا گیا ہے) اس پر منطبق ہوتی ہیں۔ قدرت کا کرنا ایسا ہوتا ہے کہ ان دونوں شخصیات کی یمن میں ملاقات ہوتی ہے اور پھر کئی سال تک ان کا آپس میں رابطہ و تعلق رہتا ہے۔ یہ قصہ اگرچہ وہم وخیال نہیں ہے لیکن تعجب خیز ہونے میں اس سے بھی بڑھ کر ہے۔

یہ ۹۰ کی دہائی اور اس کے کچھ بعد تک کے واقعات ہیں، جنہیں قلمبند کیا گیا۔ سعودی عرب کے اندرونی حالات کی وجہ سے انہیں اس وقت شائع نہیں کیا گیا، البتہ جب بہت ساری باتوں کی تصدیق ہو گئی اور کئی ساری کڑیاں آپس میں ملتی دکھائی دیں تو ابو عبد اللہ کے ساتھ پیش آنے والے ان واقعات کو "المسیح الدجال یطوف بالکعبة" کے نام سے شائع کیا گیا۔ شخصیات اور جگہوں کے نام اسی طرح ہیں جس طرح اس قصے کے راوی نے ذکر کئے ہیں۔ قصے کا محور دو شخصیات ہیں، (ابو عبد اللہ اور عبد القادر) ہم نے دونوں شخصیتوں کی تحدید و تعیین میں اپنی سی کوشش کی ہے البتہ قاری کو بھی کچھ اختیار دیا ہے کہ وہ خود سے تعیین کرے۔ باجود ان دلائل و علامات کے جو ابو عبد اللہ کی شخصیت کو واضح کرتی ہیں، خود ابو عبد اللہ (جو اس قصے کے راوی اور محور ہیں) کو اپنی ذات کے بارے میں یہ یقین نہیں ہے۔ الا یہ کہ اللہ انہیں ظاہر کرے اور اس امر کا فیصلہ فرمادے جو اللہ کے ہاں ہو جانے والا ہے۔ اس قصے کی تفصیلات ہم نے براہ راست "ابو عبد اللہ" سے حاصل کی ہیں، اور کچھ ان بعض افراد سے جو "ابو عبد اللہ" کے ساتھ رہے ہیں۔

ابو عبد اللہ کا تعارف:

اس قصے کے راوی (جو اس کی مرکزی شخصیت بھی ہیں) ابو عبد اللہ محمد بن عبدۂ بن صلاح شیخ ہیں، جن کا تعلق یمن کے ایک علاقے "عزلۃ الحوادل" کی ایک بستی "کرعۃ" سے ہے، جو تہامہ میں ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب حجاز کے سادات سے ملتا ہے، آپ کی پیدائش ۲۸ جمادی الاولی ۱۳۹۲ھ (۹ فروری ۱۹۷۲ء) کو بروز اتوار مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام آمنہ بنت عائش بن اسماعیل شیخ ہے۔ ۱۹۹۰ء میں جنگِ خلیج کے ہنگامے میں آپ اپنے خاندان سمیت حرمین سے نکلے، یمن کے علاقے "حدیدہ" میں امامت و خطابت کی ذمہ داری سنبھالی۔ آپ نے سیکنڈری تک تعلیم مکہ مکرمہ میں ہی حاصل کی، قرآن کریم بچپن میں حفظ کیا، علوم شرعیہ حرمِ مکہ میں حاصل کئے، مکہ کی ایک مسجد میں امامت کے منصب پر بھی رہے۔ بعض حلقوں میں تدریس کی ذمہ داری بھی ادا کی۔ یمن کے ایک

تعلیمی ادارے میں بھی کچھ عرصہ تدریس کی۔ شیخ مقبل کے زمانے میں "دماج" کے دارالحدیث میں کئی سال تک افادہ واستفادہ کرتے رہے۔ علاماتِ قیامت، فتنوں اور آخری زمانے کی جنگوں کے متعلق احادیث کے ساتھ آپ کو خصوصی شغف تھا، اس فن میں آپ کو مہارت حاصل تھی۔ اس کے بعد آپ حرمین شریفین واپس لوٹے، اور کچھ عرصے بعد گرفتار ہوگئے جس کا تذکرہ آگے آئے گا، آگے پیش آنے والے واقعات کی وجہ سے آپ کی باتیں موضوعِ سخن بن گئیں، اور لوگوں میں پھیل گئیں۔

حضرت امام مہدی کی شخصیت کے بارے میں ان بہت ساری صفات کا (جن کا تذکرہ احادیث میں وارد ہوا ہے) آپ کی ذات میں موجودگی کی وجہ سے سعودی حکومت آپ سے خوفزدہ ہوئی، اور دوبارہ آپ کو گرفتار کرنے کی کوشش کی لیکن آپ یمن چلے آئے، جبکہ آپ کے خاندان کے سو قریب افراد کو گرفتار کیا گیا جن میں ۳۰ بچے اور خواتین تھیں، اور ۷۰ آپ کے گھر والے، دوست ورشتہ دار تھے، ان میں آپ کے والد بھی تھے جن کی عمر ۸۰ سال کے قریب تھی، جو اپنے گھر والوں کی کثیر تعداد کی گرفتاری کا صدمہ برداشت نہ کر سکے اور انتقال کر گئے۔ ان افراد کی رہائی ۸ سال کے بعد ممکن ہو سکی۔ (اس کی تفصیل مشہور ڈاکیومنٹری فلم "جوار الحرم" میں دیکھی جاسکتی ہے، جس میں ابوعبداللہ کے خاندان کے مختلف افراد کے انٹرویو ہیں اور یوٹیوب پر دستیاب ہے)۔ دعوت کے عمل میں آپ بہت سرگرم تھے۔ "حركة أنصار المهدي" کے عہدیداروں میں سے تھے۔ فتنوں کے باب میں اللہ کی طرف سے کچھ فتوحات و الہامات سے بھی آپ کو اچھا خاصا حصہ عطا کیا گیا تھا۔

۱۹۹۰ء کی دہائی میں سعودی عرب کی سرزمین سے یمنیوں کو نکالا گیا، تو سعودی حکومت نے یہ قانون جاری کیا کہ یمنی، سعودی سرزمین میں بغیر کفیل کے داخل نہیں ہو سکتے، کفالت کے حصول کے لئے بھی قسم قسم کی رکاوٹیں اور دشواریاں، اس حالت میں سات سال گزر گئے۔ اس کے بعد سعودی عرب نے یمنیوں کو ملک میں صرف داخلے کا ویزہ جاری کیا۔ جس کی وجہ سے کچھ آسانی پیدا ہوگئی۔ رمضان ۱۴۱۸ھ (۱۹۹۷ء/۱۹۹۸ء) میں اس قصے کی ابتدا ہوتی ہے۔[21]

---

[21](اس زمانے میں تقریباً ۱۹۹۵ء کے دسمبر میں اریٹیریا نے یمنی جزیرے "حُنَيش الكبرى" پر قبضہ کیا۔ عالمی برادری کی کوششوں سے نومبر ۱۹۹۸ء میں یہ واپس یمن کو ملا۔ یہاں اگر غور کیا جائے تو حدیث میں دجال کی جگہ اور زمانے کے بارے میں کچھ اشارات ملتے ہیں۔ حضرت تمیم داری کے قصے میں آتا ہے کہ دجال ایک جزیرے میں قید تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار! وہ شام کے سمندر میں ہے، یا یمن کے سمندر میں ہے، نہیں بلکہ وہ مشرق کی طرف ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

قصے کی ابتدا:

یمنی شہر "حدیدہ" کے مغربی ساحل پر یمنی ایئرلائن کے دفتر کے قریب "ابوعبداللہ" اپنی بہن کے ساتھ عمرے کے سفر کی ترتیب بنا رہا تھا۔ اس کے پاس یمنی شہد کی اچھی خاصی مقدار تھی، جو اپنے چچا اور ماموں کو ہدیہ دینے کے ارادے سے ساتھ لیا تھا۔ ابو عبداللہ کسی مسافر کو ڈھونڈ رہا تھا جو دورانِ سفر اس کا بوجھ ہلکا کرے، اور اس کے ساتھ اتنا سامان لے جائے جتنی مقدار کی ہر مسافر کو اجازت ہوتی ہے۔

دوسری شخصیت:

اس دوران "ابوعبداللہ" کی نظر سرخی مائل گندم گوں رنگ کے ایک شخص پر پڑی، جس کے چہرے پر زردی کا اثر بھی تھا، جیسے حبشیوں کا رنگ وروپ ہوتا ہے۔ عربوں کا رومال اس نے سر پر لٹکایا ہوا تھا جس نے اس کی پیشانی کو چھپایا ہوا تھا، اور اس کے ناک کے سرے تک پہنچ گیا تھا۔ کالا چشمہ پہنے ہوئے تھا، جو وہ عموماً پہنتا تھا تاکہ اپنی آنکھوں کی سیاہی میں موجود سفیدی کو چھپائے[22]۔ کیونکہ اس کی آنکھوں میں سفید ناخنہ تھا، اس کی یہ

اہلِ کتاب کی کتابوں کی بعض عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال یمن کے جس جزیرے سے نکلے گا وہ "ثعبان کبیر" کے نام سے ہے۔ جبکہ "حُنَيش" حنش کی تصغیر ہے۔ اور "حنش" اژدہا کو کہتے ہیں، جو "ثعبان" کا مترادف ہے۔ کتاب میں وارد لفظ "ثعبان کبیر" ہے جبکہ جزیرہ "حنیش الكبرىٰ" ہے۔

اور حقیقت میں اریٹیریا کی پشت پر یہودی تھے، جنہوں نے اسے جزیرے کے اوپر قبضے پر آمادہ کیا۔ اس کا امکان موجود ہے کہ قبضے کے وقت وہ دجال کی خلاصی کا کوئی راستہ ڈھونڈ رہے ہوں۔ واللہ اعلم

حدیث میں آتا ہے کہ "جب سے دنیا بنی ہے ہر سو سال کے آغاز پر کوئی عظیم اَمر واقع ہوتا ہے، چنانچہ ایک دفعہ جب سو سال کی ابتدا ہوگی تو دجال باہر نکل آئے گا" (رواہ بن ابی حاتم فی تفسیر الحاوی ۸۹/۲) جیسا کہ تورات میں آتا ہے کہ وہ ہزار کے شروع میں نکلے گا۔ اور اریٹیریا نے مذکورہ جزیرے پر دو ہزار عیسوی کے قریب قبضہ کیا۔ ہو سکتا ہے انہوں نے بعض پیشگوئیوں کی بنیاد پر خاص اس موقع پر دجال کی خلاصی کا وقت سمجھ لیا ہو، بہرحال یہ موضوع مزید بحث و فکر کا تقاضا کرتا ہے، چونکہ اس قصے کے مندرجات ہمیں ان شواہد کی جانب کھینچ رہے ہیں، اس لئے ان کی جانب اشارہ کر دیا گیا ہے تاکہ قاری کو ان کا کچھ علم ہو۔

[22]عبدالقادر کی مذکورہ صفات دجال کے خاکے کے ساتھ بہت مشابہت رکھتی ہیں۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ دجال کا رنگ گندمی سرخی مائل ہے، اس کے بال گھنگریالے ہیں، گویا وہ درخت کی الجھی ہوئی شاخیں ہیں، یا گویا اُس کے بال، کیچڑ اور پانی کے ساتھ ملائے گئے ہیں اور ایسے لگتا ہے جیسے حبشیوں کے بال۔ مسلم شریف میں آیا ہے کہ اُس کے بال بہت زیادہ ہوں گے، بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ "ایک بھاری بھر کم آدمی، سرخ رنگت والا اور گھنگریالے بالوں والا تھا"

مجموعی رنگت اس کو زیتونی (زردی مائل سرخ) رنگ کے قریب کر دیتی تھی[23]۔ اس نے کہا کہ میں ایک آنکھ سے دیکھ سکتا ہوں دوسری سے نہیں[24]۔ بلند پیشانی والا، سر کو اکثر گول حرکت دیتا تھا[25]۔ اس کی داڑھی اس کی ٹھوڑی پر تھی[26]۔ اس کے بال گھنگھریالے تھے[27]۔ اس کے رانوں کے درمیان کشادگی اور فاصلہ تھا[28]۔ چلتے ہوئے یہ بات زیادہ ظاہر ہوتی۔ قد کی لمبائی تقریباً ۱۷۰ سے ۱۸۰ سنٹی میٹر ہوگی[29]، چہرے کے خد و خال سے سابق امریکی صدر "اوباما" کی طرح معلوم ہوتا تھا[30]۔

اس منظر نے "ابو عبد اللہ" کی توجہ کھینچ لی، چنانچہ وہ اس کی طرف گیا اور اپنا تعارف کیا، کہ میں "حدیدہ" کی جامع سعد بن ابی وقاص میں امام و خطیب ہوں۔ اس وقت یہ مسجد سلفی و اخوانی تنازع کی وجہ سے بہت مشہور تھی، ابو عبد اللہ دونوں کے درمیان ترازو کے کانٹے کی طرح غیر جانبدار تھا، لہٰذا دونوں فریقین اس کے امام و خطیب بننے پر راضی تھے، اس شخص نے مسجد کے پہچاننے سے ایسا انکار کیا گویا اس نے اس کے بارے میں کچھ سنا ہی نہیں ہے۔

اُس نے تعارف کرتے ہوئے اپنا نام "عبد القادر محمد حید باقاصی" بتایا، اور کہا کہ وہ یمنی شہری ہے۔ ابو عبد اللہ نے اسے اپنی مشکل بتاتے ہوئے مدد طلب کی، کہ میرے پاس شہد کی زیادہ مقدار موجود ہے، اس لئے اپنے ساتھ شہد کی کچھ مقدار لے جائیں۔ عبد القادر نے ہامی بھری۔ دوونوں نے ایک دوسرے کو اپنا ٹیلی فون نمبر دیا۔ اس وقت ٹیلی فون گھروں میں ہوتے تھے، اور موبائل فون بہت مالدار لوگوں کے پاس ہوتے تھے۔ عبد القادر نے اپنے ایک پڑوسی کا نمبر دے دیا، ملاقات ختم ہوئی اور دونوں نے بعد میں رابطہ کرنے کا وعدہ کیا۔

ابو عبد اللہ نے اس کے بعد کئی بار اس نمبر پر رابطہ کرنے کی کوشش کی، لیکن جب بھی وہ نمبر ملاتا تو ایک ریکارڈ شدہ آواز سنائی دیتی جو بلیوں کے لڑنے جیسی ہوتی تھی، بالآخر ایک عورت کی آواز سنائی دی جو حبشی لہجے میں عربی بول رہی تھی، اس نے کہا میں اس نام کے کسی شخص کو نہیں جانتی، نہ ہی ہمارے پڑوس میں اس نام کا کوئی شخص موجود ہے۔

---

[23](حضرت ابیّ بن کعب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا "اس کی ایک آنکھ سبز رنگ کا شیشہ ہے" (مسند احمد)

[24](حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس کی دائیں آنکھ کانی ہے" (مسند احمد) اور حضرت کعبؓ سے یہ بھی منقول ہے کہ اس کی دائیں آنکھ بے نور ہوگی۔ (الفتن نُعیم بن حماد)

[25](حدیث میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دجال کے بارے میں منقول ہے کہ "گویا اس کا سر چھوٹا سانپ ہے" (مسند أحمد و طبرانی) أَصَلَة اس چھوٹے سانپ کو کہتے ہیں جو زہریلا ہو اور اپنے سر کو حرکت دے کر گھماتا ہو)

[26](یعنی اس کی داڑھی صرف اس کی ٹھوڑی پر ہے، حضرت نواس بن سمعان الکلابی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر وہ دجال تم میں نکل آیا تو میں تمہاری طرف سے اس کے لئے کافی ہو جاؤں گا، اور اگر وہ نکلا اور میں تم میں موجود نہیں تھا تو ہر شخص خود اپنا ذمہ دار ہے، ہر مسلمان کے لئے میری طرف سے اللہ خلیفہ ہوگا۔ وہ جوان، گھنگریالے بالوں والا، اس کی داڑھی (ٹھوڑی) پر کھڑی ہے۔ گویا وہ عزی بن قطن کا ہم شکل ہے۔ جو بھی تم میں سے اسے دیکھے تو سورتِ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔ (رواہ الحاکم فی المستدرک)

[27](حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دجال کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا "گویا اس کے سر کے بال درخت کی شاخیں ہیں" (مسند أحمد) یہ بھی وارد ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا "اس کے بال بل دے کر گھنگریالے بنائے گئے ہیں۔ (مسند أبی یعلی)

[28](رانوں کے درمیان فاصلے کو عربی میں فحج کہتے ہیں۔ اور حدیث میں لفظِ "افحج" آیا ہے (النہایۃ فی غریب الاثر) ابو داؤد میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے تمہیں دجال کے بارے میں بتایا ہے یہاں تک کہ مجھے خوف ہوا کہ تم ابھی پوری طرح نہیں سمجھے، بے شک مسیح دجال ٹھگنے قد کا ہے اور اس کی رانوں کے درمیان فاصلہ ہے۔ (رواہ ابو داود عن عبادۃ بن صامت)

[29](اگر مسیح دجال جزیرے میں محبوس ہے جیسا کہ حدیث میں ہے تو وہ باہر نکل کر لوگوں کے درمیان کیسے چلتا ہے؟

حدیث میں وارد ہے کہ دجال نے کھانا کھایا اور بازاروں میں پھرا۔ (الدانی)۔ اور یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "دجال نے آج کے دن تک کھانا کھایا" (رواہ ابو یعلی والحاکم) لیکن اس کا یہ چلنا پھرنا اپنی حکومت کے قیام کے لئے نہیں ہوگا، بلکہ صرف چھیڑ چھاڑ اور فساد پھیلانے کے واسطے ہوگا۔ اور شاید جزیرہ اس کے لئے محض رہائش گاہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

مختلف روایات کے مجموعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دجال ایک معمر ترین شخصیت ہے۔

اس کی تقویت اس سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی امت کو دجال کے فتنے سے ڈرایا ہے، حالانکہ دونوں کے درمیان کافی دور کا فاصلہ ہے۔ اسی طرح ہر نماز میں اس کے شر سے پناہ مانگنے کی دعا اور اس کی ترغیب چودہ سو سال سے احادیث میں نقل در نقل چلی آرہی ہے۔ ان سب سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ وہ اپنے ظہور سے پہلے بھی فساد پھیلانے، گمراہ کرنے میں ملوث ہوگا۔ حدیث میں ہے کہ "ہر ایک فتنہ دجال کے فتنے کے لئے راستہ ہموار کر رہا ہے" (مسند أحمد) گویا ہر فتنے کا دجال کے عظیم فتنے کے ساتھ تعلق ہے۔

[30](یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ دجال کو اپنی شکل تبدیل کرنے میں خصوصی ملکہ حاصل ہے، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ابن صیاد سے مدینہ کے ایک راستے میں ملے، وہ آپ کی ایک بات سے اتنا غصہ ہوا کہ پھول گیا یہاں تک کہ اس نے پوری گلی بھر دی۔ (مسلم) اس کے قتل والی روایت میں ہے کہ دجال جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو ایسا پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں پگھلتا ہے۔

پرواز کا دن آپہنچا، ابوعبداللہ ائیر پورٹ چلا گیا، اور اپنی بہن کے ساتھ لائن کے آخر میں لگ گیا۔ مسافروں کی کثرت کی وجہ سے لائن کافی لمبی تھی، کہ اچانک ایک شخص جو یمنیوں کی طرح پاجامہ پہنے ہوئے تھا، ائیر پورٹ کے دفتر سے اس کی طرف آنے لگا، اس کے پستول سے لگ رہا تھا کہ وہ سکیورٹی افسر ہے۔ ابوعبداللہ کے پاس آکر کھڑا ہو گیا، اور کہا کہ اپنے گھر والوں اور سامان کے ساتھ میرے پیچھے آیئے۔ اس بات سے ابوعبداللہ کو کچھ پریشانی لاحق تو ہوئی کہ اسے سلامتی کے خلاف کسی مشکوک سرگرمی کی وجہ سے یہاں طلب کیا جا رہا ہے۔ لیکن کسی انتظار کے بغیر اس کے پاسپورٹ پر مہر لگا دی گئی اور لائن میں لگنے سے بچ گیا، ابوعبداللہ نے اس پر کچھ خفت محسوس کی کہ باقی مسافر لائن میں کھڑے تھے اور ابوعبداللہ کو جاتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

افسر نے سوال کیا، کیا آپ صلاح نہیں ہیں؟

ابوعبداللہ نے جواب دیا: نہیں میں صلاح کا بھائی ہوں۔

افسر نے کہا صلاح نے مجھے "انسٹیٹیوٹ" میں سیکنڈ شفٹ میں پڑھایا ہے، وہ ادارے کی طرف سے نمائندے تھے۔

ابوعبداللہ نے اس کا شکریہ ادا کیا، لیکن ابوعبداللہ کو بہر حال یہ اطمینان نہیں تھا کہ یہ محض ایک شاگرد کی اپنے استاذ کے سامنے ہمدردی اور احسان مندی کا ایک واقعہ ہے، بلکہ ایک غیر محسوس اور نامعلوم خوف کا اندیشہ محسوس کر رہا تھا۔

روانگی والے ہال میں سب سے پہلے پہنچ کر بیٹھنے والا ابوعبداللہ تھا، لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا کیونکہ عبدالقادر نے بہت تاخیر کی یہاں تک کہ تمام مسافروں کے دستاویزات تصدیق کے عمل سے گزر گئے اور وہ جہاز پر چڑھنے لگے۔ ابوعبداللہ ابھی تک شہد کی بھاری مقدار لئے عبدالقادر کے انتظار میں تھا، یہ انتظار اسے بہت بھاری محسوس ہو رہا تھا۔

بالکل آخری وقت میں عبدالقادر نظر آگیا، جو احرام کے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ ائیر پورٹ کے اندر مشکوک ہیئت کے ساتھ آہستہ آہستہ قدموں سے چلتا ہوا ہال میں موجود لوگوں کے چہروں کو توجہ سے دیکھ رہا تھا۔ ابوعبداللہ اس کی طرف اٹھ کھڑا ہوا اور گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا، تاخیر پر تنبیہ کی لیکن اس نے کچھ اہمیت نہیں دی۔ ابوعبداللہ نے عبدالقادر کا پاسپورٹ لے کر مذکورہ افسر کو پیش کر دیا تاکہ جلدی مہر لگا کر جہاز پر چڑھ جائیں۔ ابوعبداللہ جہاز پر سب سے آخر میں چڑھنے والا تھا حالانکہ اس کے دستاویزات پر سب سے پہلے مہر لگائی گئی تھی۔

جہاز میں ایک دوسرا افسر لوگوں کے پاسپورٹ چیک کر رہا تھا۔ تاکہ فوج میں جبری بھرتی (جو اس وقت لازمی تھی) کے لئے انتخاب کر سکے۔ ابوعبداللہ نے اس میں حصہ نہیں لیا تھا، بلکہ اس نے ایک سال کی مہلت لی ہوئی تھی۔ اب جب چیکنگ کے دوران اس کی باری آئی تو پتہ چلا کہ مدت تو ختم ہو چکی ہے، افسر نے اسے کہا کہ آپ سفر نہیں کر سکتے کیونکہ آپ نے ابھی تک فوج میں بھرتی ہو کر حصہ نہیں لیا، ابوعبداللہ نے مالی جرمانہ دیا، اس کے پاس وہ پیسے بھی ختم ہو گئے جو اس نے جدہ ائیر پورٹ سے گھر تک ٹیکسی کے کرایہ کے لئے رکھے تھے۔

سب اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ ایک سیٹ پر عبدالقادر اس کے ساتھ والی پر ابوعبداللہ اور اس کے ساتھ والی پر اس کی بہن۔ یہ رمضان کے مہینے کی ۲۵ تاریخ تھی، انہوں نے روزہ جہاز ہی میں افطار کیا۔ جہاز جب جدہ ائیر پورٹ پہنچا تو تمام مسافر دو لائنوں میں تقسیم ہو گئے، فیملی والے ایک لائن میں اور بغیر فیملی والے دوسری لائن میں۔ ابوعبداللہ اور اس کی بہن ایک لائن میں جبکہ عبدالقادر دوسری لائن میں لگ گیا، عبدالقادر والی لائن لمبی تھی۔ ابوعبداللہ نے شیشے کی دیوار کے پار عبدالقادر کو دیکھا کہ وہ لائن کے بالکل آخر میں ہے، اور ایک سعودی آفیسر کے ساتھ مسحور کن انداز میں باتیں کر رہا تھا۔ یہ منظر دلچسپی سے خالی نہیں تھا۔ عبدالقادر نے آدھے گھنٹے تک آفیسر سے بات چیت کی، کیونکہ باقی تمام مسافروں میں وہ اکیلا ہی اس آفیسر کے ساتھ کھل کر بات چیت کر رہا تھا، حالانکہ سعودی اریٹیرین لوگوں کے ساتھ یمنیوں کی بہ نسبت اور بھی کم میل جول رکھتے تھے۔ اس منظر نے اس کو مزید حیران کر دیا۔ اس پر وہ اپنی حیرت چھپا نہیں سکا کہ کیسے عبدالقادر نے اس آفیسر کا دل موہ لیا، تو اس سے اس کے بارے میں پوچھ لیا۔ عبدالقادر نے کہا کہ یہ میری فطری عادت ہے، اور اس میں، میں کسی قسم کے تکلف سے کام نہیں لیتا۔

ائیر پورٹ پر دونوں نے رشتہ داروں کی گاڑیوں کا انتظار کیا جن سے ابوعبداللہ نے ائیر پورٹ آنے کا وعدہ لیا تھا۔ ان میں ابوعبداللہ کے دو بھائی صلاح، علی، آپ کا سسر احمد ہادی، اور چچا زاد بھائی جس کا نام بھی صلاح تھا شامل تھے، لیکن یہاں دونوں کو ملاقات کی جگہ میں غلط فہمی ہوئی، کیونکہ وہ لوگ ائیر پورٹ کی دوسری جانب انتظار کر رہے تھے۔

جب انہوں نے کافی دیر انتظار کیا تو عبدالقادر نے اس کی وجہ پوچھ لی، ابوعبداللہ نے کہا کہ میرے پاس ٹیکسی کا کرایہ نہیں ہے، اور جو سعودی کرنسی بچا کر رکھی تھی وہ جہاز میں آفیسر نے جرمانے کے طور پر لے لی۔ عبدالقادر نے ٹیکسی کا کرایہ دیا لیکن ابوعبداللہ نے یہ شرط لگائی کہ یہ قرضہ ہے اور میں اسے واپس کروں گا۔ جب یہ ابوعبداللہ کے چچا کے گھر پہنچے تو وہاں معلوم ہوا کہ وہ لوگ تو ابھی تک ائیر پورٹ میں ان کے استقبال کے لئے موجود ہیں۔ تاہم تھوڑی دیر کے بعد سب پہنچ گئے۔ اور مکہ مکرمہ کی طرف عمرے کے لئے جانے سے پہلے انہوں نے یہ رات جدہ میں گزاری۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

جہاد میں شریک نہ ہونے والوں کے لیے مادی، عسکری، جسمانی، طبی، الیکٹرونک تیاری

جہاد کے حامی و ناصر بھائیو! آج ہمیں علمی، ثقافتی و بدنی مہارتوں کی ضرورت ہے اور ایسے تجربہ کار لوگوں کی ضرورت ہے جو ہر اس چیز میں ماہر ہوں جو جہاد کے میدانوں میں لازمی سمجھی جاتی ہیں، تو اس طرح کے میدانوں کی باشرع داعیین اور طالب علموں کی شدید ضرورت ہے لیکن ہمیں صرف علمائے دین ہی کی ضرورت نہیں بلکہ ہمیں بجلی، الیکٹرونک، کمپیوٹرز اور میڈیکل سائنس اور ہر چیز کی واقفیت و تجربہ رکھنے والوں کی ضرورت ہے۔ اگر ہمارے درمیان ان علوم سے واقفیت رکھنے والے نہ ہوں، تو ہمارے لئے اسلحہ کون تیار کرے گا؟ کون ہماری آواز کو ساری دنیا تک پہنچائے گا اور کون ہمارے زخمیوں کا علاج کرے گا ہمیں ان سب کی ضرورت ہے عزائم پختہ کریں اور اللہ پر توکل کریں اور آج ہی سے ان علوم و فنون میں سے کسی ایک میں ماہر و تجربہ کار بننے کی کوشش کریں۔

آپ کے مجاہد بھائیوں کو علماء اور اسپیشلسٹ اور ماہر و تجربہ کار افراد کی ضرورت ہے ان کے پاس ایسے بہت ہیں جو اسلحہ اٹھانا اور چلانا جانتے ہیں لیکن ان کے پاس اسلحہ بنانے والے نہیں۔ اور اللہ کے نزدیک طاقتور مومن، کمزور مومن سے زیادہ محبوب ہے۔ جیسا کہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے لہذا درج ذیل امور کو ہم چاہتے ہیں آپ انھیں سرانجام دیں۔

عسکری اور جسمانی میدان میں:

جسمانی قابلیت کو مزید بڑھائیں جسمانی ورزش اور جنگی کھیل و فنون کی مشقوں پر توجہ دیں۔ آپ کی بدنی طاقت کا زیادہ ہونا آپ کی خود اعتمادی میں اضافہ کا باعث بنے گی اور آپ کو مشکل برداشت کرنے میں اور بڑی ذمہ داریوں کو اٹھانے اور واجبات کی تکمیل کرنے میں بغیر کسی عجز و کمزوری کے قابل بنادے گا لہٰذا آپ تدریبات کا اہتمام کرنے والے اور واجبات کو ادا کرنے والے بن جائیں اور اس میں آپ کی نیت جہاد کی اعداد و تیاری کرنے کی ہو اور یہ تصور کر لیجئے کہ آپ قتال کے لئے میدان جہاد میں تربیت حاصل کر رہے ہیں اور اپنی اس تربیت کے دوران ہمیشہ یہ تصور کریں کہ آپ ابھی پر ہیں اور دشمنوں نے آپ پر حملہ کر دیا ہے۔ تو آپ کو (جوابی حملے میں) کیا کرنا چاہیے؟ تیز چلنے اور دوڑنے کی مشق کریں خاص طور پر لمبی مسافت کے لئے اس طرح خود کو خفیف لچکدار بنائیں اور بھوک برداشت کرنے اور پہاڑوں پر چڑھنے کی مشق کریں۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ آپ کی بدنی طاقت عنقریب جہادی مہموں میں کافی و شافی مددگار ثابت ہو گی (اللہ کی نصرت و قوت کے بعد) آپ کو چاہیے کہ آپ ہمارے پاس مکمل تربیت یافتہ اور مضبوط جسم کے ساتھ آئیں ہمارے مددگار بن کر نہ کہ ہم پر بوجھ بن کر اور ان شاءاللہ سب میں زیادہ بھلائی ہے۔

تیراکی سیکھنے اور گاڑی چلانا سیکھنے کی بھی رغبت رکھیں۔ حدیث میں وارد ہے:

> كل شيء ليس من ذكر الله عز و جل فهو لهو" الا اربع خصال مشى الجل بين الغرضين و تاديبه فرسه و ملاعبته اہله و تعليم السباحة (طبرانی)
>
> "اللہ کے ذکر کے علاوہ ہر چیز تماشا اور غفلت کا سامان ہے سوائے چار خصلتوں کے ؛ آدمی کا ہدفوں کے درمیان چلنا، گھڑ سواری، اہلیہ کے ساتھ ہنسی مذاق اور تیراکی سیکھنا"۔

اور مکحول سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطابؓ نے اہل شام کی طرف یہ لکھ کر بھیجا کہ وہ اپنی اولاد کو تیراکی، نشانہ بازی اور گھڑ سواری سکھائیں۔ اس بات کی حرص کریں کہ ہر قسم کے اسلحہ کا ستعمال کرنا سیکھیں کیونکہ یہ جہاد کے لوازمات میں سے ہے جس کے بغیر جہاد مکمل نہیں ہوتا اور آپ میں جذبہ ہو کہ آپ اسلحہ کے ماہر و تجربہ کار ہوں نہ کہ سرسری طور پر صرف اس کا استعمال جاننے والے ہوں کوشش کریں کہ اسلحہ ٹھیک کرنے کی مشق کریں بلکہ اگر ہو سکے تو اس کو بنانے کی مشق کریں اور اس انتظار میں نہ رہیں کہ کوئی آپ کو اسلحہ استعمال کرنے کی تربیت دینے آئے گا بلکہ خود آج ہی سے اس کے لیے جدوجہد شروع کر دیں اور انٹرنیٹ کی جہادی ویب سائٹیں آپ کو اس کام میں بہت آگے لے جائیں گی۔

آپ کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ مزاحمتی جنگی مقابلوں، گوریلا جنگوں، فنون جنگ، ذرائع ابلاغ کی جنگ، نفسیاتی اور سیاسی جنگوں کے بارے میں جتنا ہو سکے پڑھیں اور ہر اس چیز کے متعلق پڑھیں کہ جس سے آپ کے ثقافتی اور آپ کے جنگی و مزاحمتی تجربے میں اضافہ ہو وہاں انٹرنیٹ کی ویب سائٹس پر نظری معسکرات کی بھرمار ہے۔

طبی میدان میں:

سب سے پہلے نمبر پر سرجری اور ہڈیوں کے علاج اور ابتدائی طبی امداد کی مہارت حاصل کی جائے کیونکہ یہ مجاہدین کے لئے نہایت اہم ہے اور اس طرح کے تربیتی کورس ہر ملک میں عام طور پر موجود ہیں۔ اس سے برائے نام اخراجات کے بدلے میں جہاد میں نہ جاسکنے والا شخص مستفید ہو سکتا ہے۔

نشرواشاعت اور کمپیوٹرز کے میدان میں :

اپنے اندر کمپیوٹرز چلانے اور اس کو ٹھیک کرنے کی رغبت پیدا کریں اور اس کی فیلڈ میں جتنا ہو سکے تجربہ اور مہارت حاصل کریں اور اس میں آپ کی نیت جہاد فی سبیل اللہ اور نصرت دین کی ہو۔ انٹرنیٹ کے پہلوؤں سے جو چیز بھی تعلق رکھتی ہو ویب سائٹس بنانا ہو یا اس کا استعمال کرنا ہو یا پیغامات اسکین scan کر کے میل کرنا ہو اسی طرح وہ وہ مواد نیٹ سے اڑانے (غائب کرنے کا) طریقہ سیکھا جائے جو اسلام پر حملہ آور ہو۔ اسی طرح جہادی فلمیں تیار کرنے کی کیفیت ،کیمرا استعمال کرنے کا طریقہ کار ، پھر ان فلموں کو ترتیب (ڈیزائن) دے کر انٹرنیٹ پر اور جہادی ویب سائٹس پر چڑھانا(اپلوڈ کرنا)، پھر اس کو اوراق میں (یعنی کتابی شکل میں)، سی ڈیز میں کاپی کرنا(رائٹ کرنا)،اسی طرح ان کی پرنٹنگ اور طباعت کا کام کیا جائے۔ ان دنوں مجاہدین کی نشر و اشاعت کے شعبے کو ان سب کی اشد ضرورت ہے۔

حفاظتی اقدامات کے میدان میں :

انٹرنیٹ پر جو (مجاہدین کی جانب) نشر کیا جائے اس کا مطالعہ کریں اور کوشش کریں اس پر عمل کریں اور اس کی نشر و اشاعت کریں تا کہ اللہ کے دشمنوں کو محض اگر یہ معلوم ہو جائے کہ مجاہدین اور ان کے انصار و مددگار میں امن وسکون اور بے خوفی کا احساس پھیل رہا ہے، تو ان کے غیظ وغضب میں اضافہ ہو گا اور اللہ کے دشمنوں میں غیظ وغضب پیدا کرنا اور انہیں بھڑکانہ شرعی مطلب اور مقصد ہے۔ آپ کو چاہیے کہ آپ ایسے دشمن کی زبان (لینگوئج) سیکھیں پس دشمن کی زبان سیکھنا ان کی پسپائی میں فائدہ دے گا پھر جب ہم (اللہ کے حکم سے) ان کو شکست دے دیں گے تو تمام اقوام میں اپنی زبان پھیل جائے گی اور آج ہمیں ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو دشمن کی زبان سے واقف ہوں حتی کہ ہم ان کے منصوبوں کو جان لیں اور یہاں تک کہ ہم وہ ٹیکنالوجی حاصل کر لیں جو ہمیں فائدہ پہنچائے۔

حتی کہ ہم ان سے لڑیں اس زبان میں جو وہ سمجھتے ہیں یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ ان کی زبان سیکھنے سے یہ لازمی نہیں کہ آپ اپنی زبان بھول جائیں یا اپنے عقیدہ (ایمان) سے ہاتھ دھو بیٹھیں کل تک ہمیں خوف تھا کہ دشمن کی (باطل) ثقافت ہماری ثقافت پر حملہ آور ہو گی۔ لیکن آج (اللہ کے فضل و کرم سے) ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ دشمن کی ثقافتی جنگ ناکام ہو گئی اور آج زمین پر اس مغربی تہذیب کے کھوٹے پن کو کوئی ایسا نہیں ملے گا کہ جسے وہ دھوکا دے سکے کیونکہ اس کا کھوٹہ پن اور ظلم وفساد ظاہر ہو گیا ہے۔
لہٰذا ہمارا ان کی زبان سیکھنے کے لئے جدوجہد کرنا اس لئے ہے کہ ہم اسی کے ذریعے ان کی عقلوں کو مخاطب کریں اور اور ہم ان میں سے ہوں جو ان پر ثقافتی حملہ کرتے ہیں شاید ہمیں ان کے درمیان کوئی ایسا مل جائے جو (ہماری بات) غور سے سنے اور پھر وہ (دین اسلام کی طرف) مائل ہو اور کچھ عقل کے ناخن لے اور ہدایت پا جائے اور اللہ جسے چاہے ہدایت دے۔ آپ کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ یہود اپنے بچوں کو اپنے اسکولوں میں عربی سکھاتے ہیں۔

سیاسی میدان میں:

اہم خبروں اور بیانات کا مطالعہ کریں حتی کہ آپ کو نئے پیش آنے والے واقعات کا علم ہو۔

الیکٹرونکس میدان میں:

دور بیٹھے بیٹھے دھماکہ کرنے کی خاکہ کشی (ڈیزائنگ) سیکھیں اور جاسوسی آلات میں تشویش پیدا کرنے اور اس کی لہروں میں داخل ہونے کا طریقہ سیکھیں تا کہ پتہ چلایا جاسکے کہ وہ کس چیز کی تصویر بنارہی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

بہترین عملی ہتھیار:

مجاہدین اور خاص طور پر ان میں سے جو قید ہیں ان کے لیے دعا کرنا اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے کم سے کم وہ خدمت ہے جو ایک مسلمان اپنے بھائیوں کے لیے کر سکتا ہے اس حدیث کے مطابق

من لم يهتم بامور المسلمين فليس منهم

”جو کوئی مسلمانوں کے امور کا اہتمام نہ کرے وہ ان میں سے نہیں ہے“۔

☆☆☆☆☆

ترے کوچے سے ہم نکلے...

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

ٹرمپ نے شام سے مکمل اور افغانستان سے نصف فوج نکالنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ عمل درآمد نجانے ہو نہ ہو۔ تاہم افغانستان سے مکمل نکلنے کی آبرو مندانہ راہ کی تلاش میں ہے۔ سو پاکستان، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات مل کر کوشش کر رہے ہیں، امریکہ کو اس دلدل سے نکالنے کی۔ کوئی ظالم یہ نہ کہہ سکے

بڑے بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے!

امریکہ نے روشن خیال، اعتدال پسند بنانے کی خاطر ۴۹ ممالک کی افواج کی بارات لا کر افغانستان پر امریکی عوام کی خون پسینے کی کمائی کے کھربوں ڈالر کھپا ڈالے۔ حقیقی اعداد و شمار تو روزِ محشر کی سکرینوں پر ہی چلیں گے تاہم ہزاروں تابوت تو گئے ہی۔ اب امریکہ کی معیشت میں جگہ جگہ سوراخ ہو گئے۔ امریکی ہاتھی کا (ری پبلیکن پارٹی کا نشان) خون بہے جا رہا ہے۔ خبروں میں دبی ڈھکی سسکیاں تو کئی سال پہلے پڑھی تھیں کہ کئی چھوٹے شہر گرتی معیشت کی بنا پر تباہ حال ہیں۔ ناکافی امداد کی بنا پر شہروں کا بنیادی ڈھانچہ، ہسپتال، تعلیمی ادارے، سڑکیں پل جواب دے گئے۔ لوگ بڑے شہروں کو چل دیئے۔ اس پر خوبصورت غلاف چڑھا کر یہ کہہ دیا۔

"ہم نے یہ شہر فطرت، (Nature) قدرت کو واپس لوٹا دیا ہموار کر کے!"

رہی سہی کسر مختلف ریاستوں پر قہرِ الٰہی کے عذابوں کے برستے کوڑوں نے نکال دی۔ نیز کئی چین سٹور (chain store) بند ہو رہے ہیں۔ امریکہ، افغانستان سے بوریا بستر سمیٹ کر گھر جائے گا۔ بیٹھ کر رہی سہی جمع پونجی گنے گا۔ احوال کا جائزہ لے گا تو رو دے گا۔ کیونکہ مسلمان اجاڑنے کے شوق میں اپنا سارا گھر اجاڑ بیٹھا۔ اس کے نوجوان، بچے پاگل ہو گئے۔ جگہ جگہ، سکولوں، تھیٹروں میں یکا یک (اپنے بڑوں ہی کی طرح) بے وجہ فائرنگ کر کے کتنے ہی امریکی مار ڈالنے کی وبا پھیل گئی۔

عراق، افغانستان جنگوں کے سابق فوجی معذور بھیک مانگتے ملیں گے۔ نفسیاتی امراض کے ہاتھوں دیوانے، (Post Traumatic Stress Disorder)۔ جنگ زدہ، طالبان کا خوف ان کی نفسیات درہم برہم کر گیا۔ جذبات کی دنیا میں تہلکہ برپا ہو گیا۔ واپس نیم پاگل ہو کر لوٹے تو وہاں تو نہ ماں نہ خالہ پھوپھی نانی دادی۔ نہ ہی بیوی بچے۔ گرل فرینڈ، "تو نہیں اور سہی" کہہ کر اگلے سٹیشن پر جا اُتری۔ محبت، ہمدردی کی نرمی اور گرمائش کہاں تھی کہ یہ رکھنے پر کرتی۔

سو کم از کم ۵ لاکھ (۲۰۱۵ء کا عدد) امریکی فوجی PTSD کا شکار ہوئے...تاآنکہ ایک سابق فوجی ویس مور کے مطابق افغانستان میں مرنے والے فوجیوں کی نسبت زیادہ بڑی تعداد خودکشی سے مرنے والے فوجیوں کی ہے۔ بہت بھاری قیمت چکائی گئی اس جنگ کی انسانی سطح پر! خاندان (جہاں تھے) الگ بکھر گئے۔ ۴.۳۷ فیصد واپس آنے والے فوجی کسی نہ کسی شکل میں معذوری کا شکار ہوئے، جسمانی یا ذہنی۔ ۲۰۱۲ء میں ۶۰ فی صد ریٹائر کر دیئے جانے والے فوجی اوسطاً ۳۳ سال عمر کے تھے۔

طرفہ تماشا ہے کہ امریکی تو ۶ ماہ سے زیادہ میدانِ جنگ میں نہ گزار پاتے تھے۔ جبکہ افغان مسلسل ۴ عشروں سے حالت جنگ میں پیدا ہوئے پلے بڑھے۔ پہلے روسی سپر پاور کو تابوت فراہم کرتے رہے۔ بعد ازاں تن تنہا افغانوں نے پوری دنیا، اور جدید ترین مہلک ترین اسلحے اور جنگ بازی کا مقابلہ کیا! ملٹی بلین ڈالر سوال ہے، ان کی مدد کس نے کی؟ جواب تو موجود ہے مگر ہے سیکولرسٹوں کے کانوں سے دھواں نکال دینے والا:

اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَo وَ اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ (الصافات: ۱۷۲،۱۷۳)

"یقیناً ان کی مدد ضرور کی جائے گی۔ اور یقیناً ہمارا ہی لشکر ضرور غالب ہو کر رہے گا"۔

یہ صلیبی جنگ تھی' بش کے مطابق۔ مقابلے پر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانوں کا لشکر تھا۔ اللہ کے سچے وعدے پورے تو ہونے ہی تھے، سو ہوئے!

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اُتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

طالبان کی بے مثل استقامت رنگ لائی۔ امریکہ انہیں دہشت گرد کہتا تھا۔ حالات کے جبر نے مذاکرات کی خاطر اسے مؤقف بدلنے پر مجبور کیا۔ ویسے سوچیں تو ان معنوں میں 'دہشت گرد' ضرور تھے کہ سر تا پا اسلحے میں ڈوبے ہوئے امریکی خوف و دہشت سے لرز اٹھے، پیمپر پہننے پر مجبور ہوئے۔

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

رینڈ کارپوریشن کی پالیسی ساز رپورٹوں میں یہ ہدایات جاری کی تھیں کہ میڈیا میں کبھی ان کو بہادر نہ کہا جائے۔ بزدل پینٹ کریں۔ لیکن کیا کیجیے۔ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ سو

آج بول رہا ہے۔ ساری دنیا کا مکھن اب طالبان کو لگا کر رام کیا جا رہا ہے۔ ہم چار مسلمان ملک تھپک رہے ہیں، شاباش دے دے کر مذاکرات کی کامیابی کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔

امریکہ شدید مخمصے میں ہے۔ نکلنے سے پہلے امریکہ، مغرب 'افغان عورت کے حقوق کی ضمانت چاہتا ہے! ویسے بات تو یہ ہے کہ طالبان سے بڑھ کر، خود افغانوں سے بڑھ کر انہیں مسلمان عورت کا غم کھائے جا رہا ہے؟ "ماں سے بڑھ کر چاہے تو پھاپھا کٹنی کہلائے!" اور ہم اگر پوچھیں کہ تمہیں اتنی بھاری جنگ کی قیمت ادا کر کے افغان عورت کی فکر کیوں ہے؟ 'تو کون؟ میں خواہ مخواہ' کا محاورہ بھی ان پر صادق آتا ہے۔ (اگرچہ ان محاوروں کا کماحقہٗ انگریزی ترجمہ ممکن نہیں!)

امریکہ چپ کر کے بوریا بستر سمیٹ کر افغانستان سے نکل جائے۔ وہ کسی آزاد، حریت پرست قوم پر اپنا فکری، تہذیبی (بلکہ 'بد تہذیبی' کا) جبر مسلط کرنے کا کیا حق رکھتا ہے؟ بھلے امریکہ اپنی عورت کو عزت، عفت، وقار، احترام، گھر، خاندان سے محروم کر کے جنسِ بازار بنا ڈالے۔ اس شوق میں مسلم ممالک پر وہ چڑھائی کرنے، قبضہ اور سامراجی جبر آزمانے کا حق دنیا کے کس قانون، ضابطے کے تحت رکھتا ہے؟

یہ حکم نامہ جاری کرنے کا بھی حق کیوں ہے کہ افغانستان 'دہشت گردوں' کی پناہ گاہ نہ بنے؟ امریکہ نیٹو (یورپ) اسرائیل تو دنیا پر جنگیں مسلط کر کے ملکوں ملکوں موت اور عام تباہی پھیلانے کا ازلی ابدلی حق رکھتے ہیں۔ ان کی بمباریوں تلے آکر مرنے والے سارے دہشت گرد قرار عسکریت پسندی کے جملہ حقوق ان تمام بڑی سامراجی طاقتوں کو حاصل رہیں۔ جو مسلمان اپنے دفاع میں اسلحہ اٹھائے اس پر کائیں کائیں کرتے مشرق تا مغرب (بشمول رینڈ کارپوریشن مسلمان اور سکالرز فارڈالرز) سبھی ٹوٹ پڑیں؟ ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے!

پاکستان کو احتیاط برتنی چاہیے۔ مذاکرات میں ناکامی ہوئی تو امریکہ کی ہٹ دھرمی سے ہوگی۔ ہمیں افغانستان کے ساتھ رہنا ہے۔ ہم ان کے ساتھ جو کر چکے وہ کم نہیں۔ ہمسائے بدلے نہیں جا سکتے۔ جن کے آگے امریکہ، نیٹو نہ ٹھہر سکے، ہم ان کے مقابل کیونکر کھڑے ہوں گے۔ ریاست مدینہ کا حوالہ کیا لانا۔ وہاں تو کفر کا ساتھ دینا، نفاق تھا۔ ہمت حوصلہ ہو تو سورۃ النساء، توبہ، الاحزاب، الحشر، المنافقون سے نفاق، منافق کا موضوع، انجام پڑھ دیکھیے۔

؎ حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

اندرون خانہ ملک ہمہ نوع ادھیڑ بن کا شکار ہے۔ بلا سوچے سمجھے کہہ جانا۔ 'بیوروکریٹ اور وزراء بھی تجاوزات کی فہرست میں کھڑے کر دیئے؟ پورا ملک ' مجھے کیوں نکالا' کی گردان سے گونجتا رہے؟ مڈٹرم انتخابات کی بات؟ آکے بیٹھے بھی نہ تھے اور اٹھائے بھی گئے، ہو گا کیا۔

پہلے ایک حکومت مسلسل ہمہ نوع قسم دھرنوں، ایمپائر کے اشاروں سے زلزلہ بر اندام رہی۔ یہ حکومت مسلسل متنازعہ ایشوز کے گھن چکر میں ہے۔ ملک چلا رہے ہیں یا پٹھو گرم کھیل رہے ہیں؟ ایک خوش خبری اسی تسلسل ہی میں آئی ہے۔ پاکستان گدھوں کے اعتبار سے تیسرا بڑا ملک بن گیا ہے۔ حکومت نے گدھوں کا مفت ہسپتال قائم کر دیا ہے۔ سو گدھوں کی فلاحی مملکت تو بن ہی گئی۔ گدھے کی کھال اوڑھ کر ضرورت مند مفت علاج کی قسمت آزمائی کر دیکھیں، بجائے رونے دھونے کے۔ کہ، ڈبویا مجھ کو ہونے نے، گدھا ہوتا تو کیا ہوتا۔ (آؤ بھگت ہوتی، علاج مفت ہوتا!)

گدھے کو شیطان نظر آتا ہے تو ڈھینچوں ڈھینچوں کرتا ہے۔ ٹیسٹ کے طور پر اسے جگہ جگہ، جہاں آپ چاہیں کھڑا کر کے دیکھ سکتے ہیں۔ محکموں، اداروں میں۔ مگر بے چارے کا گلا ہی نہ بیٹھ جائے۔

ان دگرگوں حالات میں وزیر اطلاعات فیاض الحسن چوہان نے اطلاع دی ہے کہ سول سوسائٹی اور ثقافتی حلقوں کی فرمائش پر (حکم تو انہی کے چلتے ہیں) بسنت منانے کی اجازت دی جا رہی ہے۔ پوری دنیا کا کلچرل کچرا اکٹھا کر کے ہر وقت ہاؤ ہو کا بازار گرم رکھنے کا پاکستان نے ٹھیکہ لے رکھا ہے؟ ترقی کی ساری منزلیں سر ہو گئیں جو بسنت کا خونی کھیل، ہندو کی تہذیبی باقیات "ریاستِ مدینہ" میں منانے چلے ہیں؟ ابھی تو قوم عیاذاً باللہ، شرکیہ کرسمس اور نئے سال کی موج مستی میں رہے گی۔ سورۃ مریم اور سورۃ الکہف کے انتباہ بھلا کر۔ اپنی نصابی کتاب، القرآن الحکیم سے جہالت کی کوئی حد تو ہو! یہودی علماء فقہا اسرائیل میں کرسمس منانے کو یہودی شناخت پر حملہ قرار دے کر ہر سال تنبیہات جاری کرتے ہیں۔

؎ مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں!

☆☆☆☆☆

پاکستان میں حالات کی مختصر تصویر کشی

حسنین اوکاڑوی

اقلیتوں کے لیے مذہبی آزادی کے نام پر دباؤ بڑھانے کا نیا امریکی وار:

امریکہ نے مذہبی آزادی کی خلاف ورزیوں کا الزام عائد کرتے ہوئے پاکستان کو بلیک لسٹ میں شامل کر دیا جبکہ گزشتہ سال پاکستان کا نام واچ لسٹ میں رکھا گیا تھا۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق امریکی محکمہ خارجہ کی جانب سے جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ وزیر خارجہ مائیک پومپیو نے بین الاقوامی ایکٹ برائے مذہبی آزادی ۱۹۹۸ء کے تحت پاکستان سمیت سعودی عرب، چین، ایران، شمالی کوریا، برما، اریٹیریا، سوڈان، تاجکستان اور ترکمانستان کو بلیک لسٹ میں شامل کر دیا ہے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ اقلیتوں سے ناروا سلوک پر پاکستان پر دباؤ بڑھانے کے لیے یہ اقدام اٹھایا گیا ہے۔ امریکی وزیر خارجہ نے کہا کہ عالمی مذہبی آزادی کا تحفظ ٹرمپ انتظامیہ کی خارجہ پالیسی کی ترجیح ہے۔ امریکہ مذہبی آزادی سے متعلق ہر سال فہرست جاری کرتا ہے اور پاکستان اس فہرست میں برقرار رہا تو اس پر ممکنہ طور پر جرمانہ بھی عائد ہو سکتا ہے۔ اگر امریکی دعوے کا حقیقت پسندانہ تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ پاکستان میں آبادی کے لحاظ سے اقلیتوں کا جو تناسب ہے اس کے مقابلے میں مختلف شعبوں میں ان کی نمائندگی زیادہ ہی ہے۔ اقلیتوں کی اس ملک میں ترقی کے سازگار ماحول کے لیے کیا یہ کم ہے کہ ایک ہندو' پاکستان کی سپریم عدالت کا چیف جسٹس بن جاتا ہے، فوج کے اعلیٰ عہدوں تک رسائی بھی نہایت آسان ہی نہیں بلکہ خصوصی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ اندرون سندھ کے غریب ہندو جو اپنے مذہب کی ذات پات کی اونچ نیچ سے تنگ آکر اسلام کی آغوش میں آنا چاہتے ہیں ان کے راستے میں بھی یہ خود ہی رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں۔ ان کا قبول اسلام ان کے نزدیک مذہبی آزادی میں رکاوٹ اور ان کو قبول اسلام سے روکنے کا اقدام ان کی ڈکشنری میں مذہبی آزادی ہے۔ یہ معاملہ بھی ان کی خواہش کے مطابق ہی ہینڈل ہو رہا ہے تو پھر آخر کیا کیا جائے کہ یہ اسے مذہبی آزادی تصور کر لیں گے۔ دراصل یہ جس مذہبی آزادی کی بات کرتے ہیں، اس کا تعلق کسی مذہب سے نہیں بلکہ اس غلیظ منصوبے سے ہے جس کے ذریعے یہ شیاطین 'نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملہ آور ہونے والوں کو راستہ فراہم کرنا چاہتے ہیں۔ کسی گستاخ کو سزا نہ ہو، اس کو اس کے انجام تک نہ پہنچایا جائے' یہی ان کا ہدف ہے اور یہی ان کے نزدیک مذہبی آزادی ہے۔

بھارت کی جانب سے پاکستان کو سیکولرائز کرنے کا مطالبہ:

پاکستان کی جانب سے تسلسل سے جس طرح بھارتی حکومت کو خوش کرنے کے لیے اقدامات کیے گئے تھے بظاہر پاکستانی حکومت پر امید تھی کہ بھارت کی جانب سے آج نہیں تو کل مثبت جواب ملے گا۔ پہلے فوجی ڈاکٹرائن میں تبدیلی کا تاریخی فیصلہ کیا گیا اور فوج کے جوانوں کو یہ واضح طور پر بتایا گیا کہ "تمہارا دشمن بھارت نہیں بلکہ وہ مُلّا ہے جو نفاذِ اسلام کی بات کرتا ہے۔ یہ مولوی چاہے مدرسے میں ہو یا پہاڑوں میں، شہروں میں ہو یا کسی دور دراز کے دیہات میں اس کو ڈھونڈنا، پکڑنا اور عبرت کا نشان بنانا ملک کے وسیع تر مفاد میں ضروری ہے۔ جبکہ دوسری طرف بھارت جو متنازعہ ڈیموں کی تعمیر سے پاکستان کے دریاؤں کا پانی روک رہا ہے اور آئے روز لائن آف کنٹرول پر فائرنگ اور گولہ باری کر کے عوام کو جانی و مالی نقصان سے دوچار کرتا ہے وہ پاکستان کا دشمن نہیں"۔ اس پالیسی شفٹ کو بین الاقوامی میڈیا نے بھی رپورٹ کیا لیکن بھارت کے عزائم میں تبدیلی نہیں آئی۔ پھر جہادِ کشمیر کی پیٹھ میں چھرا گھونپا گیا اور پاکستان سے مقبوضہ کشمیر جانے والے مجاہدین کی روک ٹوک کی گئی حتیٰ کہ ان کی مخبریاں کروا کر بھی انہیں شہید کروایا گیا۔ روس میں ہونے والی جنگی مشقوں کے دوران پاکستانی فوج کے جوان اور افسر ایک تقریب میں ہندوستانی فوج کے جوانوں کے ساتھ ناچتے رہے۔ لیکن یہ ناچ گانا بھی بھارتی رویے کو تبدیل نہ کر سکا۔ پاکستانی خفیہ ایجنسی کا سابق سربراہ اپنے ہم منصب کے ساتھ مل کر وہ کچھ لکھ گیا جس سے صرف اور صرف بھارتی مفادات کو ہی فروغ ملا۔ پھر عمران خان کی حکومت آنے سے قبل فوج کی جانب سے اندرونی رابطوں کے ذریعے امن کی بھیک حاصل کرنے کی ایک اور کوشش کی گئی جس کو بھارت نے حقارت سے ٹھکرایا۔ اب کرتارپور راہداری کے ذریعے بھارت کو ایک اور تحفہ دیا گیا لیکن نتیجہ وہی صفر ہے۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق بھارتی آرمی چیف جنرل بپن راوت نے کہا ہے کہ اگر پاکستان کو بھارت سے تعلقات کو بہتر بنانا ہے تو اسے ایک اسلامی ملک کی جگہ ایک سیکولر ملک ہونا پڑے گا اور مزید کہا کہ انڈیا ایک سیکولر ریاست ہے۔ ہم دونوں کو ایک ساتھ رہنے کے لیے ہم دونوں کو سیکولر بننا ہو گا۔ اگر وہ ہماری طرح سیکولر ہونا پسند کریں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ہم ایک ساتھ رہ سکتے ہیں۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بھارت جو سیکولر ہونے کا دعویدار ہے وہاں کیا حالت ہے۔ پچھلے چند سالوں میں جس طرح ہندو شدت پسند تنظیموں کا فروغ ہوا ہے اور انہیں حکومتی سرپرستی حاصل ہے یہ بھارت کے اس جھوٹے دعوے کا پول کھولنے کے لیے کافی ہے۔ مسلمانوں کی املاک پر ہونے والے حملے اس تواتر سے ہونے لگے ہیں کہ اب مسلمان مسلسل خوف کا شکار ہیں۔ جنونی ہندوؤں کے ہاتھوں شہید کیے جانے والے مسلمانوں کی تعداد میں بھی روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور ایسا صرف مسلمانوں ہی کے ساتھ نہیں ہو رہا بلکہ عیسائیوں اور دوسری اقلیتوں کو بھی اس صورتحال کا سامنا ہے۔ ایک وائرل ویڈیو میں دیکھا جا سکتا ہے کہ ایک عیسائی عورت کو جنونی ہندو بازار میں برہنہ کر کے تشدد کا نشانہ

بناتے ہیں۔ لہٰذا سوچنے کی بات ہے کہ ہندوستان جو خود ایک تشدد پسند ریاست کے طور پر سامنے آرہا ہے کس منہ سے سیکولرزم کی وکالت کرنے لگا ہے۔ یا یہ مطالبہ کہیں اور سے سمجھایا گیا؟ جی ہاں! غور کیجئے تو امریکہ جو افغانستان سے نکلنے کے بعد اس خطے میں بھارت کو پولیس مینی کے فرائض دے کر جانا چاہتا ہے بھارت اسی کی زبان بول رہا ہے اور یہ خواہش امریکہ کی ہی ہے کہ پاکستان سیکولرزم کی جانب بڑھے۔

پنجاب حکومت کی جانب سے بسنت منائے جانے کا اعلان:

وزیر اطلاعات پنجاب فیاض الحسن چوہان کی جانب سے دسمبر کے وسط میں بسنت کی بحالی کا اعلان کرتے ہوئے بیان دیا گیا کہ بسنت فروری کے مہینے میں منائی جائے گی۔ ناچ گانوں کو سیاسی جلسوں کا حصہ بنانے کا کلچر متعارف کروانے والی تحریک انصاف کے لیے شاید بسنت بھی ایک بہانہ ہو۔ لاہور شہر کے باسیوں نے جتنے خونی واقعات پتنگ بازی کے دنوں میں اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں عقل حیران ہے کہ کس طرح وہ اس خونی کھیل کو جاری رکھنے کی حمایت کرسکتے ہیں۔ ابھی چند ہی روز قبل پتنگ کی ڈور میں پاؤں پھنسنے سے لاہور کے علاقے دھرم پورہ میں آٹھ سالہ عمر چھت سے صحن میں آگرا۔ گرا تو چارپائی پر لیکن سر اس کا لکڑی پر لگا جس کے باعث اسے شدید چوٹ آئی اور تین دن ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے بعد جاں بحق ہو گیا۔ اس کے جنازے میں بڑی تعداد میں شہریوں نے شرکت کی لیکن کوئی انصافی رہنما شریک نہ ہوا۔ ایسے واقعات چند نہیں، درجنوں نہیں سینکڑوں میں رپورٹ ہوتے رہے ہیں۔ اس باپ سے پوچھئے جس کا بچہ موٹر سائیکل پر اس کے ساتھ سوار تھا۔ اور کٹی ہوئی پتنگ کی ڈور اس کی گردن میں چلتی موٹر سائیکل پر پھری تو خنجر کی مانند کام کر گئی۔ بریک لگاتے لگاتے خون کے فوارے نکل چکے تھے یوں اس کے بچے نے اس باپ کی آنکھوں کے سامنے اس کی گود میں ہی جان دے دی اور ہسپتال تک پہنچنے سے قبل ہی وہ اگلے جہان پہنچ چکا تھا۔ اس کے علاوہ بچوں کا پتنگ لوٹتے ہوئے چھتوں سے گرنا، سڑکوں پر گاڑیوں سے ٹکرا جانا شاید دیکھنے والوں کو روز دیکھ دیکھ کر عادت سی ہو گئی ہے۔

ہاں اس وقت کچھ مختلف محسوس ہوتا ہو گا جب ان کا اپنا لخت جگر خون میں نہا جائے۔

پنجاب حکومت کی جانب سے بسنت منانے پر "اعلیٰ عدلیہ" نے بھی نوٹس لے رکھا ہے۔ دس سال پہلے اسی طرح کے خونیں واقعات کے بعد سابق شہباز شریف نے بسنت پر پابندی لگائی تھی، جسے موجودہ پی ٹی آئی حکومت نے تفریح کے نام پر اُٹھانے کا فیصلہ کیا ہے۔

مقامی ذرائع کے مطابق روشن خیال اور آزاد خیال طبقے کی آشیر باد حاصل کرنے اور اپنی حکومت کو سیکولر و لبرل ثابت کرنے کے لئے تحریک انصاف کے بعض فیصلہ ساز بسنت منانے کے پُر جوش حامی ہیں اور اسے مثبت تفریحی سرگرمی کے ساتھ ساتھ بہت اچھی معاشی سرگرمی بھی ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ چیف جسٹس نے اس سلسلے میں پہلے ہی پنجاب حکومت کو نوٹس جاری کرتے ہوئے بسنت پر عائد دس سالہ پابندی کے خاتمے کی وجوہات جاننے کے لئے جواب طلب کر رکھا ہے۔ اب آٹھ سالہ بچے کی ہلاکت نے مزید سوالات اٹھا دیئے ہیں۔ لاہور کی بڑی جماعت مسلم لیگ (ن)، جس کے دس سالہ دور حکومت میں بسنت پر پابندی برقرار رہی اب بھی وہ پابندی لگانے کی حامی ہے۔ نون لیگ کے میئر اور دیگر منتخب ارکان اسمبلی بسنت منانے کے فیصلے کے خلاف میدان میں آگئے ہیں اور اسے عوام کے تفریح کے بجائے خونی کھیل قرار دے رہے ہیں۔ لاہور کے ڈپٹی میئر حاجی اللہ رکھا نے اخباری نمائندے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ "چونکہ پی ٹی آئی حکومت کا ایجنڈا ناچ گانا، ہلہ گلہ اور مخلوط محفلوں میں شور شرابا ہے، اس لئے اکٹھے ہو کر "بوکاٹا" کے نعرے لگانا بھی ان کے ایجنڈے میں شامل ہے۔ جس تفریح میں نہ صرف بے حیائی کا پہلو نمایاں ہو کر سامنے آئے، بلکہ انسانوں کا خون بھی بہے اور اس پر کئی برسوں سے پابندی عائد کی جا چکی ہو، اسے دوبارہ شروع کرنے کی اجازت دینا عوام کو اذیت، تکلیف اور ان کا خون بہانا ہے۔ جیسا کہ چند دن قبل کے واقعے میں ہوا ہے اور ایک بچے کی موت واقع ہوئی۔

بالفرض اگر بسنت منانے کے حامی افراد اور حکومتی عناصر حفاظتی اقدامات کو یقینی بنا کر اس تہوار کو محفوظ بنا بھی لیں اور اس میں ناچ گانے اور بے حیائی کا عنصر نہ بھی شامل ہو (جس کی قطعاً امید نہیں) تب بھی بسنت تہوار کا ایک پہلو اور بھی ہے جو سب سے زیادہ اہم ہے اور ہر مسلمان کو معلوم ہونا چاہیے۔ جی ہاں تاریخ کھنگالیے تو یہ حقیقت آشکار ہو گی کہ اس خونی تفریح کے پیچھے ہندوانہ مکار ذہنیت کارفرما تھی جو ایک گستاخ رسول ہندو لڑکے کو خراج عقیدت پیش کرنا چاہتے تھے مگر مسلم سلطنت میں ان کے لیے ایسا کرنا ممکن نہ تھا لہٰذا انہوں نے تقیہ اختیار کرتے ہوئے اس گستاخ لڑکے کی سمادھی (وہ جگہ جہاں ہندو لاش جلانے کے بعد راکھ رکھتے ہیں) پر بسنت کا میلہ منانا شروع کیا۔ کیا یہ بات عجیب نہیں کہ ہندو تو بہت سے مسلم علاقوں میں رہائش پذیر تھے پھر یہ خاص لاہور میں ہی بسنت کا ایسا زور کیوں۔ وجہ اس میلے کا مرکزی مقام اس گستاخ رسول کا مرگھٹ تھا تو لاہور میں ہی تھا۔ لہٰذا جان لیجیے کہ اس تہوار سے مسلمان کسی ایک گناہ نہیں بلکہ کئی گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں اور گستاخان رسول کی دوغلی قبیح حرکت میں ان کا ساتھ دینے کا گناہ تو ایسا ہے جس کا کوئی بھی مسلمان تصور نہیں کر سکتا۔

شراب پر پابندی کے بعد مطالبہ آئے گا اقلیتیں جزیہ دیں۔ فواد چوہدری

پاکستان کی سیاسی تاریخ میں ایسی مضحکہ خیز صورتحال شاید ہی بنی ہو گی کہ ایک غیر مسلم رکن اسمبلی کی جانب سے شراب پر پابندی کے خلاف بل پیش ہوتا ہے اور اسمبلی اراکین کی

اکثریت (بشمول پی پی پی، مسلم لیگ اور تحریک انصاف) باآواز بلند رائے شماری میں No کہہ کر اس ترمیمی بل کو ناکام بناتے ہیں۔ تف ہے ان لوگوں کی عقلوں پر جو اس غلیظ اور بیہودہ نظام جمہوریت سے اسلام کے نفاذ کی آس لگائے بیٹھے ہیں۔ اس کیس کو تو ایسے دل کے اندھوں کی آنکھیں کھولنے کے لیے بھی کافی ہونا چاہیے تھا۔ کچھ اراکین اسمبلی تو بل پیش کرنے والے ڈاکٹر رمیش کمار پر جیسے پھٹ پڑے۔ رمیش کمار کئی سالوں سے شراب پر پابندی لگوانے کے لیے تحریک چلا رہے ہیں اور سپریم کورٹ تک جا چکے ہیں لیکن وہاں بھی انہیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ بھارتی ریاست بہار میں بھی خواتین کی تحریک شراب کے خلاف قانون سازی کروانے میں کامیاب ہو چکی ہے۔ خواتین کا موقف تھا کہ آئے روز کی مار پیٹ اور تشدد کی بنیادی وجہ شوہروں کا شرابی ہونا ہے۔

جیو نیوز کے پروگرام 'جرگہ' میں وفاقی وزیر اطلاعات فواد چوہدری نے کہا کہ "شراب پر پابندی لگا دیں تو اس کے بعد اگلا مطالبہ آئے گا کہ عورتیں گھروں سے نہ نکلیں۔ اس کے بعد مطالبہ آئے گا کہ اقلیتیں جزیہ دیں۔ یہ اسلام کی جو تشریح کرتے ہیں وہ تو طالبان کی ہے۔ ہم نے فیصلہ کرنا ہے کہ پاکستان کو ترقی یافتہ ملک بنانا ہے۔ یہاں پر جو آدمی اٹھتا ہے فلم پر پابندی لگا دو، شیشہ پر پابندی لگا دو، عورتیں گھر سے باہر نا نکلیں ان پر پابندی لگا دو۔ کتنی چیزوں پر پابندی لگائیں گے؟ کیا ہم نے اپنے ملک کو ایک سوسائٹی اور معاشرے کے طور پر آگے لے کر جانا ہے یا ہم نے ہر طرف سے دب جانا ہے"۔ فواد چوہدری نے ڈاکٹر رمیش کمار پر الزام لگایا کہ انہوں نے میڈیا پر رہنے کے لیے ایسا کیا ہے۔ سلیم صافی نے جب پاکستان تحریک انصاف کے رہنما ڈاکٹر رمیش کمار سے ان کا موقف جاننا چاہا تو اس نے کہا ہے کہ "شراب کا نشہ ہماری سوسائٹی کو خراب کر رہا ہے۔ ہندو مذہب میں شراب کا نشہ ممنوع ہے۔ آئین میں غیر مسلم کے نام پر شراب بیچنے کا لائسنس دینا توہین مذہب کے زمرے میں آتا ہے۔ میرے مذہب کی توہین کی جاتی ہے"۔ فواد چوہدری نے پروگرام کے دوران یہ بھی کہا کہ "ہمارے لوگوں میں تنقیدی سوچ افغانستان سے آ رہی ہے۔ کئی غیر مسلم ہوں گے جو کہتے ہوں گے اجازت ہونی چاہیے"۔ ایک سوال کے جواب میں یہ بھی کہا کہ "یہ اسلام کی جو تشریح کرتے ہیں وہ تو طالبان کی ہے۔ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ افغانستان کے اندر جو نظام تھا وہ اصل مدینہ کی ریاست تھی تو آپ کی مرضی، میرا اس پر اختلاف ہے"۔ دل کا چور کسی نہ کسی بہانے سامنے آ ہی جاتا ہے۔ اسلامی نظام کے آنے کا خوف جو ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے اس کو صاف صاف نہ بول سکیں تو یہی کہتے ہیں کہ "طالبان کا نظام آ رہا ہے طالبان آ رہے ہیں"۔ فکر نہ کیجئے جناب! آپ کے شور شرابے، واویلوں حتیٰ کہ مسلط کی گئی جنگ سے بھی شریعت یا شہادت کی ایمانی پکار دبنے والی نہیں اور یہ مبارک نظام بالآخر آ کر رہے گا۔

ریاست مدینہ کے نام پر پاکستان کو سیکولر بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے: مولانا فضل الرحمان

مولانا نے اپنے تازہ بیان میں کہا ہے کہ ریاستِ مدینہ کے نام پر پاکستان کو سیکولر اسٹیٹ بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے اور قوم کو دھوکا دیا جا رہا ہے جب کہ اسکولوں میں اسلامیات پڑھانے کے لیے غیر مسلم اساتذہ رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے ان حکمرانوں کی شکلیں ریاست مدینہ کی نہیں ہیں۔ مولانا فضل الرحمان نے کہا کہ آسیہ مسیح کیس کی طرح ممتاز قادری کیس میں قرآن و حدیث کا حوالہ کیوں نہیں دیا گیا؟ آسیہ مسیح سے متعلق سپریم کورٹ کی طرح عوام کو مطمئن کرنے کے لیے ہائی کورٹ اور سیشن کورٹ کے فیصلوں کے بھی اردو ترجمے کرائے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ جن مولویوں کے پیچھے حکمران پناہ لیتے ہیں ان کے پیچھے ہم کھڑے ہیں، ان حکمرانوں کو مولویوں کی پشت پر بھی پناہ نہیں ملے گی، میں تحریک لبیک کی تنظیم کیساتھ یکجہتی کا اعلان کرتا ہوں، ان شاء اللہ جیل بھی جائیں گے پھر بھی سڑکیں بھری رہیں گی۔ مولانا فضل الرحمان کا کہنا تھا کہ ریاست مدینہ بنائی جا رہی ہے اور یہاں ۱۱۰۰ سینما کھلے ہیں جب کہ حکومتی رپورٹ ہے کہ ۷۵ فیصد طالبات نشہ کر رہی ہیں جب ملک کا بڑا نشہ کرے گا تو نوجوانوں کو بھی یہ حق دینا ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ آج پاکستان نے اسرائیل کو تسلیم کر لیا تو فلسطینی سرزمین پر اسرائیل کے قبضے کو تسلیم کرنے کے مترادف ہو گا۔ ایک طرف ہندوستان پاکستان کی سرحد پر باڑ لگا رہا ہے اور دوسری طرف پاکستان افغانستان کی سرحد پر باڑ لگا رہا ہے، ہمیں سمجھایا جائے کہ کھیل کیا ہو رہا ہے۔

مولانا نے جو باتیں کیں سچ ہیں لیکن وہ نظام جو اسلام کی ایک جز کو ماننے اور نافذ کرنے کے لیے تیار نہیں۔ آپ ایک ملک گیر تحریک چلائیں اور وہ آخر میں ایک جز پر راضی ہو جائیں تو کیا یہ فتح ہے۔ کیا قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوا کر اس ایک معاملے میں بھی فتح ہوئی یا یہاں بھی نظام نے دھوکہ دہی کے ذریعے قادیانیت پھلنے پھولنے کے چور راستے برقرار رکھے۔ تو بجائے اس کے کہ اسلام کی ایک جز کے حصول کے لیے امت کی صلاحیتیں وسائل بے فائدہ احتجاجی جلسے جلوسوں میں کھپائے جائیں، حقیقی حل جہاد کی طرف امت کو بلایا جائے جو صرف چند اجزا کا نہیں بلکہ مکمل اسلام کے نفاذ کا راستہ ہے۔

جعلی درآمدی کمپنیوں کے نام پر ۲۰ ارب روپے کی منی لانڈرنگ:

ایف آئی اے ذرائع کے بقول اب تک کی تحقیقات میں معلوم ہوا ہے کہ اس نیٹ ورک میں جعلی کمپنیاں رجسٹرڈ کروانے والے کلیئرنگ ایجنٹ، نجی بینک، ایف بی آر اور کسٹم افسران کے علاوہ کراچی اور لاہور کے بڑے منی چینجرز شامل ہیں جنہوں نے قیمتی زرِ مبادلہ بیرون ملک منتقل کرنے کے لئے ایک انتہائی پیچیدہ اور نیا طریقہ ایجاد کیا۔ اس پر

عمل کر کے سینکڑوں کرپٹ افسران، سیاستدانوں، بیوروکریٹس اور جرنیلوں کا کالا دھن بیرون ملک منتقل کرتے رہے۔ تفصیلات کے مطابق چین سے کپڑے سمیت دیگر خام مال کے کنٹینر زبک کروانے کے لئے جانے والے تاجر اپنے مال کی قیمت چینی تاجروں کو حوالہ کے ذریعے بھجوائی جانے والی رقوم کے ذریعے ادا کر دیتے ہیں۔ تاہم انہیں اپنا سامان پاکستان بھجوانے اور اسے کلیئر کروانے کے لئے ایسے کلیئرنگ ایجنٹوں کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ فوری طور پر نا صرف رجسٹرڈ اور وی بوک آئی ڈی رکھنے والے امپورٹ کمپنی کی سہولت فراہم کر دیتے ہیں بلکہ تمام کنٹینر ز ایک لاکھ روپے فی کنٹینر ز کمیشن کے حساب سے کلیئر کرنے کی ضمانت بھی دیتے ہیں۔ ان میں کراچی اور لاہور کے کلیئرنگ ایجنٹوں کی بڑی تعداد شامل ہے۔ یہ کلیئرنگ ایجنٹ چین میں سامان کی خریداری کرنے والے تاجروں کے رابطہ کرنے پر انہیں ایک سے دو دن کے اندر ایسی امپورٹ کمپنیوں کے کوائف ارسال کر دیتے ہیں جو کہ ایف بی آر، کسٹم اور ایس ای سی پی میں مینوفیکچرنگ یونٹ کے طور پر رجسٹرڈ ہوتی ہیں۔ تاہم اصل میں ان کمپنیوں کا وجود نہیں ہوتا یہ صرف کاغذوں میں ہی چلائی جاتی ہیں۔ ایسی کمپنیاں کلیئرنگ ایجنٹ ایف بی آر کے افسران کے ساتھ ملی بھگت کر کے رجسٹرڈ کرواتے ہیں اور دنوں کے اندر ان کمپنیوں کے بینک اکاؤنٹس کھلوانے کے علاوہ امپورٹ کے لئے ان کی وی بوک آئی ڈیز بھی بنوالی جاتی ہیں ایسی جعلی کمپنیوں کو زیادہ سے زیادہ ایک سے دو ماہ تک چلایا جاتا ہے اس دوران ان کے کوائف استعمال کر کے ۲۰۰ سے ۲۵۰ تک کنٹینر ز منگوالئے جاتے ہیں اس کے بعد یہ کمپنیاں غیر فعال کر دی جاتی ہیں اور نئی کمپنیاں رجسٹرڈ کروالی جاتی ہیں، ان کمپنیوں کی خرید وفروخت پر کمپنیاں رجسٹرڈ کروانے والے ایجنٹوں اور ایف بی آر اہلکاروں کو ہر کنٹینر پر ۳۰ ہزار روپے ملتے رہتے ہیں۔ چین میں سامان خریدنے والے تاجر سامان کو شپنگ کمپنیوں کے حوالے کرنے کے بعد ان کی دستاویزات کراچی یا لاہور میں موجود کلیئرنگ ایجنٹوں کو بھجوادیتے ہیں جہاں پر یہ کلیئرنگ ایجنٹ جعلی امپورٹ کمپنیوں کے نام پر ڈیوٹی اور ٹیکس ادا کر کے یہ سامان کسٹم سے کلیئر کروالیتے ہیں، تاہم اسی دوران حوالہ اور ہنڈی کے علاوہ منی لانڈرنگ مافیا کا کردار اس نیٹ ورک میں شروع ہوتا ہے۔ چونکہ چین سے سامان خریدنے والے تاجر پہلے ہی اپنے سامان کی قیمت چینی تاجروں کو ادا کر دیتے ہیں اس لئے کلیئرنگ ایجنٹوں کی جانب سے ان کا سامان کلیئر ہونے کے بعد وہ اپنا سامان گوداموں اور مارکیٹوں میں منتقل کر دیتے ہیں ایجنٹوں کا کمیشن ادا کرنے کے بعد ان دونوں کا رابطہ ختم ہو جاتا ہے اس کے بعد کراچی اور لاہور کے بڑے ایکسچینج کمپنیوں کے مالکان اور ڈائریکٹرز جنھوں نے اپنے کلائنٹس کے لئے زرمبادلہ بیرون ملک منتقل کرانا ہوتا ہے، وہ ان کلیئرنگ ایجنٹوں سے رابطہ کرتے ہیں جس کے لئے یہ کلیئرنگ ایجنٹ چین سے سامان خرید کر آنے والے تاجروں کی جانب سے بھیجی جانے والی دستاویزات اور جعلی امپورٹ کمپنیوں کے کوائف پر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ انہوں نے بیرون ملک سے سامان منگوایا ہے اور اب انہوں نے بیرون ملک اس کی ادائیگی کرنی ہے اور اس طرح ان کمپنیوں کے بینک اکاؤنٹس کے ذریعے جعلی امپورٹ کے کاغذات پر نجی بینکوں کے ذریعے ایک بار پھر قیمتی زرمبادلہ بیرون ملک بھجوادیا جاتا ہے۔ اس طرح سے بیرون ملک سے خریدے گئے سامان کی مد میں دوبار قیمتی زرمبادلہ بیرون ملک بھجوادیا جاتا ہے۔ ایک بار وہ تاجر یہ رقم خود بھجواتا ہے جو کہ بیرون ملک سے سامان خرید کر آتا ہے اور دوسری بار اسی سامان کی دستاویزات استعمال کر کے ایجنٹ مافیا منی چینجرز کی رقم بیرون ملک منتقل کر دیتے ہیں۔ ایف آئی اے ذرائع کے بقول اس اسکینڈل پر تحقیقات کے لئے ایف آئی اے لاہور کی تین رکنی ٹیم کراچی پہنچ گئی ہے جس نے کراچی میں ایف آئی اے کے دو افسران کے ساتھ مشترکہ طور پر کام شروع کر دیا ہے۔ اس کے لئے سب سے پہلے حبیب بینک، الائیڈ بینک، اور مسلم کمرشل بینک کی انتظامیہ سے رابطہ کر کے ان مشکوک اور بے نامی اکاؤنٹس کی ٹرانزیکشنز اور ان اکاؤنٹس کا ڈیٹا حاصل کیا جارہا ہے تاکہ تحقیقات کو مزید آگے وسعت دے کر اصل ملزمان تک پہنچا جاسکے۔ ایف آئی اے ذرائع کے مطابق اب تک اس حوالہ اور منی لانڈرنگ کے حجم کا اندازہ ۲۰/ ارب روپے تک لگایا گیا ہے۔ جن حضرات کو امپورٹ ایکسپورٹ کے کام سے واسطہ پڑا ہو وہ بخوبی جانتے ہیں ہیں کہ کسٹم محکمے میں کس طرح سے کام چلایا جارہا ہے اور قومی خزانے کو کتنا نقصان پہنچایا جارہا ہے۔ یہ سیکنڈل تو اس کی ایک چھوٹا سا جز ہے جو سامنے آگیا ہے۔ کسٹم محکمے میں اعلیٰ افسران کی بڑی تعداد ان کی ہے جو فوج اور نیوی سے ریٹائرڈ ہیں۔ اگر عدالت ان کے بینک اکاؤنٹس کی تفصیلات طلب کرنے کی جسارت کرلے تو معلوم ہو جائے گا کہ قومی خزانے کو نقصان پہنچانے کے عوض ان افسران نے اپنے کیریئر میں کتنی کمائی کی۔ کیا کبھی ان سے بھی بازپرس ہوسکے گی؟

مدارس سمیت تمام تعلیمی اداروں کی سکروٹنی کا فیصلہ:

وزیراعلیٰ کی زیر صدارت سندھ ایپکس کمیٹی کا ۲۳ واں اجلاس ہوا، جس کے ایجنڈے میں ۲۲ ویں ایپکس کمیٹی کے فیصلوں پر عملدرآمد، حالیہ سیکورٹی صورتحال پر بریفنگ، نیشنل ایکشن پلان کا جائزہ، انسداد دہشت گردی مقدمات کی تحقیقات اور پراسیکیوشن پر تبادلہ خیال شامل تھا۔ ذرائع کے مطابق پولیس اور دیگر قانون نافذ کرنے والے اداروں نے نشاندہی کی تھی کہ مانیٹرنگ کے اس نظام میں نجی شعبے کی شمولیت سیکورٹی کے لحاظ سے مناسب نہیں ہوگی۔ نگرانی کے لیے کراچی میں ۱۰ ہزار کیمرے لگائے جائیں گے، جبکہ پہلے مرحلے میں ضلع جنوبی میں ریڈزون میں کیمرے لگیں گے۔

یہ کیمرے خارجی اور داخلی مقامات پر نصب ہوں گے۔ رسپانس میں پولیس، فائر بریگیڈ اور ہر طرح کا رسپانس شامل ہو گا۔ کور کمانڈر کراچی لیفٹیننٹ جنرل ہمایوں عزیز نے کہا کہ سائبر کرائم کا سسٹم ہمارا اپنا ہونا چاہئے۔ آرمی چیف کو درخواست کی جائے گی کہ وہ آرمی سائبر سیکورٹی ونگ سے سندھ حکومت کو مدد فراہم کریں۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ کالعدم تنظیموں کے بلیک لسٹڈ بری ملزمان کے خلاف اپیل دائر کی جائے گی۔ ڈی جی رینجرز میجر جنرل محمد سعید نے بتایا کہ رینجرز نے ۲۰۱۸ میں ۴۰۱۳ آپریشن کیے اور ۲۰۰۰ سے زائد گرفتاریاں کیں۔ یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ موبائل فون خریدنے یا بیچنے والے شخص کا ڈیٹا یعنی قومی شناختی کارڈ دکاندار اور اداروں کے پاس ہونا چاہیے۔ دھماکہ خیز مادہ کے کاروبار کو ریگیولرائیز کرنے کا فیصلہ بھی کیا گیا۔

اجلاس میں بتایا گیا کہ دہشت گردی میں صرف چند مدارس جبکہ ملک کے بڑے بڑے تعلیمی اداروں کے بچے بھی ملوث رہے ہیں۔ سیکریٹری داخلہ قاضی کبیر احمد نے بتایا کہ ایپکس کمیٹی کے ۲۲ ویں اجلاس کے فیصلے کی روشنی میں مدارس کی رجسٹریشن اور دیگر سرکاری و غیر سرکاری اداروں کی مانیٹرنگ کے لئے ورکنگ گروپ قائم ہو چکا ہے۔ اس کا پہلا اجلاس ۵ دسمبر ۲۰۱۸ء کو ہوا۔ اجلاس میں مدارس کی رجسٹریشن اور مدارس و دیگر سرکاری تعلیمی اداروں کی مانیٹرنگ ۳ چیزوں پر کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ فنڈنگ کے ذرائع اور اس کا استعمال یعنی کہاں سے فنڈز آرہے ہیں اور ان کا کس طرح استعمال ہو رہا ہے۔ بیرون ممالک کے طلبہ جو وہاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں، ان کی اسناد کیا ہیں۔ کور کمانڈر کراچی لیفٹیننٹ جنرل ہمایوں عزیز نے کہا کہ سرکاری اور نجی اداروں کے تحت چلنے والے تمام تعلیمی اداروں کی اسکروٹنی لازمی ہونی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ فنڈز کی ریگولیشن اور انسپکشن، ان کا استعمال اور نصاب کی بھی اسکروٹنی ہونی چاہیے اور ہم نے اس بات کی بھی اسکروٹنی کی ہے کہ وہ (تعلیمی ادارے) کہاں سے فنڈ لیتے ہیں اور ان کا کہاں پر استعمال کرتے ہیں اور کتنے غیر ملکی طلبہ کا اندراج ہے۔ نصاب میں ملک کے خلاف یا دہشت گردی کے حق میں کسی بھی طرح کا کوئی مواد شامل نہیں ہونا چاہیے۔ اجلاس کو آگاہی دی گئی کہ مدارس کی رجسٹریشن کا ڈرافٹ تیار ہو گیا ہے، جس کا جائزہ وزارت قانون لے گی۔ جو مدارس اہم سڑکوں پر قائم ہیں، ان کی منتقلی کے لیے ان کی انتظامیہ سے بات کی جائے گی۔ مدارس اہم سڑکوں پر قائم کرنے کے لیے نئی این او سی جاری نہیں کیا جائے گا۔

انصاف سے خود ہی فیصلہ کیجئے کہ جس ملک کی افواج مدارس اور تعلیمی اداروں کو ہدف بنا کر گھیرنے اور ان کی فنڈنگ کو روکنے کے درپے ہوں اور ان کی جاسوسیوں میں مصروف رہیں کیا یہ آنکھیں کھولنے کے لیے کافی نہیں کہ یہ صرف اور صرف اسلام سے ہی بغض رکھتے ہیں اور اسلام ہی کو اپنا دشمن تصور کرتے ہیں۔

مہنگا ڈالر لڑکھڑاتی معیشت ہڑپ کرنے کے درپے:

دسمبر کے آغاز میں ہی انٹر بینک میں ڈالر دوران ٹریڈنگ تاریخ کی بلند ترین سطح ۱۴۲ روپے کو چھو گیا، مگر مرکزی بینک کی مداخلت سے ڈالر ۱۳۸ روپے ۵۰ پیسے کا ہو گیا۔ ڈالر کی قدر میں اضافے اور روپے کی قدر گرنے سے سونے کی قیمت میں فی تولہ ایک ہزار روپے تاریخ کا بلند ترین اضافہ ہوا گیا۔ عالمی مارکیٹ میں سونے کی قدر ۳ ڈالر کم ہو کر ایک ہزار ۲۲۱ ڈالر فی اونس ہو گئی۔ درآمدات کنندگان نے بھی کھانے پینے اور گھریلو استعمال کی مختلف اشیا کے دام بڑھنے کا عندیہ دیا ہے۔ خشک دودھ، کھانا پکانے کا تیل، پتی اور دالیں ۵ سے ۱۰ روپے کلو تک مہنگی ہو جانے کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے۔ موجودہ حکومت کی مدت کے ۳ ماہ کے دوران اب تک ڈالر کی قدر میں ۱۸ روپے کا اضافہ ہوا ہے اور وزیر اعظم عمران خان عوام کو تسلیاں دیتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ روپے کی قدر میں کمی سے گھبرانے کی ضرورت نہیں، کچھ دنوں میں سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ملک میں سرمایہ کاری کرنے والوں کیلئے آسانیاں پیدا کر رہے ہیں اور وہ قدم اٹھا رہے ہیں، جس سے مستقبل میں ڈالر کی کمی نہیں ہو گی۔ ادھر اسٹیٹ بینک نے آئندہ ۲ ماہ کے لیے شرح سود میں ڈیڑھ فیصد اضافہ کر دیا۔ ڈیڑھ فیصد اضافے سے شرح سود کئی برسوں بعد دہرے ہندسے میں داخل ہوتے ہوئے ۱۰ فیصد تک جا پہنچی۔ گزشتہ ایک سال کے دوران روپے کے مقابلے میں ڈالر کی قیمت میں ۳۶ فیصد اضافہ ہو چکا ہے، جبکہ موجودہ حکومت کی مدت کے ۳ ماہ کے دوران اب تک ڈالر کی قدر میں ۱۸ روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ انٹر بینک میں ڈالر مہنگا ہونے اور روپے کی قدر گرنے کے باعث قرضوں میں ۷۶۰ ارب روپے کا اضافہ بھی ہو گیا۔ اسٹیٹ بینک کی جانب سے جاری اعلامیے میں کہا گیا کہ بڑھتی مہنگائی، بلند مالیاتی خسارے اور زرمبادلہ کے کم ذخائر کے سبب پاکستان کی معیشت کو درپیش مشکلات تاحال برقرار ہیں۔ بینک کے مطابق مالی سال ۱۹-۲۰۱۸ کے ابتدائی ۴ ماہ کے دوران مہنگائی کی اوسط شرح ۵.۹ فیصد تک پہنچ گئی، جبکہ گزشتہ مالی سال اسی دورانیے میں یہ شرح ۳.۵ فیصد تھی۔ دوسری جانب نیپرا نے بھی بجلی ٹیرف کا بم عوام پر گرا دیا ہے اور یکساں پاور ٹیرف نظام کا اطلاق کرتے ہوئے بجلی مزید مہنگی کر دی۔ بجلی کی قیمت میں ایک روپے ۲۷ پیسے فی یونٹ اضافے کا فیصلہ کیا گیا ہے جس کا اطلاق ماہانہ ۳۰۰ سے زائد یونٹس استعمال کرنے والوں پر ہو گا۔ اس اضافے سے صارفین پر ۱۳۰/ ارب روپے کا سالانہ بوجھ پڑے گا۔ یہ بھی اطلاعات ہیں کہ مالیاتی خسارہ پورا کرنے کے لیے منی بجٹ لانے اور ٹیکسوں میں اضافے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

عمران خان کی بہن علیمہ خان کو دو کروڑ ۹۵ لاکھ روپے جمع کرانے کا حکم:

سپریم کورٹ نے عمران خان کی بہن علیمہ خان کو ۲ کروڑ ۹۵ لاکھ روپے جمع کرانے کا حکم دیا ہے۔ بیرون ملک جائداد سے متعلق کیس کی سماعت ثاقب نثار کی زیر سربراہی ۳ رکنی بنچ

نے کی۔ دوران سماعت چیف جسٹس نے وزیر اعظم عمران خان کی بہن سے پوچھا کہ آپ نے کتنے کی پراپرٹی خریدی ہے؟ جس پر انہوں نے بتایا کہ ۳لاکھ ۷۰ ہزار ڈالر کی پراپرٹی خریدی۔ چیف جسٹس کی جانب سے مزید پوچھنے پر علیمہ خان نے بتایا کہ یہ پراپرٹی ۲۰۰۸ءمیں خریدی گئی تھی جسے گزشتہ برس فروخت کر دیا تھا۔ اس مد میں دبئی بینک سے 50 فیصد قرض لیا تھا اور 50 فیصد ہمارے اپنے پیسے تھے۔ دوران سماعت علیمہ خان کے وکیل سلمان اکرم راجا نے کہا کہ بینک ٹرانزیکشن اور اکاؤنٹس کی تفصیلات عدالت میں جمع کرا دی ہیں، جس پر چیف جسٹس نے کہا کہ پھر آپ ایک ہفتے میں ۱۸ ملین جمع کرا دیں۔ جس پر علیمہ خان کے ٹیکس کے معاملات کی تحقیقات کرنے والے کمشنر ان لینڈ نے عدالت کو بتایا کہ ہم نے دستاویزات کے تحت جو تخمینہ لگایا ہے اس کے مطابق علیمہ خان کو ۲ کروڑ ۹۵ لاکھ روپے کا ٹیکس جمع کرانا ہو گا۔ عدالت نے قرار دیا کہ علیمہ خان کو رائٹ آف اپیل ہو گا تاہم اس سے قبل انہیں ٹیکس کی رقم جمع کرانا ہو گی۔ چیف جسٹس نے ریمارکس دیئے کہ اگر ادائیگی نہیں ہوئی تو علیمہ خان کی جائداد ضبط کر لی جائے۔

سپریم کورٹ نے پانامہ کیس کے فیصلے سے نئے پاکستان کی بنیاد رکھ دی، عمران خان

پاناما پیپرز کیس کا حوالہ دیتے ہوئے عمران خان نے کہا کہ ”پہلے ادارے کسی اعلیٰ شخصیت کے خلاف کام نہیں کرتے تھے تاہم سپریم کورٹ نے پہلی مرتبہ ایک موجودہ وزیر اعظم کو احتساب کے کٹہرے میں لا کھڑا کیا“۔ ویسے اس خوش فہمی کے فروغ کے لیے واقعی میں کافی محنت کی گئی ہے کہ یہ تاثر زور پکڑے کہ اب واقعی احتساب ہوا ہے۔ لیکن پاکستان کی سیاسی تاریخ پر گہری نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ جو کچھ ہوا وہ اس جمہوری تپلی تماشے کا حصہ تھا جس پر ان جرنیلوں کی گرفت وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مضبوط ہوئی ہے جس طرح عدلیہ، اور میڈیا پر یہ مافیا حاوی ہوا ہے ایسا پہلے کبھی نہ ہو سکا تھا۔ اگر یہ عدلیہ اتنی ہی آزاد ہے تو ایک موجودہ وزیر اعظم کی طرح موجودہ چیف آف آرمی سٹاف کو کٹہرے میں لانے کا سوچ سکتی ہے۔ موجودہ کیا یہ کسی ریٹائرڈ جرنیل کو بھی سزا دلوانے کی سکت نہیں رکھتی۔

یہ ایک روزہ سمپوزیم کہ تقریب تھی جو سپریم کورٹ میں پاکستان کی بڑھتی آبادی کے موضوع پر منعقد کی گئی تھی۔ دوران تقریب چیف جسٹس نے پاکستان میں عدالتی نظام کے حوالے سے اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ اس نظام میں گزشتہ ۴ سے ۵ سال کا بوجھ نہیں ہے بلکہ اس پر پاکستان بننے سے نہیں بلکہ اس سے بھی قبل کا بوجھ ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے پاس عدالتی نظام میں جن قانون کو استعمال کیا جا رہا ہے کہ وہ پاکستان بننے سے بھی پہلے کے ہیں۔

سی این جی بندش، ادارے ذمہ داری قبول کرنے کو تیار نہیں

گیس پر اداروں کی لڑائی میں شہریوں کی زندگی اجیرن ہو گئی۔ سندھ میں ۶۳۰ پمپ بند ہونے سے ہزاروں افراد کے بے روزگار ہونے کا خدشہ ہے جب کہ برآمدات کو بھی دھچکا لگے گا۔ ٹرانسپورٹ نہ ملنے پر عوام کو پریشانی کا سامنا ہے۔ پنجاب میں بھی گھریلو صارفین کے لیے ۷ گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ شروع کر دی گئی۔ وزیر پٹرولیم غلام سرور خان نے بحران کا ذمہ دار سوئی سدرن اور سوئی ناردرن گیس کمپنی کو قرار دیتے ہوئے کہا کہ بعض گیس کمپریسر پلانٹس کی خرابی اور طلب و رسد کا تخمینہ چھپایا گیا۔ جبکہ سوئی سدرن نے پاکستان پیٹرولیم لمیٹڈ (پی پی ایل) کے الزامات مسترد کرتے ہوئے کہا کہ گیس کی مقدار میں واضح کمی آئی ہے۔ چیئرمین سی این جی ایسوسی ایشن شبیر سلیمان نے کہا کہ ہمارے ایک سی این جی اسٹیشن پر ۱۰ سے زائد افراد کام کرتے ہیں جو بے روزگار بیٹھے ہیں اور حکومت کو یومیہ ٹیکس کی مد میں کروڑوں روپے ریونیو بھی رک گیا ہے۔ دوسری طرف حیدر آباد میں سندھ سی این جی ایسوسی ایشن کے سرپرستِ اعلیٰ ڈاکٹر ذوالفقار یوسفانی نے پریس کانفرنس میں کہا سندھ میں ۶۳۰ پمپس ہیں جن پر ۴۰ ہزار لوگ کام کرتے ہیں، خیر پور، ٹنڈو محمد خان سمیت سندھ کے دیگر شہروں میں سی این جی اسٹیشنوں کی بندش کے بعد پبلک ٹرانسپورٹ بھی غائب ہو گئی۔ سندھ بھر میں گاڑیاں کم چلنے سے شہریوں کو مشکلات کا سامنا رہا۔ گیس کم آنے اور لوڈ شیڈنگ سے گھریلو صارفین کھانے کی تیاری میں پرانے چولہے استعمال کرنے اور لکڑیاں جلانے پر مجبور ہیں جبکہ خیر پور میں بااثر شخصیات کے سی این جی اسٹیشنز پر گیس بدستور بیچی جا رہی ہے۔ کراچی میں بھی پبلک ٹرانسپورٹ کا پہیہ جام ہو گیا، جس کے باعث بسوں سے دفاتر اور تعلیمی اداروں کو جانے والوں کو دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔ تاجروں اور صنعت کاروں نے صنعتوں میں اہم ترین کیپٹو پاور کی گیس سپلائی منقطع کیے جانے پر شدید تنقید کی ہے اور اسے ملکی پیداوار پر کاری ضرب قرار دیتے ہوئے برآمدات کو دھچکا لگنے کا خدشہ ظاہر کیا ہے

بھینس حکمران جماعت کے وفاقی وزیر کو لے ڈوبی:

غرور و تکبر سے بھرنے والے حکمران جن کی صنف نازک پر غریبوں کو ایک نظر دیکھنا بھی بسا اوقات گراں گزرتا ہے' کے لیے اللہ تعالیٰ نے کیا ہی عبرتناک مثال بنا کر پیش کر دی۔ کچھ عرصہ قبل تک ایک غریب خاندان کے گھر پر چڑھ دوڑنے والے وفاقی وزیر کے غنڈوں کا غصہ نہ کم ہو پاتا تھا اور اب یہ حالت ہوئی کہ سو پیاز اور سو جوتے کھانے کے مصداق اعظم سواتی نے کوئی راستہ نہ ملتا دیکھ کر بالآخر اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ جسے بلا توقف قبول کر لیا گیا۔ اعظم سواتی نے متوقع نااہلی سے بچنے کے لیے استعفیٰ دیا ہے۔ مبصرین کا یہ بھی کہنا ہے کہ اعظم سواتی کے معاملے پر وزیر اعظم ہاؤس کے گرد گھیرا تنگ ہوتا دیکھ کر وفاقی وزیر سے استعفیٰ لیا گیا ہے، لیکن اب دیر ہو چکی، بہت سی چیزیں سامنے

آنے والی ہیں۔ جے آئی ٹی رپورٹ میں ایک ملین کے چیک، امریکہ میں کیا گیا فراڈ اور دبئی کے معاملات درج ہیں۔ صحافی سلیم صافی نے دعویٰ کیا کہ عمران خان اس وقت خوفزدہ ہیں، کیونکہ جے آئی ٹی کی تحقیقاتی رپورٹ کے بعد دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہونے والا ہے، اعظم سواتی اور عمران خان کے مابین معاملات بھی سامنے آئیں گے۔ واضح رہے کہ اسلام آباد آئی جی تبادلہ کیس میں سپریم کورٹ نے اعظم سواتی کا معافی نامہ مسترد کر دیا تھا۔ چیف جسٹس نے ریمارکس دیے کہ شعور اس وقت آئے گا جب سزا ملے گی۔ عدالت خود ٹرائل کرے گی، یہ بھی دیکھے گی کہ نیب قانون کے تحت کیا کارروائی بنتی ہے۔ جسٹس ثاقب نثار نے یہ بھی کہا کہ ایک فون کال پر وزیر اعظم نے آئی جی کا تبادلہ کر دیا، کیوں نہ وزیر اعظم کو بلا کر وضاحت لی جائے۔ عدالت نے اعظم سواتی کا پیسہ ڈیم فنڈ کے لیے لینے سے بھی انکار کر دیا اور اپنے ریمارکس میں کہا کہ ایک ارب پتی آدمی ایسے لوگوں سے مقابلہ کر رہا تھا جن کے پاس دو وقت کی روٹی کھانے کے پیسے بھی نہیں تھے۔ چیف جسٹس نے استفسار کیا کہ کیا رعایا سے ایسا سلوک کرتے ہیں؟ بھینسوں کی وجہ سے کیا حاکم خواتین کو گرفتار کرواتا ہے؟ کیوں نہ اعظم سواتی کو ملک کے لیے مثال بنائیں۔ چیف جسٹس نے استفسار کرتے ہوئے کہا آئی جی صاحب آپ نے اب تک اس معاملے پر کیا کیا؟ یہ آپ کی ایک ماہ کی کارکردگی ہے؟ نئے آئی جی نے آتے ہی سرنگوں کر دیا ہے۔ اس پر آئی جی اسلام آباد نے کہا سر یہ معاملہ عدالت میں زیر التوا تھا۔ چیف جسٹس نے کہا کوئی زیر التوا نہیں تھا، آپ کو دیکھنا تھا اس معاملے میں کیا کرنا ہے۔ ثاقب نثار نے پوچھا تحریک انصاف نے اب تک اعظم سواتی کے خلاف کیا ایکشن لیا؟ یاد رہے کہ وزیر اعظم عمران خان نے وفاقی وزیر اعظم سواتی کا کام نہ کرنے اور ان کا فون نہ سننے کی وجہ سے آئی جی اسلام آباد جان محمد کو تبدیل کر دیا تھا، تاہم سپریم کورٹ نے وزیر اعظم کا یہ زبانی حکم معطل کر دیا تھا اور تحقیقات کے لئے جے آئی ٹی بنائی تھی، جس نے وفاقی وزیر کے پڑوسیوں کے ساتھ تنازع میں بطور وزیر ان کے مس کنڈکٹ کا تعین کرنا تھا۔ عدالت نے جے آئی ٹی کو ۱۴ دن میں رپورٹ پیش کرنے کا حکم دیا تھا، جبکہ اعظم سواتی اور اس کے بچوں کے اثاثے اور ٹیکس معاملات دیکھنے کی ہدایت بھی کی گئی تھی۔ جے آئی ٹی نے اعظم سواتی کے علاوہ وزیر مملکت داخلہ کو بھی شامل تفتیش کیا اور ۷ نومبر کو ایک سر بمہر عبوری رپورٹ عدالت عظمیٰ میں جمع کروائی۔ بعد ازاں ۱۹ نومبر کو حتمی رپورٹ سپریم کورٹ میں جمع کروائی گئی، جس میں اعظم سواتی اور ان کے ملازمین کو فارم ہاؤس پر جھگڑے کا ذمہ دار قرار دیا گیا۔ جے آئی ٹی رپورٹ میں بتایا گیا تھا کہ واقعے کے اگلے دن ہی وزیر مملکت برائے داخلہ اور ایس ایس پی آپریشنز اعظم سواتی کے گھر گئے، پولیس اعظم سواتی کے خاندان کے ساتھ مل گئی اور اس واقعے کی ایماندارانہ تفتیش نہیں کی، جبکہ پولیس افسران نے جان بوجھ کر غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا۔ رپورٹ کے مطابق ۳۰ اکتوبر کو فارم ہاؤس تنازع کے نتیجے میں گرفتار ہونے والے نیاز علی کی ضمانت ہوگئی اور اعظم سواتی کے بیٹے نے کہا کہ اسے ضمانت پر کوئی اعتراض نہیں، جس کے بعد معاملہ راضی نامے سے حل کر لیا گیا۔ رپورٹ میں مزید بتایا گیا کہ نیاز علی نے بتایا کہ اس کے گھر جرگہ آیا تھا، بطور پختون وہ جرگے کو انکار نہیں کر سکا اور ملزمان کو معاف کر دیا۔ رپورٹ کے مطابق اعظم سواتی کی اہلیہ نیاز علی کے گھر اس کے بچوں کے لیے کپڑے لے کر آئیں، نیاز علی کے خاندان کو رقم کی پیش کش بھی کی گئی جو اس نے ٹھکرا دی اور یہ سب سپریم کورٹ کے ازخود نوٹس کے بعد ہوا۔ رپورٹ میں بتایا گیا کہ نیاز علی خاندان کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا گیا جب کہ بطور وفاقی وزیر سینیٹر اعظم سواتی سے خصوصی طور پر نرم رویہ اختیار کیا گیا۔ رپورٹ کے مطابق مقدمے کی تفتیش پولیس کے جونیئر افسران نے کی، پولیس افسران نے جے آئی ٹی کو بتایا یہ عام نوعیت کا کیس تھا اس لیے سنجیدہ نہیں لیا گیا۔ جے آئی ٹی کی ۵ جلدوں پر مشتمل رپورٹ میں کہا گیا کہ سواتی خاندان کا موقف جھوٹ پر مبنی، بے بنیاد اور تضادات سے بھرپور ہے۔

اربوں کی املاک ریگولرائز کرانے کے لیے نیا سی ڈی اے چیئرمین لانے کی تیاریاں:

حکومت کی جانب سے سی ڈی اے کا نیا چیئرمین لانے کا مقصد بنی گالہ میں عمران خان کی رہائش گاہ اور وزیر اعظم کے قریبی دوست حفیظ پاشا کے اربوں روپے کے لگژری فلیٹ کو جائز قرار دلوانا ہے۔ اسلام آباد کنونشن سنٹر میں گرینڈ حیات نامی لگژری اپارٹمنٹس کی جگہ یا اراضی ہوٹل بنانے کے لئے لی گئی تھی۔ اسے ۴.۸ بلین روپے میں الاٹ کرایا گیا تھا۔ لیکن اب اس کی مالیت ساٹھ بلین روپے بتائی جا رہی ہے۔ دراصل یہ پلاٹ فلیٹوں کی تعمیر کے لئے الاٹ نہیں کیا گیا تھا، بلکہ اس کا مقصد ہوٹل کی تعمیر تھا اور ہوٹل اور اسپتال کی تعمیرات کے لئے پلاٹوں کی شرائط نرم ہوتی ہیں اور قیمتوں میں بھی ستر فیصد تک کمی کی جاتی ہے۔ جبکہ فلیٹوں کی تعمیر کے لئے قیمت زیادہ اور شرائط بھی سخت ہوتی ہیں۔ یہ پلاٹ پہلے ایک کنسورشیم، بی این پی کو الاٹ ہوا تھا۔ بعد ازاں بی این پی کی کنسورشیم کو ختم کر کے لمیٹڈ کمپنی بنا دیا گیا اور اس کے روح رواں حفیظ پاشا نامی کاروباری شخصیت ہیں، جو عمران خان کا انتہائی قریبی دوست بتایا جاتا ہے۔ عمران خان کی بنی گالہ رہائش گاہ کا جائزہ لینے کے لئے اسلام آباد ہائی کورٹ کے حکم پر پانچ رکنی اعلیٰ سطح کا کمیشن بنایا گیا ہے۔ دستاویزات کے مطابق بنی گالہ اسلام آباد میں عمران خان اور دیگر ۱۲۲ افراد نے مارگلہ ہل نیشنل پارک کی قیمتی زمین پر ناجائز قبضہ کیا ہے۔ مارگلہ ہل نیشنل پارک کو ۱۹۶۰ء اور ۱۹۸۰ء میں وائلڈ لائف ایکٹ کے تحت محفوظ علاقہ قرار دیا گیا تھا۔

عمران خان نے دو قوانین کی خلاف ورزی کی ہے، جس میں وائلڈ لائف ایکٹ ۱۹۸۰ء اور سی ڈی اے ریگولیشن ۱۹۹۲ء شامل ہے۔ عمران خان کا بنی گالہ میں فارم ہاؤس اس

حصے میں تعمیر ہے، جہاں رہائش گاہوں کی تعمیر پر پابندی عائد ہے۔ اسلام آباد ہائی کورٹ نے رواں سال اپریل میں بنی گالہ اور سیکٹر ای۔ ۱۱ میں تعمیرات کو مکمل طور پر غیر قانونی قرار دے کر ان کی ریگولرائزیشن کی شدید مخالفت کی تھی۔ عدالتی بنچ نے اپنے اپریل ۲۰۱۸ء کے فیصلے میں سوال اٹھایا تھا کہ اگر بنی گالہ میں تعمیرات کو باضابطہ بنانے کا ارادہ ہے تو پھر باقی ماندہ اسلام آباد میں اس قسم کی دیگر آبادیوں کے بارے میں کیا کیا جائے گا۔ اسلام آباد ہائی کورٹ کا اپنے فیصلے میں لکھنا تھا کہ بنی گالہ، شاہدرہ، بری امام اور بارہ کہو میں سیوریج یا گھروں کا فضلہ اور دیگر گند راول جھیل کے پانی کو جو راولپنڈی کو پینے کا پانی مہیا کر رہا ہے، زہریلا بنا رہا ہے۔ اسی طرح سملی جھیل میں بھی جو اسلام آباد کو پانی مہیا کرتی ہے، مری اور مری ایکسپریس وے پر تعمیر کی گئی نئی کالونیوں کا گند آرہا ہے، جس کی وجہ سے پانی پینے کے لائق نہیں رہا ہے۔ اسلام آباد ہائی کورٹ کا استفسار تھا کہ کیا کسی مراعات یافتہ شخص کو ماسٹر پلان کو نقصان پہنچانے کا فائدہ دیا جانا چاہیے؟ مستقبل کے ماحولیاتی نقصانات کا جائزہ لیے بغیر کیا کوئی غیر قانونی تعمیرات باضابطہ بنائی جانی چاہیے؟ اب دیکھنا یہ ہے کہ سی ڈی اے کا نیا چیئرمین اس ہدف کو حاصل کر پائے گا اور عدالتوں سے کسی چور راستے سے بنی گالہ رہائش گاہ کو ریگولرائز کروا سکے گا۔ اگر ایسا ہوا تو یہ اس نام نہاد عدلیہ کے اصل چہرے کو نہ صرف بے نقاب کر دے گا بلکہ عوام اس کیس کو ملک بھر میں ناجائز تجاوزات کے نام پر مسمار کی جانے والی دکانوں کے تناظر میں ہی دیکھیں گے۔ بھلا ایسا کیونکر ہو کہ ہزاروں افراد کو بے گھر اور بے روزگار کر دیا جائے لیکن حکمرانوں کی بات آئے تو اصول قوانین بدل دیے جائیں۔

آرمی چیف کا تفصیلی بیان:

پاکستانی فوج کے سربراہ جنرل قمر جاوید باجوہ کا حالیہ بیان جو فوج کے ترجمان نے میڈیا کو دی جانے والی بریفنگ کے بعد پڑھ کر سنایا ایسے حالات میں دیا گیا ہے جب امریکہ کا بوریا بستر گول ہو رہا ہے، پاکستان کی لاکھ منت سماجت کہ امریکہ کو افغانستان میں رکنا چاہیے اور پاکستان کی لاتعداد قربانیاں ہیں اور اندرون خانہ آئندہ بھی قربانیاں دینے کے عزم ظاہر کیا جارہا ہے، ہچکولے کھاتی معیشت اب یا تو بھیک کے ملے ریالوں اور تیل کے آسرے پر ہے یا چیف جسٹس کی سرکاری بھتہ وصولی مہم پر لیکن غرور و تکبر سے اکڑے ان جرنیلوں کو دیکھو تو ان کی ملک کو فتح کرنے کی مہم ہے کہ تھمنے کا نام نہیں لیتی۔ ان کی یہ حالت قرآن کریم کی اس آیت کے مصداق ہے

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَ يَمُدُّهُمْ فِیْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (البقرہ:۱۵)

”اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے اور ترقی دیتا ہے ان کو ان کی سرکشی میں (اور) حالت یہ ہے کہ وہ عقل کے اندھے ہیں“۔

کہتا ہے ”ہم پاکستان کو ایک ایک اینٹ لگا کر دوبارہ بنا رہے ہیں“ یعنی ایسا پاکستان جس کی ایک ایک اینٹ پر ان کا تصرف ہو، وہ کیسے کہاں اور کس رنگ کی رکھی جائے۔ پاکستان کیسا ہو گا کون اس کی اینٹ بننے کے لائق ہے اور جو اس لائق نہ ہو اسے بلڈوز کر دیں گے۔ یہ تعین بھی انہوں نے ہی کرنا ہے۔

کہا ”ہم چاہتے ہیں کہ یہاں آئینِ پاکستان اور قانون کی بالادستی ہو، یہاں نہ کوئی بندہ ادارے سے اور نہ ہی کوئی ادارہ ریاست سے بالاتر ہے“۔ اس بات کی تو تاریخ گواہ ہے کہ پاکستان کا آئین و قانون ایسا آل راؤنڈر ثابت ہوا ہے جس نے ایک طرف حکمرانوں کی ہر ضرورت کو پورا کیا تو دوسری طرف یہ آئین و قانون ان جرنیلوں کے ہاتھوں میں موم کی گڑیا کی مانند مسلا جاتا رہا ہے۔ اس آئین و قانون نے کبھی بھی تو کسی جرنیل کو اس کے جرائم پر قصور وار ٹھہراتے ہوئے کیفر کردار تک نہیں پہنچایا تھا۔ لیکن جرنیل تو پرفیکشنسٹ ہوتے ہیں لہٰذا بہتری کی گنجائش تو پھر بھی تھی۔ اب اہتمام کیا گیا ہے کہ جو حضرات سیاستدانوں کی طرح جرنیلوں کے احتساب کی فرمائشیں کرتے ہیں ان کے دماغ بھی ٹھکانے لگائے جائیں اور ایسی آوازیں نمودار ہی نہ ہوں اس کا بھی اہتمام فرمایا جائے گا۔ واضح بتا دیا گیا ہے کہ فوج کا اپنا احتساب کا نظام ہے۔

پھر کہا ”سب مل کر اپنا اپنا کردار ادا کریں اور ملک کو وہاں لے کر جائیں، جہاں ہمارا حق بنتا ہے“۔ اس جملے کو تو کسی وضاحت کی ضرورت نہیں یعنی کردار سب نے ادا کرنا ہے، چاہے سیاستدان ہوں، دینی شخصیات ہوں، دانشور ہوں، صحافی ہو یا زندگی کے کسی بھی شعبے کی نمائندگی کرنے والے افراد، سب نے محنت کرنی ہے لیکن کس سمت اس کا تعین بھی یہی کرینگے جبھی کہہ رہے ہیں۔ ملک کو وہاں لے کر جائیں گے جہاں ان کا حق بنتا ہے۔

میڈیا کے نمائندوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا ”آپ صرف چھ ماہ کے لیے پاکستان کی اچھی تصویریں دکھائیں ملک کی ترقی دکھائیں پھر دیکھیں پاکستان کہاں پہنچتا ہے“۔ جہاں تک اچھا دکھانے کی بات ہے موصوف کا اشارہ افواج پاکستان کے کرتوتوں کو خوشنما بنانے کر پیش کرنے کی طرف تھا۔ باقی دوسرے اداروں کا کیا حال ہے سیاستدان کتنی لوٹ مار کر رہے ہیں اس کو بے نقاب کرنے پر پابندی نہیں بلکہ اگر ہدایات کے مطابق دکھائیں گے تو کبھی کبھار لفافہ بھی مل جایا کریگا اور مطلوبہ معلومات بھی۔

یہ بھی بتایا گیا کہ افواج پاکستان نے حکومت کی تعمیراتی کاموں میں مدد کی اور بھلا کیوں نہ کرتے کہ منافع خوری کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے دینا اس فوج کا شیوہ نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

سوشل میڈیا کی دنیا سے...

زبیر منصوری نے لکھا:

وہ اکثر مجھے خود سے بھی توڑ دیتا ہے

پھر مسکراتا ہوا آتا ہے خود ہی جوڑ دیتا ہے

وَاَنَّه هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى

وہ ہنساتا ہے وہی رلاتا ہے

پہلے میری آنکھوں میں عجب نمی سی بھرتا ہے

پھر ان میں ہنستی قوس قزح چھوڑ دیتا ہے

فان مع العسر یسرا.. ان مع العسر یسرا

میں خوفزدہ ہوں تو مجھ میں یقین بھرتا ہے

گر بدگماں ہوں تو پکڑ، جھنجھوڑ دیتا ہے

امن یجیب المضطر ...وھو معکم این ما کنتم

کبھی عطا کرتا ہے عجب سکون کا عالم

کبھی شور اک عجب سا وہ چھوڑ دیتا ہے

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

کبھی اپنی چاہ میں مجھے بے حد تھکاتا ہے

پھر مجھے اس کو پانے کی نئی دوڑ دیتا ہے

والی ربک فارغب ...ففروا الی اللہ

میں اسی کا تھا بس اسی کا ہوں

یہ مجھ سے جب سنے امتحاں اور دیتا ہے

انا للہ وانا الیہ راجعون ... تم نے کہا ایمان لے آئے تو کیا آزمائے نہ جاؤ گے؟

کبھی بت بنواتا ہے مجھ سے میری آزمائش کو

پھر خود جلوہ گر ہو، روبرو اسے پھوڑ دیتا ہے

لا الہ الا اللہ.. الھکم الہ واحد لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم

اشک میرے وہ، بڑی محبت سے چنتا ہے

میں تھک اگر جاؤں، اک نیا موڑ دیتا ہے

رب انی مغلوب فانتصر ...حسبنا اللہ ونعم الوکیل ...نعم المولی ونعم النصیر ...

ولسوف یعطیک ربک فترضی

جب تھاما ہے میرا ہاتھ تو بھلا فکر ہو کیسی

بس اس بات پر وہ، ہمیشہ زور دیتا ہے!!

ان اللہ مع الصابرین... واللہ یحب المتوکلین!!!

صہیب نسیم نے لکھا:

والَّذي نَفْسِي بِيَدِه، لو أنَّ موسى كان حيًّا، ما وَسِعَه إلَّا أنْ يَتَّبِعَني

"قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر موسیٰ بھی زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے سوا کوئی چارہ نا ہوتا"۔

یہ حدیثِ نبوی ہے۔ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ مبارکہ کے بعد آپ علیہ السلام کی اتباع کیے بنا ہدایت کا پانا اور راہِ نجات کا مل جانا ممکن ہی نہیں۔

دعوت کا کام کیجیے! اور جان لیجیے کہ صحابہ سے بڑھ کر یہ کام کسی نے نا کیا، نا کر سکتا ہے! مگر وہ بھی اس بات پر تو ملول ہوتے تھے کہ ایک راہب باوصف کثیر عبادتوں کے، اسلام سے دور ہونے کے بسبب جنت نہیں پا سکا! مگر انہوں نے کبھی ہدایت کا دائرہ اتنا چوڑا کرنے کا نہیں سوچا کہ جس میں سبھی باطل ادیان کے پیروکار سما جائیں۔



ریاست مدینہ میں دین اب کافر پڑھائیں گے اور مسلمان علماء کو قید کیا جائے گا۔

ہم (موم بتی مافیا) یہودی نقش قدم پر چلتے ہوئے ریاست مدینہ بنائیں گے عوام اطمینان رکھیں ہم (موم بتی مافیا) ہی سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔

یہ مولوی تو فتنہ ہیں... یہ عالم تو شدت پسند ہیں... یہ خلافت کے داعی تو دہشت گرد ہیں۔

سرور الدین نے لکھا:

ہم نے کبھی اسرائیل کو تباہ کرنے کی بات نہیں کی:

اسرائیلی حملے میں ایرانی فوجیوں کی ہلاکت کے بعد اسرائیل پر حملہ کرنے کی بجائے ایرانی وزیر خارجہ 'جواد ظریفی' نے فرانسیسی میگزین Le Point سے بات کرتے ہوئے کہا کہ ایران نے کبھی اسرائیل کو ختم کرنے کی بات نہیں کی۔ رشیا ٹوڈے کے مطابق جواد ظریفی نے کہا کہ کسی ایرانی عہدہ دار نے کبھی اسرائیل کو تباہ کرنے کی بات نہیں کی۔

یہ ہے ایرانی حکمرانوں اور انقلاب کی حقیقت، انقلاب سے پہلے ایران برطانویوں کا آماجگاہ تھا انقلاب کے بعد امریکہ کی چراگاہ۔

عمران اسلام نے لکھا:

وائس آف امریکہ کی خبر ہے کہ

"طالبان نے قطر میں امریکی وفد کے ساتھ ہونے والے مذاکرات منسوخ کر دیے"۔

یہ خبر ہمیں کچھ نکات سمجھا رہی ہے۔

اول: طالبان فیصلہ کن قوت ہیں اور امریکی گردن شکنجے سے چھڑانا چاہ رہے۔

دوم: طالبان عسکری محاذ پر بساط الٹنے کے بعد سیاسی میز پر بھی چالیں اپنے حساب میں رکھے ہوئے ہیں۔

اگر تمام مفروضوں کو رد کر کے یہ مان لیا جائے کہ امریکہ اتنا بھی شکست خوردہ نہیں جیسا دکھایا جارہا تو یہ مان لینا چاہیے طالبان امریکہ کو میڈیائی محاذ پر ہزیمت پہنچانے کا کوئی موقع خالی نہیں جانے دے رہے اور اسے مارنے سے زیادہ گھسیٹ رہے۔

اس جنگ میں پاکستان کے علاوہ ہر فریق کو کچھ نا کچھ حاصل ہوا اور آخر بھی کچھ دے ہی جائے گا حتیٰ کے بھارت بھی اپنا الو سیدھا کرنے کی کوششوں میں ہے۔ پاکستان کے حصے میں افغانیوں کی نفرت، ہمسائیوں کے بے اعتباری، آقاؤں کی بے رغبتی، ستر اسی ہزار لاشے اور جگ ھنسائی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آنا!

ابو بکر قدوسی نے لکھا:

بلا شبہ مسلمانوں میں ایسا طبقہ موجود ہے کہ جو اسلام پر شرمندہ ہوتا ہے اور اس شرمندگی کو مٹانے کا "اپائے" اپنے ہی ہم مذہبوں پر تبراء کے ذریعے کرتا ہے۔ مولوی کے بہانے اسلامی شعار، اسلامی احکامات کی تضحیک کرتا ہے۔

لیکن نفاق کے سبب کھل کے اسلام سے برات کی ہمت نہیں ہوتی۔ سو دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے اور اہل دین کی ہمہ وقت تذلیل کے واسطے سے اس نفاق کا اظہار کرتا ہے۔

آپ حیران ہوں گے کہ جب دنیا پر اسلام کا اقتدار تھا عیسائیوں میں بھی ایسے لوگ موجود تھے کہ جو اسلام بھی نہیں لاتے تھے اور مسلمانوں کی خوشنودی کی خاطر اپنے ہی مذہبی احکامات کی یوں ہی تضحیک کیا کرتے تھے۔

زبیر خان نے لکھا:

لیجیے صاحب! کینیا چین کے بھاری قرضے ادا نہ کرسکنے پر اپنے سب سے بڑے ممباسا پورٹ سے ہاتھ دھونے جارہا ہے یہی نہیں بلکہ نیروبی میں کنٹینرز کا بڑا ڈپو بھی اس کے ہاتھ سے جائے گا۔ کیا اس خبر میں پاکستانیوں کے لئے کوئی خبر ہے؟

قرضے ہڑپ کئے کینیا کے شریفوں اور زرداریوں نے اور چُکائے کی بیچاری قوم و ریاست تو صاحب ہمالیہ سے اونچی دوستی والا دوست آج کل آپ کو کیا کیا دینے جارہا ہے؟؟؟ اور وہ کون کون سے ترینوں اور علیموں کے ہاتھ لگے گا اور پھر قیمتی اسٹر ٹیجک اثاثے کس کے ہاتھ آئیں گے؟ اب کچھ خود بھی سمجھ جاؤ سب سمجھائیں کیا؟

☆☆☆☆☆

> دُکھ کی وجہ یہ "خبر" نہیں کہ ہمیں برائیاں اچھی لگنے لگی ہیں... نہیں، نہیں... ہم الحمد للہ مسلمان ہیں... فردوس ہمارے ہی لیے سجائی گئی ہے... سونے کے تخت، چاندی کے کنگن، موتیوں کے محلات بلا آخر کسے ملیں گے؟ دودھ، شہد کی نہروں کے تذکرے ہمارے سوا اور کس کو مزا دیتے ہیں؟ جنت کے حور و قصور ہمارے نہیں تو اور بھلا کس کے منتظر ہیں...
> دُکھ اس بات کا بھی نہیں کہ ہمارے دل آخرت کی چاہتوں کے طلب گار نہ رہے، دُکھ اس بات کا ہے کہ ہماری عجلت پسند آنکھوں نے یہ سب کچھ اسی دنیا میں تلاشنا شروع کر دیا ہے"۔
>
> انجینئر احسن عزیز رحمہ اللہ

آخری منزل

عامر احمد

شرم اور افسوس سے میرا سر جھک گیا۔ میں نے ایک اہم سوال کا جواب حاصل کر لیا تھا اور آنکھیں بند کر کے سوچنے لگا کہ کاش وہ ہیرو غلط وقت پر شادی نہ کرتا تو تاریخ میں ہیرو سے زیرو نہ بنتا۔ اس شخص کا نام میجر خورشید انور تھا۔ بانی پاکستان محمد علی جناح کے پہلے سینئر ملٹری سیکریٹری میجر جنرل محمد اکبر خان کی کتاب "میری آخری منزل" میں بار بار خورشید انور کا ذکر آتا ہے۔ یہ صاحب اکتوبر ۱۹۴۷ء میں اس قبائلی لشکر کی قیادت کر رہے تھے جو مظفر آباد کو ڈوگرہ فوج سے آزاد کروانے کے بعد سری نگر کے قریب پہنچ گیا تھا لیکن یہ لشکر بارہ مولا میں غیر ضروری طور پر رُک گیا اور اس دوران بھارتی فوج سری نگر پہنچ گئی۔ میجر جنرل محمد اکبر خان ۱۹۴۷ء میں برٹش انڈین آرمی کے سب سے سینئر مسلمان افسر تھا اور جناح کے بہت قریب تھا۔ اس نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن ہر قیمت پر جموں و کشمیر کو بھارت کا حصہ بنانا چاہتا تھا اور پاکستان کی سول و ملٹری قیادت میں شامل اہم لوگ غیر اعلانیہ طور پر اس کی مدد کر رہے تھے۔

لیاقت علی خان نے جناح سے مشورہ کئے بغیر کشمیر کی آزادی کے لئے ایک منصوبہ بنانے کا حکم دیا۔ اس سلسلے میں راولپنڈی میں ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں وزیر خزانہ غلام محمد، میاں افتخار الدین، زمان کیانی، سردار شوکت حیات، کرنل اکبر خان اور خورشید انور شامل ہوئے۔ اجلاس کے بعد ان سب نے اپنے اپنے منصوبے اور حکمت عملی بنالی۔ اصل منصوبے کا نگراں سردار شوکت حیات کو بنایا گیا جو آزاد کشمیر کی فوج کے ذریعے آگے بڑھنا چاہتے تھے لیکن خورشید انور قبائلی لشکر کے ہمراہ بارہ مولا اور اوڑی تک جا پہنچا۔

میجر جنرل اکبر خان نے انکشاف کیا کہ ۲۱/ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو اس قبائلی لشکر سے متعلق جی ایچ کیو راولپنڈی سے دہلی کے آرمی ہیڈ کوارٹر کو تار کے ذریعے اطلاع دے دی گئی۔ یہ اطلاع جنرل گریسی نے ماؤنٹ بیٹن کو بھیجی اور پھر ماؤنٹ بیٹن نے بھارتی فوج کو سری نگر پہنچانے کا اہتمام کیا۔ میجر جنرل اکبر خان نے لکھا ہے کہ وزارت دفاع کا کنٹرول اسکندر مرزا کے پاس تھا اور پاکستانی وزارت دفاع جناح کے بجائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے ساتھ وفادار تھی پھر نجانے کیا ہوا کہ خورشید انور قبائلی لشکر کو چھوڑ کر واپس پشاور چلا آیا۔

میجر جنرل اکبر خان نے یہ تو لکھا کہ خورشید انور نے کرنل اکبر خان کی کئی باتیں نہیں مانیں لیکن مزید تفصیل نہیں لکھی۔ ان صاحب سے متعلق مزید تفصیل مجھے سردار شوکت حیات کی کتاب "گم گشتہ قوم" میں ملی۔ خورشید انور مسلم لیگ نیشنل گارڈ کا سربراہ تھا اور اس نے اپنے نام کے ساتھ میجر بھی لگا لیا تھا۔ وزیر خزانہ غلام محمد نے اپنے اس ککے زئی رشتہ دار کو زبردستی کشمیر آپریشن میں شامل کرایا۔

سردار شوکت حیات لکھتے ہیں کہ ہم نے جموں و کشمیر سے دو اطراف سے حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ایک طرف سے کٹھوعہ روڈ پر قبضہ کرنا تھا دوسری طرف مظفر آباد کے راستے سرینگر جانا تھا۔ منصوبے میں قبائلی لشکر شامل نہ تھا تاکہ رازداری قائم رہے۔ یہ حملہ ستمبر ۱۹۴۷ء میں کیا جانا تھا لیکن اچانک خورشید انور غائب ہو گیا۔ اس نے پشاور میں ایک مسلم لیگی خاتون سے شادی کر لی اور ہنی مون کے لئے غائب ہو گیا۔

اس شادی کے باعث حملے میں تاخیر ہوئی اور جب حملہ شروع ہوا تو خورشید انور ہائی کمان کے احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے قبائلی لشکر کو لے کر آگیا۔ بارہ مولا میں قبائلیوں نے خورشید انور کے احکامات ماننے سے انکار کر دیا جس پر وہ پشاور واپس چلا آیا اور بھارت کو اپنی فوج سرینگر پہنچانے کا موقع مل گیا۔ اگر یہ حملہ اکتوبر کی بجائے ستمبر میں کیا جاتا تو جموں اور سرینگر آزاد ہو چکے ہوتے لیکن خورشید انور نے اپنی شادی زیادہ ضروری سمجھی اور اس شادی کے باعث جموں و کشمیر پر حملے میں ایک ماہ کی تاخیر ہوئی۔

سرینگر پر بھارتی فوج کے قبضے کے باوجود مجاہدین کے حوصلے بلند تھے۔ نومبر ۱۹۴۷ء میں گلاب خان محسود کی قیادت میں قبائلی لشکر نے اوڑی میں بھارتی فوج سے بھاری مقدار میں اسلحہ چھین لیا لیکن دوسری طرف پاکستانی فوج کے انگریز افسران نے سیکریٹری دفاع اسکندر مرزا کی مدد سے وزیراعظم لیاقت علی خان کو سیز فائر پر راضی کر لیا اور یوں جموں و کشمیر کی مکمل آزادی کا خواب پورا نہ ہو سکا۔

ہر سال جب بھی پانچ فروری کو ہم کشمیریوں کے ساتھ یکجہتی کے نام پر چھٹی کر کے گھروں میں بیٹھ جاتے ہیں تو ہمیں یہ ضرور سوچنا چاہئے کہ کیا گھر بیٹھ کر یہ چھٹی منانا اخلاقی طور پر جائز ہے؟ کیا آپ بھی کشمیریوں کے ساتھ وہی نہیں کر رہے جو پاکستان کے حکمران طبقے نے بار بار کشمیریوں کے ساتھ کیا۔ پاکستان کے حکمرانوں نے اپنی غلطیوں سے کم از کم پانچ دفعہ جموں و کشمیر کی آزادی کا موقع ضائع کیا۔ یہ پہلا موقع ۱۹۴۷ء میں خورشید انور کی بے موقع شادی کے باعث ضائع ہوا۔ دوسرا موقع ۱۹۶۲ء میں آیا جب چین اور بھارت میں جنگ شروع ہوئی۔ سابق صدر ایوب خان کے پرنسپل سیکرٹری قدرت اللہ شہاب اپنی کتاب ''شہاب نامہ'' میں لکھتے ہیں کہ اکتوبر ۱۹۶۲ء کی ایک شب ڈھائی بجے مجھے ایک چینی باشندے نے جگایا اور بتایا کہ چین نے بھارت پر حملہ کر دیا ہے پاکستان موقع سے فائدہ اٹھا کر کشمیر آزاد کرا سکتا ہے۔

قدرت اللہ شہاب بھاگم بھاگ ایوان صدر پہنچے اور جنرل ایوب خان کو جگا کر چین کا پیغام پہنچایا لیکن صدر صاحب نے کہا کہ جاؤ جا کر آرام سے سو جاؤ۔ شہاب صاحب کے خیال میں صدر ایوب نے کشمیر آزاد کرانے کا سنہری موقع کھو دیا۔ ایسا ہی مشورہ ذوالفقار علی بھٹو نے بھی ایوب خان کو دیا تھا لیکن ایوب خان چین کے اتحادی بن کر امریکہ کو ناراض نہیں کرنا چاہتے تھے۔ تیسرا موقع ۱۹۶۵ء میں آیا۔ جنرل ایوب خان نے صدارتی الیکشن میں دھاندلی کے ذریعے فاطمہ جناح کو شکست دی تھی اور بچہ بچہ اسے گالیاں دے رہا تھا۔ اپنی عزت بحال کرنے کے لئے اسے فاتح کشمیر بننے کا خیال آیا اور اس نے مئی ۱۹۶۵ء میں آپریشن جبرالٹر کی منظوری دی جس کے تحت ریگولر فورسز کو مجاہدین کے روپ میں کشمیر بھیجا گیا۔ بھارت نے جواب میں انٹرنیشنل بارڈر پر حملہ کر دیا اور جنگ شروع ہو گئی۔ پاکستانی فوج اکھنور کے قریب پہنچ گئی۔

چین، ایران اور انڈونیشیا سمیت کئی ممالک پاکستان کی حمایت کر رہے تھے لیکن ایوب خان امریکہ کے دباؤ میں آ گیا اور اس نے سیز فائر کر دیا۔ بعد ازاں اس جنگ کو معاہدہ تاشقند میں ہارنے کی کوشش ہوئی لیکن اس وقت کا وزیر خارجہ ذوالفقار علی بھٹو حکومت سے باہر آ گیا اور یوں ایوب خان کے خلاف وہ تحریک شروع ہوئی جو فوجی آمر کے زوال کا باعث بنی۔

جموں و کشمیر کی آزادی کا چوتھا موقع ۱۹۹۵ء اور ۱۹۹۶ء میں آیا جب تحریک آزادی کے باعث مقبوضہ ریاست میں سرکاری مشینری مفلوج ہو چکی تھی اور مجاہدین سرینگر میں ناردرن کمانڈ ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کرنے کی پوزیشن میں تھے لیکن پاکستان میں وزیر اعظم بینظیر بھٹو اور نواز شریف کی سیاسی محاذ آرائی اور کچھ ریاستی اداروں کی سیاست میں مداخلت کے باعث کشمیر سے توجہ ہٹی رہی اور یہ موقع بھی ضائع ہو گیا۔

۱۹۹۹ء میں کارگل آپریشن ہوا۔ غلط منصوبہ بندی کے باعث اس آپریشن نے فائدے کی بجائے کشمیر کی تحریک آزادی کو نقصان پہنچایا۔ اگر سب ریاستی ادارے مل کر یہ منصوبہ بناتے تو کامیابی کا امکان روشن تھا۔ اس آپریشن کی ناکامی کے بعد جنرل پرویز مشرف نے اقتدار پر قبضہ کر لیا اور ۲۰۰۷ء میں وہ بیک ڈور ڈپلومیسی کے ذریعے کشمیر کو مذاکرات کی میز پر ہارنے کے لئے تیار ہو چکے تھے لیکن ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ مشرف کشمیر پر سرنڈر نہ کر سکا۔

۲۰۱۵ء میں وزیر اعظم نواز شریف نے روس کے شہر اوفا میں بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی سے ملاقات کی اور ملاقات کے بعد جو اعلامیہ جاری ہوا اس میں کشمیر کا لفظ غائب تھا۔ اوفا اعلامیے کے بعد نواز شریف نہیں سنبھل سکا۔ جس حکمران نے بھی کشمیریوں کی امنگوں اور آرزوؤں کے خلاف کوئی فیصلہ کیا اس کا انجام برا ہوا۔ ذرا اپنے دل سے پوچھئے کہ آپ کشمیریوں کے ساتھ کتنے وفادار ہیں؟ ۵ فروری کشمیریوں کے نام پر چھٹی مناتے ہوئے اپنے آپ سے پوچھئے کہ آپ کی آخری منزل کون سی ہے؟

☆☆☆☆☆

''ہم نہ تو اس امت سے علیحدہ ہی کچھ ہیں، اور نہ ہی اس پر مسلط ہونے والے ہیں بلکہ ہم تو اس امت کا حصہ ہیں اور اس کے خدام ہیں اس کے لیے ہم اپنی جانیں کھپاتے ہیں اس کی عزتوں کا دفاع اپنے خون سے اور اس کی آزادی کا تحفظ اپنی ارواح سے کرتے ہیں''۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

امریکہ اور عراق کی تباہی

آصف نجم سید

۲۰ مارچ ۲۰۰۳ء کو امریکہ نے عراق پر حملہ کیا، جس کے لیے جواز یہ دیا گیا کہ عراق کے پاس وسیع تباہی پھیلانے والے ہتھیار ہیں۔ اس وقت کے امریکی وزیر خارجہ کولن پاول نے سلامتی کونسل میں ایک پر مغز تقریر کی اور انٹیلی جنس رپورٹوں کو بنیاد بناتے ہوئے سلامتی کونسل کو اعتماد میں لینا چاہا لیکن ناکام رہا، کیونکہ امریکہ کی نیت میں ہی فتور تھا۔ لہٰذا سلامتی کونسل کی اجازت کے بغیر ہی امریکی فضائیہ نے بغداد پر خوفناک فضائی بم باری شروع کر دی اور کئی ہفتوں کی شدید بمباری کے بعد بالآخر امریکی اور برطانیہ کی زمینی افواج عراق میں داخل ہو گئیں۔

عراق جو پہلے ہی ۱۹۹۱ء کی جنگ اور اس کے بعد عائد کی جانے والی شدید ترین پابندیوں سے بری طرح متاثر تھا، ایک بار پھر بدترین تباہی کا شکار ہو گیا۔ امریکہ اور برطانیہ نے مشترکہ طور پر عراق کو تاراج کرکے رکھ دیا، لیکن انہیں عراق میں وسیع تباہی پھیلانے والے ہتھیار نہ مل سکے۔ بعد میں امریکہ نے بھی اس بات کا اعتراف کیا کہ عراق کے پاس وسیع تباہی پھیلانے والے ہتھیار نہیں تھے۔

اگر عراق کے پاس وسیع تباہی پھیلانے والے ہتھیار نہیں تھے تو پھر کولن پاول کون سی انٹیلی جنس رپورٹوں کے حوالے سے سلامتی کونسل کو باور کروانے میں لگا ہوا تھا؟ کیا امریکہ کو اس بات کا پہلے سے علم تھا کہ عراق کے پاس وسیع تباہی پھیلانے والے ہتھیار نہیں ہیں؟ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ عراق کے بارے میں امریکی انٹیلی جنس رپورٹیں جھوٹی، غلط اور بے بنیاد تھیں اور ان فرضی رپورٹوں کی بنیاد پر امریکہ نے عراق کو بدترین قسم کی جارحیت کا نشانہ بنایا اور اسے بری طرح تباہ و برباد کیا۔

عراق پر حملے نے امریکہ کے دامن پر سیاہ دھبہ لگایا اور یہ دھبہ ہمیشہ قائم رہے گا، کیونکہ امریکہ نے بدنیتی کی بنیاد پر عراق کو اپنی جارحیت کا نشانہ بنایا اور اس کا مقصد عراق کے وسیع تباہی پھیلانے والے ہتھیار نہیں، بلکہ عراق کو فوجی اعتبار سے اتنا کمزور اور بے بس کرنا تھا کہ جس سے اسرائیل کو مستقبل میں کوئی خطرہ نہ رہے۔ امریکہ نے اپنا مقصد حاصل کر لیا۔ امریکہ حملے کے بعد عراق بدترین انارکی کا شکار ہو چکا ہے۔ جنگ سے جو نقصانات ہوئے وہ اپنی جگہ، کار بم دھماکوں سے اب تک لاکھوں ہلاکتیں ہو چکی ہیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

عراق ایک آزاد اور خود مختار ملک تھا، اگر اس کے پاس وسیع تباہی پھیلانے والے ہتھیار ہوتے تب بھی امریکہ کو یہ حق کس نے دیا تھا کہ وہ اس پر حملہ کر کے اسے تباہ کرتا؟ اگر امریکہ کو مشرقِ وسطیٰ کے امن وامان میں اتنی ہی دلچسپی ہے کہ وہ اس خطے میں وسیع تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کی موجودگی برداشت نہیں کر سکتا تھا تو پھر اسے عراق سے قبل اسرائیل پر حملہ کرنا چاہیے تھا، جس کے پاس ۸۰۰ سے زیادہ ایٹمی وارہیڈز کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں کیمیاوی اور وسیع تباہی پھیلانے والے روایتی ہتھیاروں کے ذخائر موجود ہیں، جن کے بارے میں اقوام متحدہ سمیت پوری دنیا اچھی طرح جانتی ہے۔ لیکن امریکہ نے ایسا نہیں کیا، کیونکہ اسرائیل مشرقِ وسطیٰ میں نا صرف ایک ناسور کی شکل اختیار کر چکا ہے، بلکہ وہ امریکہ کا حلیف اور اتحادی بھی ہے۔

اقوام متحدہ نے عراق پر غلط حملہ کرنے اور اس کے نتیجے میں عراق کی مکمل تباہی اور لاکھوں انسانوں کی ہلاکتوں کے بعد امریکہ کا احتساب کیوں نہ کیا؟ خود امریکہ میں عراق کی جنگ کی تحقیقات اور اس کے ذمہ داروں کے تعیین کے لیے کوئی کمیشن کیوں نہ قائم کیا؟ عراق کی جنگ شروع کرنے میں اہم کردار ادا کرنے والے تمام امریکی آج سکون کے ساتھ زندگیاں گزار رہے ہیں۔ امریکہ میں ان کے اس گھناؤنے فعل کی مذمت کرنے والا کوئی نہیں۔ عراق کی جنگ نے امریکہ کے منہ پر کالک تھوپ دی ہے۔ آزاد دنیا امریکہ کے رعب اور فوجی قوت سے خائف ہو کر اس کی مذمت سے اجتناب کرتی ہے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ امریکہ ایک عالمی جنگی مجرم ہے، جس کے ہاتھ لاکھوں بے گناہ عراقیوں کے خون میں لت پت ہیں۔

امریکہ کے جنگی جرائم میں برطانیہ بھی برابر کا شریک ہے اور خاص کر عراق پر حملے میں برطانیہ نے غیر مشروط طور پر امریکہ کا ساتھ دیا۔ سابق برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر جس کو برطانیہ میں بش کا کتا کہا جاتا ہے، وہ عراق کی بربادی کا اتنا ہی ذمے دار ہے جتنا کہ جارج بش۔ کیونکہ ٹونی بلیئر نے امریکی صدر کو عراق پر حملے کے فیصلے کے بعد تحریری طور پر یقین دہانی کروائی تھی کہ وہ جارج بش کے ساتھ ہے، خواہ دنیا کچھ بھی کہے۔ امریکی اور برطانوی فوج نے عراق کے شہر فلوجہ پر ڈیپلیٹڈ یورنیم کے ممنوعہ ہتھیاروں کا بے دریغ استعمال کیا اور ان ہتھیاروں نے تباہ کاریوں نے عراقی شہریوں کے علاوہ خود ان ممالک

کے فوجیوں کو بھی بری طرح متاثر کیا، کیونکہ امریکہ میں عراق جنگ میں حصہ لینے والے درجنوں فوجی موت کے گھاٹ اُتر چلے ہیں، جو ڈیپلیٹڈ یورینیم ہتھیاروں سے پیدا ہونے والی تابکاری سے بری طرح متاثر ہوئے تھے۔ امریکہ اور برطانیہ نے ابتدائی طور پر روایتی بمباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس بات کا انکار کیا تھا کہ عراق میں ممنوعہ ہتھیار استعمال کیے ہیں، لیکن بعد میں اعتراف کرلیا کہ انہوں نے فلوجہ میں اس قسم کے ہتھیاروں کا استعمال کیا تھا جسے ڈیپلیٹڈ یورینیم سے تیار کیا گیا تھا۔

عراق کی جنگ اور اس میں برطانیہ کی امریکہ کے ساتھ شمولیت اپنی جگہ لیکن برطانیہ میں عراق کی جنگ کے حوالے سے قائم کیے جانے والے سرجان چلکوٹ کمیشن کی تحقیقات سے کچھ اندر کی باتیں معلوم ہوئی تھیں، جن سے ٹونی بلیئر کے کردار کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

یہ درست ہے کہ ٹونی بلیئر نے عراق پر امریکی حملے کا ساتھ دینے کا غیر مشروط فیصلہ کیا تھا لیکن یہ بھی ہے کہ اس ضمن میں ٹونی بلیئر نے امریکی صدر بش کو کچھ مناسب مشورے بھی دیے تھے، جن پر بش نے عمل نہیں کیا۔ بلیئر نے بش کو مشورہ دیا تھا کہ امریکہ عراق پر حملہ کرنے میں جلد بازی کی بجائے صبر و تحمل سے کام لے۔ بلیئر نے بش کو یہ مشورہ بھی دیا تھا کہ امریکہ عراق میں صدام حسین کی حکومت کی تبدیلی میں بھی جلد بازی سے کام نہ لے اور صدام حسین حکومت کو ہٹانے کے بجائے عراق کے وسیع تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کے خاتمے پر توجہ مرکوز کرے۔

بلیئر نے بش کو کہا تھا کہ عراق پر حملہ کرنے میں جلد بازی کی بجائے انتظار کیا جائے، تا کہ اقوام متحدہ کے نامزد کردہ انسپکٹر عراق میں اپنا کام مکمل کر کے اپنی رپورٹ اقوام متحدہ کے حوالے کردیں۔ لیکن طاقت کے نشے میں چور بش نے اپنے ناعاقبت اندیش مشیروں کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے عراق پر حملہ کردیا اور بلیئر کے مشوروں کو نظر انداز کردیا۔ جس کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ بلیئر امریکہ کا ساتھ نہ دینے کا فیصلہ کرتا، مگر وہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی عراق کے خلاف امریکہ کی اس مجرمانہ جارحیت کا حصہ بن گیا۔ چلکوٹ کی تحقیقاتی رپورٹ نے بلیئر کی سیاسی اور عوامی ساکھ برباد کر کے رکھ دی اور آج اسے برطانیہ میں وہ عزت اور مقام حاصل نہیں جو سابق وزرائے اعظم کو حاصل ہوتا ہے۔

اس کمیشن کی رپورٹ میں امریکہ کو عراق کے خلاف جارحیت کا ذمے دار قرار دیا گیا اور کمیشن کے مطابق امریکہ نے عراق پر حملے کا حتمی فیصلہ کر رکھا تھا اور اس کا تعلق اس بات سے قطعاً نہ تھا کہ صدام حسین امریکہ کے لیے کوئی خطرہ تھا یا عراق کے پاس وسیع تباہی پھیلانے والے ہتھیار تھے یا عراق کا ۱۱/۹ میں کوئی کردار بھی تھا۔ مزید یہ کہ عراق کی فوجی قوت امریکہ یا اس کے اتحادیوں کے لیے کسی بھی قسم کا خطرہ نہ تھی۔ چلکوٹ رپورٹ صاف صاف کہتی ہے کہ امریکی صدر بش سپر پاور کے صدر کے طور پر انتہائی غرور میں تھا اور امریکہ طاقت کے نشے میں چور تھا۔ چنانچہ اس نے اس انتہائی حساس معاملہ پر اپنے کسی بھی اتحادی کے مشورے کو اہمیت نہیں دی۔

بش اچھی طرح جانتا تھا عراق میں وسیع تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں سے متعلق امریکی انٹیلی جنس رپورٹیں جھوٹی اور بے بنیاد تھیں۔ عراق پر حملہ امریکہ کی بدترین اور صریح جارحیت تھی، جس نے عراق میں لاکھوں افراد کو ہلاک کیا، عراق کو بری طرح تباہ و برباد کیا، لیکن اس کے علاوہ اس جارحیت کا افسوناک پہلو یہ ہے کہ امریکہ میں آج تک کسی بھی ذمہ دار کو احتساب کے کٹہرے میں نہیں لایا گیا۔ امریکی انٹیلی جنس اداروں سے غلط رپورٹوں کے بارے میں کوئی باز پرس نہ کی گئی، اس نے امریکہ کے منہ پر کبھی نہ مٹنے والی سیاہی پھیر دی ہے۔

چلکوٹ کی رپورٹ منظر عام پر آئی تو روایتی بے حیائی، ڈھٹائی اور بے شرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بش کے ایک سابق مشیر نے بیان دیا کہ "جارج بش کو آج بھی یقین ہے کہ صدام حسین کے اقتدار سے علیحدہ کیے جانے کے بعد پوری دنیا اب زیادہ محفوظ اور بہتر حال میں ہے"۔

افسوس ناک امر یہ ہے کہ آج بھی امریکہ کے اقتدار کے ایوانوں میں وہ لوگ موجود ہیں جنہوں نے بش کو عراق پر حملے کے لیے اکسایا اور آج بھی یہ لعنتی کردار امریکی حکومت کو دیگر اسلامی ممالک پر حملوں کے لیے اکسا رہے ہیں اور ٹرمپ جیسے عقل و خرد سے عاری صدر کی موجودگی میں ہر لمحہ اس بات کے خدشات موجود ہیں کہ امریکہ پھر کسی ملک کے خلاف ننگی جارحیت کا مرتکب نہ ہوجائے۔ حقیقت یہی ہے کہ امریکہ آج بھی شتر بے مہار کی طرح دنیا بھر کے امن و استحکام کے لیے کھلا خطرہ بنا ہوا ہے۔

☆☆☆☆☆

ملا رحمت اللہ شہید کی زندگی اور کارناموں پر ایک نظر

عبدالرؤف حکمت

ملا رحمت اللہ اخند شہید کا شمار بھی ان مشہور غازیوں میں ہوتا ہے جنہوں نے افغانستان میں امارت اسلامیہ کے قیام کے لئے انتھک جدوجہد کی اور اسی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ موصوف کا نام اگرچہ زیادہ مشہور نہیں تھا لیکن وہ اسلامی تحریک کے پہلے اور اہم فوجی کمانڈروں میں سے تھے۔ ملا محمد آخوند شہید اسلامی تحریک کے پہلے فوجی کمانڈر تھے اور ملا رحمت اللہ اخند ان کے نائب کی حیثیت سے فرائض سر انجام دیتے تھے۔ ملا محمد اخوند اور ملا رحمت اللہ اخوند کی قیادت میں قندھار، ہلمند اور افغانستان کے مغربی صوبے اور کئی دیگر علاقے فتح ہوئے تاہم ابھی تک امارت اسلامیہ کی اسلامی حکومت کے سعادت بھرے دن نہ دیکھے تھے کہ شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوگئے، اس تحریر میں ان کی زندگی اور کارناموں کی مختصر تفصیل زیر قرطاس کرتا ہوں، آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ملا رحمت اللہ اخند:

شہید ملا رحمت اللہ اخند نے قندہار ضلع ارغنداب کے علاقے جازہ میں الحاج ملا فیض محمد اخند کے دیندار گھرانے میں آنکھ کھولی۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کی مسجد میں حاصل کی اور کچھ عرصہ بعد جب افغانستان پر سوویت یونین نے یلغار کی تو ان کے خاندان نے بھی ہجرت کر کے بلوچستان میں قائم سرخاب کیمپ میں رہائش اختیار کی اور وہاں پر اپنی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔

ملا رحمت اللہ اخند نے کمیونزم کے خلاف جہادی کارروائیوں میں حصہ لیا اور جہاد کی کامیابی کے بعد حصول علم کا سلسلہ دوبارہ شروع کیا اور قندہار کے علاقے سوزنی میں مولوی خدائے نظر صاحب کے مدرسے میں کچھ کتابیں پڑھیں اور بعد ازاں کوئٹہ میں مشہور عالم دین شیخ الحدیث مولانا عبدالعلی دیوبندی صاحب کے مدرسہ میں داخلہ لیا اور حصول علم کا سلسلہ جاری رکھا۔

طالبان کی اسلامی تحریک کا آغاز:

ملا رحمت اللہ اخند نے شہادت سے کچھ عرصہ قبل مشہور لکھاری ملا محمد حسین مستعد شہید کے ساتھ انٹرویو میں اسلامی تحریک کے ابتدائی دور کی کامیابیوں کے بارے میں کچھ تفصیلات فراہم کیں جو آڈیو کی شکل میں محفوظ ہیں، آیئے ان کی زبانی سنتے ہیں:

دوسرے دوستوں کے ساتھ میں بھی مولوی عبدالعلی دیوبندی صاحب کے مدرسے میں حصول علم میں مصروف تھا کہ اطلاع ملی کہ قندھار میں شر اور فساد کے خلاف طالبان کی اسلامی تحریک شروع ہوئی ہے۔ میں نے ملا داد اللہ اخوند، مولوی عبدالغفور، مولوی عبدالوکیل متوکل اور دیگر دوستوں کے ہمراہ قندھار کا رخ کیا، قندھار پہنچنے کے بعد پتہ چلا کہ ملا محمد عمر مجاہد کی قیادت میں ضلع میوند کے علاقے سنگیسار میں اسلامی تحریک کا آغاز ہوا ہے۔ ہم بھی وہاں گئے اور تحریک میں شامل ہوگئے۔

اسلامی تحریک کی قیادت نے مجاہدین کا ایک گروپ تشکیل دیا، ملا رحمت اللہ اخند کو اس گروپ کا سربراہ مقرر کیا گیا جن میں ملا داداللہ شہید اور امارت کے بہت سارے سینئر فوجی رہنما شامل تھے۔ ملا رحمت اللہ نے کہا کہ ہم نے سب سے پہلے پاشمول کے علاقے میں ظالم کمانڈر داروخان اور صالح کی چیک پوسٹوں پر حملہ کیا، اس جنگ میں ہم دو سو طالبان تھے جن میں صرف ۵۰ ساتھی مسلح تھے۔

ملا رحمت اللہ اخند نے سنزری، ڈنڈ اور دیگر علاقوں کی فتوحات کی تفصیل بتانے کے بعد کہا کہ ملا محمد اخند شہید کی قیادت میں مجاہدین نے سرحدی شہر اسپین بولدک کو فتح کیا اور اس کے بعد طالبان نے قندھار کے مرکز کو فتح کرنے کی منصوبہ بندی کی، ملا محمد آخوند کو سربراہ اور ملا رحمت اللہ اخوند کو ان کا نائب مقرر کیا گیا، انہوں نے نہایت بہادری سے قندہار پر حملہ کر کے شہر پر اپنا کنٹرول قائم کیا اور قندہار کو مکمل طور پر فتح کیا۔

ملا رحمت اللہ اخند نے بولدک کو فتح کرنے کے بعد قندھار کے انزرگی، قشلہ جدید اور دھلی بند کی جنگوں میں شرکت کی، اس کے بعد ملا محمد اخند کو قندھار کے کور کمانڈر تعینات ہوئے تو ملا رحمت اللہ اخند کو ان کا نائب مقرر کیا۔ ہلمند کے شمالی اضلاع میں جرائم پیشہ عناصر کے خلاف جہادی کارروائیوں میں ملا رحمت اللہ اخند نے اہم کردار ادا کیا اور قلعہ ساروان اور گجی کی جنگ میں دشمن کو شکست دی۔

ملا رحمت اللہ اخند کی عمر اس ۲۳ سال تھی لیکن وہ باصلاحیت، بہادر اور منصوبہ ساز تھے اس لئے وہ مجاہدین میں بہت مقبول ہوئے اور امارت اسلامیہ کے بانی ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ ہمیشہ ان کے ساتھ فوجی امور کے بارے میں مشورہ اور ان پر زیادہ اعتماد کرتے تھے۔ عسکری امور میں بڑی بڑی ذمہ داریاں ان کے سپرد کی جاتی تھیں وہ نہایت خوش اسلوبی اور ایمانداری سے انجام دیتے تھے۔

ملا رحمت اللہ اخند جو اسلامی تحریک کے ابتدائی دور میں ملا محمد اخند کے قریبی ساتھی تھے اور ان دونوں کی بہت ساری خصوصیات ہم مثل تھیں۔ دونوں کی رائے یہ تھی کہ جنگ

کے میدان میں مخالفین کو غیر ضروری طور پر قتل کرنے سے اجتناب کیا جائے اور حتی الوسع کوشش کی جائے کہ مخالفین کو مارنے کے بجائے انہیں راہ فرار اختیار کرنے کا موقع دیا جائے تاکہ قتل عام بھی کم ہو اور وطن عزیز کو بھی لاقانونیت اور ظالمانہ نظام سے نجات دی جائے۔ ملا رحمت اللہ اخوند کے ایک دوست نے کہا کہ ہلمند ضلع سنگین کے علاقے گرماوک پہاڑ میں ملا رحمت اللہ نے دشمن کے چند افراد کو گرفتار کیا اور ان سے ہتھیار لے کر انہیں بھاگنے کی ہدایت کی اور بتایا کہ ایسا نہ ہو کوئی آپ کو قتل کرے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اسلامی تحریک کے ابتدائی دور میں انسانی جانوں کے بہت کم ضیاع سے افغانستان کے نصف سے زیادہ رقبے پر اسلامی نظام نافذ کر کے لاقانونیت، کرپشن اور فساد کو ختم کیا۔

ملا محمد اخند کے معاون کی حیثیت سے:

مغربی افغانستان کے صوبوں فراہ، نیمروز اور ہرات میں طالبان اور کمانڈر اسماعیل خان کی فورسز کے درمیان گھمسان کی جنگ جاری تھی، کئی بار طالبان فراہ اور نیمروز صوبوں کو فتح کرنے کے قریب پہنچے لیکن اسماعیل خان، کریم بلوچ اور غفار اخندزادہ ودیگر جنگجو کمانڈروں نے مجاہدین کو دوبارہ ہلمند تک پیچھے دھکیل دیا۔ اس جنگ کی کمان ملا محمد اخوند کے سپرد تھی جبکہ ملا رحمت اللہ اخند نے میدان شہر اور چہار اسیاب میں فرنٹ لائن کی کمان سنبھال رکھی تھی اور ضرورت کے تحت انہیں مغربی محاذ کو بھی بلایا جاتا تھا۔

صوبہ ہرات کو فتح کرنے سے قبل جب ملا محمد اخوند زخمی ہوئے تو ملا رحمت اللہ اخند کو ان کے جنگی محاذ کا سربراہ مقرر کیا گیا اور ملا محمد اخوند کی صحت یابی تک وہ ذمہ داریاں انجام دیتے تھے۔ جب ملا محمد اخوند صحت یاب ہو کر واپس آئے تو اسی وقت کمانڈر اسماعیل خان نے صوبہ فراہ پر حملہ کیا اور طالبان کو ضلع گلستان سے پسپا کر دیا، اس وقت ملا رحمت اللہ بھی ان کے شانہ بہ شانہ کھڑے تھے، ان کے قریبی ساتھی ملا عبدالغفار اخند کہتے ہیں کہ جب ضلع دلارام کی جنگ میں شدت آئی تو ملا رحمت اللہ اخوند اپنے دس ساتھیوں کے ہمراہ دن بھر مزاحمت کرتے رہے۔

دلارام کے بعد طالبان ہلمند کے شوراب علاقے میں مورچہ زن ہو گئے، ان کی افرادی قوت بھی کم تھی اور ہتھیار بھی ناکافی تھے لیکن انہوں نے شوراب علاقے میں کمانڈر اسماعیل خان کے جنگجوؤں کی پیشرفت کا راستہ روکا، اس دوران ملا محمد اخوند شہید ہو گئے تو ملا رحمت اللہ اخوند نے ان کی لاش کو تمام تر خطروں کے باوجود اٹھا کر دشمن کے قبضے سے بچا لیا۔ ملا رحمت اللہ نے جنگ کی کمان سنبھالتے ہوئے ہلمند کے ضلع گرشک میں فرنٹ لائن قائم کر دی۔ اس وقت اسلامی تحریک کے سربراہ ملا محمد عمر مجاہد نے ملا مشر شہید، ملا محمد ربانی اور کئی دوسرے رہنماؤں کو ان کی مدد کے لئے ہلمند بھیج دیا اور ملا رحمت اللہ کو ملا محمد اخوند کی جگہ عمومی کمانڈر مقرر کیا، مجاہدین نے گرشک میں کمانڈر اسماعیل خان کے جنگجو پر حملہ کر کے ان کو شکست دی اور ان کا تعاقب جاری رکھ کر صوبہ ہرات کو بھی فتح کیا۔

صوبہ ہرات کی فتح ایک بڑی اور اسٹریٹیجک کامیابی تھی جس کی خوشی میں کچھ مجاہدین نے ہوائی فائرنگ کی لیکن ملا رحمت اللہ نے ان کو منع کیا اور غیر ضروری فائرنگ کو بیت المال کے ساتھ خیانت قرار دیا۔

شہادت:

ہرات کی فتح کے بعد ملا رحمت اللہ اخند کو کابل کے چہار آسیاب کی کمان کی ذمہ داری دی گئی، چہار آسیاب میں انہوں نے اس سے پہلے بھی جہادی فرائض انجام دیئے تھے اور ایک بار زخمی بھی ہوئے تھے اور دوسری بار بھی نہایت دیانتداری اور خوش اسلوبی سے فرائض انجام دیئے۔

ملا عبدالغفار اخوند جو چہار آسیاب میں ملا رحمت اللہ اخند کے قریبی ساتھی تھے، کہتے ہیں کہ: ملا رحمت اللہ ایسے کمانڈر نہیں تھے کہ مشکل محاذ پر دوسرے ساتھی کو بھیجتے بلکہ سب سے پہلے خود وہاں پہنچنے کی کوشش کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ چہار آسیاب کی فرنٹ لائن میں ایک بار رات کو میں جاگ گیا تو دیکھا کہ تور سر نامی پہاڑ سے فائرنگ ہو رہی ہے، میں نے سوچا کہ شاید دشمن نے اس پہاڑ پر قبضہ کیا ہے، میں نے ملا رحمت اللہ اخند کو جگایا کہ وہ کسی کو بھجوا کر صورتحال معلوم کریں لیکن ملا رحمت اللہ اخند نے رات کو خود جا کر پتہ کیا اور صورتحال کا جائزہ لیا۔

ملا رحمت اللہ اخند کے دوستوں کا کہنا ہے کہ قربانی کے جذبے سے سرشار تھے اور ہمیشہ فرنٹ لائن کے مورچوں میں خطرناک پوزیشن پر جاتے تھے اور حملے سے قبل دشمن کے مورچوں، بارودی سرنگوں اور جنگی محاذ کی معلومات خود حاصل کرتے تھے اور آخرکار ان کی شہادت بھی اس وقت ہوئی جب وہ دشمن پر حملے کے لئے صورتحال کا جائزہ لے رہے تھے۔

ان کے چچازاد بھائی ملا تاج محمد اخوند کہتے ہیں کہ: چہار آسیاب ریشخورو کے علاقے تپہ سکڈ میں ملا رحمت اللہ اخند، مشہور کمانڈر ملا داد اللہ اخوند کے ہمراہ دشمن کے مورچوں کی

معلومات حاصل کرنے اور صورتحال کا جائزہ لینے میں مصروف تھے کہ ملا داد اللہ اخوند پر بارودی سرنگ کا دھماکہ ہوا اور ان کی ایک ٹانگ کٹ گئی اور اُنہوں نے اُسی وقت ملا رحمت اللہ اخند کو دوسری جانب پھینک دیا جن پر دوسرے بم کا دھماکہ ہوا اور وہ موقع پر شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

چند کارنامے:

ملا رحمت اللہ کے چچازاد بھائی ملا تاج محمد کا کہنا ہے کہ: وہ ایک حقیقی اور مخلص مجاہد تھے، مال اور دولت سے لاتعلق تھے، ایک بار ایک سرمایہ دار شخص نے ان اور ان کے دیگر دو ساتھیوں کے ساتھ مالی تعاون کیا لیکن انہوں نے وہ رقم بیت المال میں جمع کرا دی اور کہا کہ اگر میں کمانڈر یا امارت اسلامیہ کا ذمہ دار شخص نہ ہوتا تو وہ مجھے اتنی بڑی رقم نہیں دیتے۔

امارت اسلامیہ کے بانی ملا محمد عمر مجاہد نے کئی بار ملا رحمت اللہ اخوند کو قیمتی گاڑی فراہم کی لیکن وہ اچھی گاڑی سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے تھے اور ہر بار قیمتی گاڑی وصول کر کے اپنے دوستوں کو دیتے تھے اور خود عام گاڑی میں سفر کرتے تھے، اچھے اخلاق اور اخلاص کی وجہ سے امارت اسلامیہ کے سربراہ ان سے خصوصی تعلق قائم رکھتے تھے۔ ان کی شہادت سے وہ بہت رنجیدہ ہوئے اور ساتھیوں کو بتایا کہ وہ ان کی شہادت کا اعلان نہ کریں بلکہ خفیہ طور پر انہیں اپنے آبائی گاؤں میں سپرد خاک کریں۔ ان کی شہادت کے بعد بھی امیر المؤمنین ان کے گھر جاتے، ان کے قریبی رشتہ داروں کی خبرگیری کرتے اور ان کے لئے دعا کرتے۔

ملا رحمت اللہ شہید کی فوجی صلاحیت اور استحکام کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک بار عید کے موقع پر صوبہ میدان شہر میں فرنٹ لائن کے اکثر مجاہدین چھٹی پہ گئے تھے، احمد شاہ مسعود کے جنگجوؤں نے بڑا حملہ کیا، اس وقت ملا رحمت اللہ اخند صرف ۸ ساتھیوں کے ساتھ مقابلہ کر رہے تھے اور دشمن کے ۳۰۰ اہلکاروں نے اچانک حملہ کیا اور کچھ علاقوں پر قبضہ بھی کیا لیکن بعد ازاں اللہ کی مدد سے انہوں نے دشمن کا حملہ پسپا کر دیا اور اس کو بھاری جانی و مالی نقصان سے بھی دوچار کر دیا۔

ملا رحمت اللہ اخند نے بڑے بڑے کارنامے انجام دے کر ۲۳ سال کی عمر میں شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے، انہوں نے پسماندگان میں صرف ایک بیٹا چھوڑ دیا جو ابھی حصول علم میں مصروف ہے لیکن ان کا جہادی محاذ اب بھی فعال اور امریکہ کے خلاف جہاد میں سرگرم عمل ہے اور اس بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ امریکہ کے خلاف جہاد میں ان کے خاندان کے چھ افراد شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو چکے ہیں۔

رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ

☆☆☆☆☆☆

بقیہ: لا دینیت کے داعی ___ مسلمان معاشرے کے لیے بڑا خطرہ

بلکہ یہ تو انسان ہی کی الوہیت کے قائل ہیں اور شرعی ضابطے سے علیحدگی کو آزادی کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے میزان اور اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ عدل کے برخلاف مساوات کے نام سے اپنی اصطلاح اور اس کی ایسی تعبیر رکھتے ہیں جس کو باحیا معاشرے سننے سے بھی عار کھائیں۔ ایک مسلمان کی سعی کا محور تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے آگے کھڑے ہونے کا خوف اور آخرت کی کامیابی کا حصول ہوتا ہے لیکن یہ طبقہ تو اس عقیدے کے ساتھ استہزاء کرتا ہے اور دنیا کی مختصر زندگی ہی کو کل سمجھتا ہے۔ والعیاذ باللہ!

لیکن مسئلہ یہ بھی ہے کہ یہ اپنے افکار کو واضح طور پر اسلام سے متصادم دین کے طور پر پیش نہیں کرتے۔ ان کے نام ہمارے ہی ناموں جیسے اور نسبت بھی ہمارے ہی علاقوں سے ہے۔ اس لیے یہ بڑی آسانی سے اپنی سرگرمیاں انجام دے رہے ہیں۔

اور یہ بات اپنی جگہ پر حقیقت ہے کہ اس گروہ میں روافض اور قادیانیوں کی خاصی تعداد موجود ہے جن کا اول و آخر مقصد ہی اہلِ سنت کے دین حنیف میں نقب لگانا اور اہلِ سنت علماء وعوام کو نقصان پہنچانا ہے۔ اس لیے نہایت ضروری ہے کہ لادینیت کے افکار و نظریات کا بطلان کیا جائے، معاشرے میں پھیلی ان کی جڑوں کو کاٹا جائے۔

مہاجر کیمپوں، سیلاب زدہ علاقوں، دور دراز کے پہاڑی علاقوں میں ان کی سرگرمیوں کی نگرانی کی جائے، پوش علاقوں میں واقع ان کے دفاتر غرض ہر جگہ ان کا پیچھا کیا جائے، ان کی عسکری شاخوں کا کھوج لگایا جائے اور ان لوگوں کے باطل افکار کا مقابلہ قرآن و احادیث کے دلائل وبراہین سے کیا جائے یہاں تک کہ اس گروہ کے سامنے واضح ہو جائے کہ

قل ان ھدی اللہ ھو الھدی

''کہہ دیجیے کہ اللہ کی دی ہوئی ہدایت ہی درحقیقت ہدایت ہے''۔

☆☆☆☆☆

مذاکرات کی میز کے سامنے دو طاقتیں: امارت اسلامیہ اور امریکہ

ڈاکٹر عمر منصور

کمزور کو اپنا ہم پلہ سمجھ کر آمنے سامنے بٹھانا عالمی اصطلاح میں مدِ مقابل کی قوت کو ماننے، اور اس کی دور رس دماغی، اور فکری وسعت کی قبولیت پر دلالت کرتا ہے۔

امریکہ اور امارت اسلامیہ کے درمیان مذکرات میں نشیب و فراز دیکھ کر قرآنی اسلوبِ جنگ میں شکست و فتح کا تقابل افغانی مجاہدین کی فتح اور امریکی سورماؤں کی شکست پر منتج ہوتا ہے اس کی نظائر غزوہ احزاب اور فتحِ مکہ کے تناظر میں دیکھنے سے ان غزوات کی یادیں دوبارہ تازہ ہو جاتی ہیں۔

جب پوری عرب طاقتیں اپنے لاؤ لشکر، اُس وقت کی جدید ٹیکنالوجی اور وسائل واسباب کے ساتھ نہتے مسلمانوں پر دوڑ پڑی، تو مسلمانوں کے شوریٰ کے اجلاس میں خندق کھودنے پر اتفاق ہوا۔

مگر اس دوران مدینہ کے بعض نام نہاد مسلمانوں نے وقتی مصلحت کے حصول کی خاطر اور جان کی خوف سے بھاگ جانے کو ترجیح دی اور مشرکین کی پالیسی کو ترجیح دی اور عذریں تراشنے لگے، یقولون ان بیوتنا عورۃ وما ھی بعورۃ ان یریدون الا فرارا۔ یہ منافق کہیں گے کہ ہمارے گھر خالی ہیں، مگر حقیقت یہ ہیں کہ ان کے گھر خالی نہیں بلکہ ان کا مقصد صرف میدان سے بھاگنا ہے۔

جنگ کی سختی عالمی طاقتوں کا ظلم، اپنوں کی ناانصافی، اور پڑوسیوں کی بے وفائی، ایسے داغ تھے جن سے سورۃ الاحزاب کی ہر آیت امارت اسلامیہ کے سقوط کی آن آن اور لحہ لحہ پکار پکار کر یہ صدائیں دیتی رہیں کہ غزوہ خندق کے سخت حالات کے بعد فتح مکہ کی درخشندہ باب کھولنے والا ہے، مگر امریکی جنگی بھیڑوں اور طیاروں کے رعب نے کئی اپنوں کے محبت کی رسیاں بھی کاٹ ڈالی، بلکہ قلبی تعلقات، بغض وعناد کی صورت میں بدل گئے۔

غزوہ احزاب کی طرح یہاں بھی پوری دنیا کے عالمی طاقتوں نے ہفتوں میں ناتواں اور کمزور لوگوں کو یہی خطاب دیا تھا کہ تمہیں اگر اپنے رب پر بھروسہ ہے تو ابابیل کی تاریخ دوہرا دونا... اور جواب نہ ملنے پر قہقہے لگاتے...

مگر فتح مکہ سے پہلے وہ عجیب دن تھا، جب مذاکرات کی بھیک مانگنے کے لیے ابو سفیان آئے، مگر حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی ایک نے بھی ابوسفیان کی بات نہیں سنی۔

مذکرات ناکام ہو کر فتح مکہ ہوا۔

اسی سے ملتی جلتی صورت حال یہاں دیکھنے کو ملی کہ صدر اوبامہ نے بھی مذاکرات کی مشروط پیشکش کی اور پھر افواج میں کمی کر کے دوبارہ کوششیں جاری ہوئیں اور اس بار جنگی تکنیک (ٹاک اینڈ فائٹ) پر عمل کیا، مگر امریکی غرور نے کمزور امارت کو اپنے سامنے بیٹھنے کا لائق نہیں سمجھنا، بلکہ دوسرے پردیسی ملک میں جھنڈا بلند کرنے پر بھی گھمنڈ کر کے مذاکرات روک دیئے۔ تاہم ڈرامائی سین لانے کے لیے ٹرمپ نے سخت مزاج کا مظاہرہ کر کے نئی جنگی پالیسی کا اعلان کر کے (فائٹ اینڈ فائٹ) کو اپنانا چاہا اور جنگی جنون کا شوق پورا کیا، مگر تابوتوں کی کثرتِ ترسیل نے تمام اسٹراٹیجک اصطلاحات، سفارتی آداب، اپنی نام نہاد تاریخی عظمت، روس اور چین کی ظاہری رقابت و دشمنی، کو بھول کر، نا صرف یہ کہ فوجی تعداد میں کمی کا اعلان کیا، بلکہ اپنے اتحادی ممالک کو اعتماد میں لیے بغیر روانگی کا ڈھول بھی بجا دیا، لیکن اس بار ہر طرف سے یہ صدائیں بلند ہو رہی ہیں، کہ اتنی جلدی مذاکرات کی کامیابی کا آخر کیا راز ہے؟ جس نے ٹرمپ کو اس بھنور سے نکالنے پر مجبور کر دیا۔

جواب واضح ہے، شریعت پر عمل کی کوشش، جہاد کا دوام، افغانی مسلم و مومن امت کا اخلاص، اور اتفاق و یگانگت، انہی صفات سے متصف اہل مدینہ کے صحابہ کو فتح ملی، جب مختلف افواج نے بیک وقت حملہ کیا اور فتح مسلمانوں کو ہوئی، تو اس کے بارے میں ارشاد ربانی ہوا: اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیھم ریحا و جنودا لم تروھا و کان اللہ بما تعملون بصیرا ترجمہ: جب تم پر دشمن کے افواج چڑھ آئی، تو ہم نے ان کفار پر سخت ہوائیں اور نہ دیکھنے والی لشکر بھیج دیئے اور تم جو کچھ کر رہے تھے اللہ تعالی اس پر بینا تھے۔

اوپر سے بمباری اور نیچے سے اپنوں کی غداری کی مثالیں احزاب کی طرح غزوہ افغانستان میں بھی سامنے آئی، مگر جیسے وہاں فتح مکہ ہوا، اور اس سے پہلے مذکرات کے لیے مختلف طرح سے مسلمانوں کو مجبور کیا گیا، مگر فتح مکہ پھر بھی ہوئی، ایسے یہاں بھی افواج آئی، اور آج مذکرات کے لیے امارت کو کہا جا رہا ہے، مگر فتح طالبان کی مقدر ہے، چنانچہ غزوہ احراب کی صورت حال کی روائید ادربِ کونین سے سنیئے:

اذ جاؤکم من فوقکم ومن اسفل منکم

”جب دشمن کی فوجیں اوپر سے اور نیچے ہر جانب سے تم پر حملہ آور ہوئیں“۔

تاہم اگر سیرت کی روشنی میں روسی شکست کو ہم فتح غزوہ بدر کہے تو امریکی شکست در حقیقت فتح مکہ کی حیثیت رکھتا ہے، جس کے بعد کفر کے عالمی بت ریزہ ریزہ ہونے جا رہے ہیں۔

فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔

☆☆☆☆☆

وَتُعِزُّ مَنۡ تَشَاۗءُ وَتُذِلُّ مَنۡ تَشَاۗءُ

محمد سلیم خان خاکسار

اس شخص کا نام محمد سہیل شاہین ہے اور یہ افغان طالبان کے دور حکومت میں طالبان کی طرف سے پاکستان میں نائب سفیر تھے۔

آج سے سترہ سال پہلے جب امریکہ ایک خونخوار سانڈ کی طرح افغانستان کے نہتے مسلمانوں پر حملہ آور ہوا تو ایسے میں پاکستان میں طالبان حکومت کے سفیر ملا عبد السلام ضعیف کے ہمراہ ایک نائب سفیر سہیل شاہین بھی تھا۔ سیاہ پگڑی پہنے، کبھی کبھار میڈیا کے سامنے آتا۔ امریکیوں کے افغانستان پر حملے کے بعد اس نے انتہائی شستہ انگریزی میں ایسوسی ایٹیڈ پریس کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا:

> If anyone thinks, it is the end of war in Afghanistan-NO it is the beginning, They are mistaken, They should study the history of Afghanistan.

> ''اگر کوئی سمجھتا ہے کہ افغانستان میں جنگ ختم ہو گئی ہے... نہیں! جنگ تو ابھی شروع ہوئی ہے، یہ لوگ غلطی پر ہیں، انہیں افغانستان کی تاریخ پڑھ لینی چاہیے۔''

آج سترہ سال بعد بستر مرگ پر وقت کی گھڑیاں گنتا ہوا مشرف یہ دیکھ رہا ہو گا کہ یہ وہی سہیل شاہین ہے کہ آج جس کی گفتگو سننے کے لیے روس کے شہر ماسکو میں دنیا بھر کا میڈیا بے تاب تھا۔

ایک وقت جب امریکہ اس کو گرفتار کر کے اس پر ہر طرح کا ظلم کر رہا تھا۔ اور اب یہی سہیل شاہین کہ امریکہ اسی سے اپنی ذلت و رسوائی کا فیصلہ سن رہا ہے۔

فرق صرف یہ تھا کہ سترہ سال قبل اس کے سر پر کالی پگڑی تھی اور آج سفید ٹوپی۔ وہی پُر اعتماد چہرہ، وہی نپی تلی شستہ انگریزی میں گفتگو... سہیل شاہین جس نے انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی۔ طالبان کے زمانے میں کابل ٹائمز کا ایڈیٹر رہا اور پھر اپنی صلاحیتوں کی بنیاد پر اسے پاکستان میں نائب سفیر مقرر کیا گیا، جس نے قوت ایمانی کے زور پر کہا تھا ابھی جنگ شروع ہوئی ہے۔ اس وقت ملا عمرؒ نے تاریخی جملے کہے تھے:

> ''جنگ تم شروع کرو گے، لیکن اسے ختم طالبان کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکے گا۔ افغانستان گوند کا تالاب ہے، اس میں گھسنے والا واپس نہیں نکل نہیں پاتا۔

> قَالَ الَّذِیۡنَ یَظُنُّوۡنَ اَنَّہُمۡ مُّلٰقُوا اللّٰہِ ۙ کَمۡ مِّنۡ فِئَۃٍ قَلِیۡلَۃٍ غَلَبَتۡ فِئَۃً کَثِیۡرَۃًۢ بِاِذۡنِ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ (البقرۃ:۲۴۹)

> ''جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ انہیں ایک دن اللہ سے ملنا ہے، تو انہوں نے کہا بارہا ایسا ہوا ہے کہ ایک چھوٹا گروہ، اللہ کے اذن سے ایک بڑے گروہ پر غالب آ گیا''۔

> یہ دولت ایمانی ہے جو ٹیکنالوجی اور طاقت کے بتوں کو سجدہ ریز کر دیتی ہے''۔

افغانستان کی پوری تاریخ دیکھ لیں سکندر اعظم کو افغانستان میں بہت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا، برطانیہ کو ذلیل و خوار ہونا پڑا، روس تو یہاں اپنی موت آپ ہی مر گیا۔ امریکہ کا حال سب کے سامنے ہے... ایک طرف ۴۸ ممالک کی تربیت یافتہ افواج، بہترین ہتھیار اور جدید ٹیکنالوجی ساتھ کچھ ممالک خفیہ مدد کر رہے، تو دوسری طرف طالبان جن کا حال ساری دنیا جانتی ہے۔

وہ ۴۸ ممالک جو امریکہ کی سربراہی میں افغانستان میں امن قائم کروانے آئے تھے، ایک ایک کر کے کچھ بھاگ گئے، باقی بھاگنے کا راستہ و موقع تلاش کر رہے۔

اور اب تن تنہا امریکہ کا یہ عالم ہے کہ پاکستان جیسے ملک سے منتیں کرتا پھر رہا ہے کہ طالبان سے کسی طرح جان چھڑائے اور اسے افغانستان سے عزت سے نکلنے کا راستہ مل جائے کیا۔ یہ میرے رب کا جیتا جاگتا معجزہ نہیں ہے... ؟ بے شک میرا مالک جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت!

☆☆☆☆☆

جہادِ افغانستان کی مختصر خبریں

حکمت اللہ آفریدی

● یکم جنوری ۲۰۱۹ءطالبان عالیشان نے قندہار میں سال کی ابتدا ایک حیران کُن حملہ کے ساتھ کی جہاں انہوں نے ٹنل کھود کر ایک پورے فوجی بیس کو نیست ونابود کر دیا جس میں ۴۰ کے لگ بھگ فوجی مردار وزخمی ہوئے تھے جبکہ دیگر نقصانات مزید تھے۔

لیکن یہ پہلی بار نہیں کہ طالبان نے اس قسم کے حربوں سے دشمنانِ اسلام کو حیرت زدہ کر دیا ہو بلکہ اس سے پہلے بھی طالبان قندہار میں ایسے کامیاب حملے کر چکے ہیں۔

۲۰۰۵ کی بات ہے جب طالبان نے قندہار جیل کی جانب ایک ٹنل کھودا جس کے ذریعے جیل تھوڑنے میں کامیاب ہوئے اور اس طرح حکومت کو جب خبر ملی تو طالبان اپنے ۴۰ قیدی رہا کرا چکے تھے جن میں طالبان کے اہم ساتھی شامل تھے

۲۰۱۱ میں پھر سے طالبان نے دشمن پر سکتہ طاری کیا جب طالبان مجاہدین نے ۱۰۵۰ فٹ لمبا ٹنل کھوڈ کر ایک بار پھر سے قندیار جیل سے قیدیوں کو کامیابی کے ساتھ رہا کیا لیکن اب کی بار جب حکومت کو پتہ چلا تو طالبان ۱۵۰۰ قیدی اپنے ساتھ لے گئے تھے

اسلام و کفر کے اس جنگ میں مجاہدینِ اسلام نے کئی مصیبتیں برداشت کی ہیں لیکن ان مصیبتوں اور تکالیف کا ان کو ثمرہ بہت عمدہ ملا (دونوں جہانوں میں ان شاء اللہ)، یہ (اللہ کی توفیق سے) مجاہدینِ اسلام کی استقامت ہی ہے جس کے سامنے دنیائے کفر کے بڑے بڑے سرغنہ سرنگوں ہوگئے اور آخر کار گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوگئے۔

● 2018 میں طالبان کے ہاتھوں مردار ہونے والے اعلیٰ عہدوں پر فائز امریکی غلام:

جنرل عزیز اللہ کاروان، جنرل عبدالجبار قہرمان، جنرل عبدالرازق، جنرل مومن حسین خیل، جنرل نعمت اللہ خلیل، کمانڈر جنان ماما، صوبائی کونسل چیف فرید بختاور

اس کے علاوہ بھی طالبان نے کئی اہم کمانڈانوں اور رہنماؤں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے

● ۲۰۱۸ء کا سال افغانستان میں مسلمانوں کے حق میں بہت بہتر رہا ہے جب کہ کفار و منافقین اور خوارج کے لئے بہت تباہ کُن ثابت ہوا ہے۔ اس سال طالبان نے بڑے پیمانے پر تباہ کُن حملے کرتے ہوئے ۶۱ اضلاع پر قبضہ کیا جو کہ کفار کے لئے بڑا دھچکا ہے

اس سال طالبان نے ۱۰۶۳۸ چھوٹے بڑے آپریشن کئے ہیں جن میں ۲۴۹ غیر ملکی فوجی اور ۲۲۵۹۴ افغان سیکورٹی فورسز مردار ہوئے جبکہ ۱۵۳ غیر ملکی فوجی اور ۱۴۰۶۳ افغان سیکورٹی فورسز زخمی ہوئے ہیں۔

ان آپریشنز کے دوران طالبان مجاہدین نے ۳۶۱۳ فوجی گاڑیاں بھی تباہ کی ہیں

۱۴ ہیلی کاپٹر طالبان نے نیست و نابود کئے...۸ جاسوس طیارے تباہ کئے

جبکہ ایک (C-130) جہاز بھی طالبان نے مار گرایا

۲۰۱۸ء ہر لحاظ سے افغانستان میں کامیابی کا سال رہا ہے جبکہ اسلام دشمن عناصر کے لئے بہت تباہ کُن ثابت ہوا ہے۔

● امارت اسلامیہ افغانستان نے ایک بار پھر سے اعلان کیا ہے کہ متحدہ عرب امارات میں افغان حکومت کے نمائندوں سے کسی قسم کی کوئی ملاقات نہیں کر رہے ہیں کیونکہ یہ ملاقاتیں بیرونی افواج کی ملک سے نکلنے کے لئے ہو رہی ہیں اور اس سے افغان حکومت کا کوئی لینا دینا نہیں

● طالبان کے مذاکراتی رہنما نے جب امریکی رہنما خلیل زاد سے پوچھا کہ

عام عوام پر بے دردی سے بمباریاں کس لئے کی جا رہی ہیں؟ کیا اس سے طالبان پر دباؤ ڈالنے کی (ناکام) کوشش کی جا رہی ہے یا افغانیوں کو دباؤ میں لایا جا رہا ہے

جواب میں امریکی مذاکراتی رہنما خلیل زاد نے بتایا کہ امریکی افواج کو یہ ٹارگٹ اصل میں افغان حکومت دے رہی ہے

یعنی افغان حکومت / فوج جان بوجھ کر عام مسلمانوں کے گھروں پر بمباریاں کروا رہی ہے

● افغانستان کی امریکی کٹھ پتلی حکومت کے چیف ایگزیکٹو نے آزادی ریڈیو کو بیان دیا ہے جس میں عاجزانہ انداز میں طالبان سے ایک درخواست کی ہے کہ:

"کم از کم طالبان کو ہماری رائے تو سن لینی چاہئے"۔

افغان حکومت اپنی کمزوری خود ظاہر کر رہی ہے اور دنیا کو بتا رہی ہے کہ طالبان کتنے مضبوط اور طاقت ور ہیں کہ ہمیں اپنی بات طالبان کو سنانے کے لئے منتیں کرنی پڑھ رہی ہیں۔

● امریکہ افغان جنگ کو پرائیویٹائز کرنا چاہتا ہے!

امریکہ اس بات کو خوب سمجھ چکا ہے کہ طالبان مجاہدین کو شکست دینا ناممکن ہے چاہے امریکہ کوئی بھی حربہ استعمال کرلے، یہی وجہ ہے کہ امریکہ نے طالبان سے مذاکرات کی کوششیں شروع کر دیں اور بالآخر مذاکرات شروع ہوگئے، پھر کچھ فوجی نکالنے کی بات ہوئی کہ آدھی فوج اب نکلے گی، امریکہ کی اس وقت بھرپور کوشش یہ ہے کہ کسی بھی طریقہ سے ہو لیکن افغانستان کا کچھ حصہ ان کی کٹھ پتلی حکومت کے قبضہ میں ہو تاکہ امریکہ اپنی شیطانی سوچ و فکر اور عملیات افغانستان میں جاری رکھے۔

اب امریکہ براہ راست تو افغانستان سے نکلنے کی بات کر رہا ہے لیکن چاہتا ہے کہ نکلنے کے بعد بھی اپنے کسی مضبوط آلہ کار کو یہاں چھوڑ کر جائے، چونکہ کٹھ پتلی حکومت پر اتنا بھروسا نہیں یہی وجہ ہے کہ اب کوشش کر رہے ہیں کہ پرائیویٹ سیکورٹی اور انٹیلی جنس کمپنیوں کے لئے کوئی راستہ پیدا کرے افغانستان میں تاکہ انکے جانے کے بعد بھی کوئی چین و امن سے نہ رہ سکے۔

بالکل اسی طرح جس طرح پاکستان میں بلیک واٹر وغیرہ کام کرتے رہے، دھماکے کرتے رہے اور نام مجاہدین کا بدنام کرواتے رہے، اب افغانستان میں حالات خراب کرنے کی خاطر ان پرائیویٹ کمپنیوں کو استعمال کرنا چاہتا ہے۔

لیکن اسے خوب سمجھ لینا چاہئے کہ جو بھی کرلے اس کا ہر حربہ اور چال ناکام ہوگی اور پوری دنیا میں کفار ناکام و نامراد ہوں گے باذن اللہ

☆☆☆☆☆

ایک عرب قیدی کا ولولہ انگیز خطاب:

معمول کے مطابق ایک دفعہ قندھار پر لمبی لمبی داڑھیوں والے کچھ عرب قیدی لائے گئے تو سب سے پہلے انہیں زنجیروں میں جکڑا گیا۔ پھر ان کے سر کے بال، داڑھی، اور بھوئیں مونڈ دی گئیں، پھر انہیں تشدد کے ایسے بھیانک اور ہولناک عذاب سے گزارا گیا کہ جس کا صرف تصور ہی کیا جا سکتا ہے۔

جب میں عرب اور طالبان قیدیوں پر اس طرح کے مظالم اپنی آنکھوں سے دیکھتا تو میرا دل مسرت سے کِھل اُٹھتا اور روح خوشی سے سرشار ہو جاتی اس لیے کہ میرے نزدیک یہ لوگ واقعی دہشت گرد تھے۔ جو پہلے امریکی ڈالروں کے لالچ میں میرے وطن کو تاخت و تاراج کرتے رہے۔ روس کے جانے کے بعد بھی ان لوگوں نے آگ اور خون کا یہ کھیل جاری رکھا۔ میرے نزدیک یہ لوگ دولت اور اقتدار کے بھوک، خون کے پیاسے، امن کے دشمن اور کرائے کے قاتل تھے۔ جو دولت کی خاطر سب کچھ کر گزرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں اپنے ان خیالات میں بڑا پکا اور پختہ تھا۔

قندھار ایئرپورٹ پر لائے جانے والے عرب قیدیوں میں ایک دراز قد لمبی داڑھی اور خوبصورت چہرے والا قیدی بھی تھا۔ اس کے متعلق خیال تھا کہ وہ اہم آدمی ہے مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ اس عرب قیدی کی وجاہت، استقامت، عزم اور حوصلے نے مجھے پہلی نظر میں ہی متاثر کر لیا۔ امریکیوں نے حسب معمول مجاہدین کو زنجیروں میں جکڑ کر اور شکنجوں میں کس کر پہلے تشدد کا نشانہ بنایا اور پھر اپنے اس لیکچر کا آغاز کیا جس کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔ امریکی کی گفتگو کے اختتام پر دراز قد عرب انگریزی میں یوں گویا ہوا۔

"مسٹر! قوموں کا ماضی ان کے حال کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ آؤ! میں اور تم اپنے اپنے ماضی پر نگاہ ڈالیں تم خود کو جمہوریت کا علمبردار اور انصاف پسند کہتے ہو جبکہ ہم تمہارے نزدیک دہشت گرد ہیں۔ حالانکہ دہشت گرد ہم نہیں تم ہو۔ ہم تمہارے "نام نہاد انصاف" کے ڈسے ہوئے ہیں۔ ہمارا اور تمہارا ماضی تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہو چکا ہے۔ یہ ماضی بتاتا ہے کہ جب صلیب کے پرستاروں نے بیت المقدس فتح کیا تو مسلمانوں کے خون کے دریا بہا دیئے۔ گھوڑوں کے سم مسلمانوں کے خون سے تربتر ہو گئے۔ حتیٰ کہ گلیوں میں پانی کی طرح مسلمانوں کا خون بہہ نکلا۔ اس کے مقابلے میں جب سلطان صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس فتح کیا۔ تو عیسائیوں کے ساتھ عدل و انصاف کا جو فقید المثال سلوک کیا اس کے معترف تمہارے مورخ بھی ہیں۔ ذرا یاد کرو! اندلس کی تاریخ کو! اندلس میں ہم نے تمہیں کیا کچھ نہیں دیا تھا۔ علم، حکمت، دانائی، طب اور دولت سے ہم نے اندلس کے خزانوں کو بھر دیا۔ ہم نے انگلی پکڑ کر چلنا اور ہاتھ پکڑ کر یورپ کو لکھنا سکھایا۔ تمہاری یونیورسٹیوں، تجربہ گاہوں اور دانش گاہوں میں صدیوں تک ہمارے حکماء و فلاسفہ کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھائی جاتی رہیں۔ یہ وہ وقت تھا جب تمہارے پادری اور پوپ جاہل ہونا اپنے لیے باعث فخر سمجھتے تھے۔ مسلمانوں سے متاثر ہو کر اگر تمہارا کوئی فرد علم حاصل کرنے کی کوشش کرتا تو کلیسا کے ارباب اختیار اسے زندہ گاڑ دیتے۔ مذہبی پیشوا معاشرے کا سب سے معزز فرد ہوتا ہے مگر تمہارے ہاں ولد الحرام، خائن اور ڈاکو قسم کے لوگ مسند پاپائیت پر فائز ہوتے رہے۔

یہ وہ حقائق ہیں جو تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہو چکے ہیں۔ اگر تم میں ہمت ہے، جرأت ہے، حوصلہ ہے، تو پھر آؤ واشنگٹن کی کسی لائبریری میں چلیں، شہر تمہارا، لائبریری تمہاری اور کتابیں بھی تمہاری... اس بات کا فیصلہ تمہاری کتابیں کریں گی کہ جب ہمارا عروج تھا تو ہم نے تمہیں کیا دیا اور تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ آج تمہارا عروج ہے تو فلسطین کا چپہ چپہ چیخ چیخ کر بزبانِ حال بتا رہا ہے کہ تم مسلمانوں کے ساتھ کیا کر رہے ہو۔ یہودی آج تمہاری کھونٹی پر بندھے ناچ رہے ہیں اور تمہاری شہ پر مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہیں۔ اِنہی یہودیوں کو ہم نے اندلس میں جگہ دی، پناہ دی، عزت دی اور احترام دیا۔ جب اندلس میں تمہارا اقتدار آیا تو تم نے یہودیوں کو جلاوطن کر دیا۔ تب خلافت عثمانیہ نے اپنے دروازے یہودیوں کے لیے کھول دیئے۔

آؤ اپنے دانشوروں، مورخوں اور اصحاب علم کی موجودگی میں میرے ساتھ گفتگو کر لو۔ اگر حقائق اس کے برعکس ہوں تو پھر واقعی ہم دہشت گرد

ہیں۔ اگر حقائق یہی ہوں تو پھر جس طرح تمہارے ضمیر اور دل سیاہ ہیں اس طرح اپنے چہروں پر کالک مل کر انہیں بھی سیاہ کر لو اس لیے کہ کالے کرتوت کالے دل اور کالے ضمیر کے ساتھ سفید چہرے کوئی مناسبت نہیں رکھتے ہیں۔

تم کہتے ہو ہم چور ہیں ڈاکو ہیں۔ واللہ ایسی بات ہر گز نہیں۔ ہم سب پڑھے لکھے اور تعلیم یافتہ لوگ ہیں۔ ہم میں سے کوئی انجینئر ہے تو کوئی ڈاکٹر، اگر ہم اپنے وطنوں میں ہوتے تو ماہانہ لاکھوں ڈالر کما رہے ہوتے لیکن مسلمانوں پر تمہارے ظلم اور ناانصافی نے ہمیں گھروں سے نکلنے اور ہتھیار اٹھانے پر مجبور کر دیا۔ ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کو تم دہشت گردی کہتے ہو جب کہ ہمارے نزدیک یہ جہاد ہے۔

تم کہتے ہو ہم دولت کے بھوکے ہیں اور تمہارے ڈالروں کی کشش ہمیں افغانستان میں کھینچ لائی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جس طرح جہاد کے میدانوں میں اللہ نے روسی اسلحہ بطور غنیمت ہمیں عطا کیا ایسے ہی تمہاری دولت اللہ نے مال غنیمت کے طور پر ہمارے مقدر میں لکھ دی ہے۔ ہمارے نزدیک یہ جہاد کی برکت ہے اور ہماری فتح کا پیش خیمہ ہے۔ حق و باطل کے معرکہ ہائے عظیم کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ اس معرکہ میں باطل مغلوب اور حق غالب آ کر رہے گا۔ اگر حق کی فتح کا منظر ہم نہ دیکھ سکے تو ہماری آنے والی نسلیں دیکھیں گی، تم دنیا میں مسلمانوں کا جو خون بہا رہے ہو، اگر ہم اس خون کا خراج اور انتقام نہ لے سکے تو ہماری آنے والی نسلیں انتقام لیں گی۔ ان شاء اللہ۔

ہماری داڑھیاں مونڈ کر، ہمیں تشدد کا نشانہ بنا کر، ہمیں زنجیروں اور شکنجوں میں جکڑ کر ہمارے بچوں کو شہید کر کے سمجھتے ہو کہ ہمیں ذلیل و رسوا اور ہماری تحقیر کا سامان کر دیا ہے جب کہ ہمارے نزدیک یہ سب باتیں کامیابی، اللہ کی قربت و رضا اور عزت کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ تمہاری جنگ شخصیات کے خلاف نہیں، اسامہ اور ملا عمر کے نام تم آڑ کے طور پر استعمال کر رہے ہو۔ اصل میں تمہاری جنگ اسلام کے خلاف ہے۔ تم اسلام کی حقانیت و صداقت سے خوف زدہ ہو۔ دنیا میں اسلام کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ نے تمہیں حواس باختہ کر دیا ہے۔ اسلام کو مٹانے کے لیے تم جو تدبیریں اور چالیں چل رہے ہو یہی تدبیریں تمہارے لیے پھانسی کا پھندہ بن جائیں گی، تم اپنی افرادی اور عسکری قوت و طاقت پر نازاں ہو، ہمیں اپنی ایمانی قوت پر ناز ہے۔ تمہیں ابلیس پر بھروسہ ہے، ہمیں اللہ پر اعتماد ہے۔ تم خوش ہو کہ افغانستان میں آ کر ہماری قوت و طاقت کو منتشر کر دیا ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ تم آئے نہیں لائے گئے ہو۔ تمہاری آمد تاریخی اعتبار سے فرعون سے مشابہت رکھتی ہے کہ وہ طاقت کے گھمنڈ میں آ کر بے خانماں بنی اسرائیلیوں کے تعاقب کے لیے بحیرہ قلزم کی طرف روانہ ہوا تو دریائے نیل کی موجیں فرعون اور اس کے لشکر کے لیے موت کا گھاٹ بن گئی اللہ نے چاہا تو افغانستان سے بھی تمہارے لاشے اٹھیں گے۔ تمہاری طاقت کا بت انہی سنگلاخ چٹانوں سے ٹکرا ٹکرا کر پاش پاش ہو گا اور تمہارا انجام روس سے بھی عبرتناک ہو گا۔

تم واشنگٹن سے افغانستان میں لاؤ لشکر اور اسلحہ لے کر آتے ہو۔

آخر کیوں؟

سوال یہ کہ ہم پر تشدد کرنے یا ہمیں قتل کر دینے کے علاوہ تم کر بھی کیا سکتے ہو؟

ہماری داڑھیاں مونڈ کر، تشدد کا نشانہ اور ہمیں قتل کرنے کے عمل کو تم ”عبرتناک“ موت کہتے ہو یاد رکھو... ہمارے نزدیک یہ عبرت نہیں بلکہ سعادت و خوش بختی کی موت ہے۔ ہمارا دین ایسی موت کو شہادت کی موت کہتا ہے۔ ایک مسلمان کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اسے شہادت کی موت نصیب ہو جائے۔ ہم تمہارے شکر گزار ہیں کہ تم نے افغانستان پر حملہ کیا ہے کہ اس سے جہاں اسلامی دنیا کو تمہارا اصلی چہرہ دیکھنے کا موقعہ ملا ہے وہاں ہم میں سے بھی اللہ نے سچے و مخلص مسلمانوں اور منافقین کو الگ الگ کر دیا ہے۔

مسٹر! بزدلی اور میدان جنگ سے عین موقع پر راہ فرار اختیار کرنا تمہاری تاریخ کا حصہ ہے۔ ہمارا قرآن کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے زندہ

آسمانوں پر اٹھالیا۔ تمہاری مذہبی روایات کہتی ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دی جانے لگی تو عین موقعہ پر ان کے ساتھی جانیں نثار کرنے کی بجائے بھاگ اٹھے تھے۔

کیا تمہیں یاد نہیں کہ جب ارض فلسطین پر صلاح الدین ایوبی نے تمہارے بڑوں کو پے درپے عبرتناک شکست دی تو تمہارے بڑوں میں سے ایک نے اپنی بہن صلاح الدین کے بھائی ملک العادل کو رشوت کے طور پیش کر کے مسیحی دنیا کے لیے جان کی امان طلب کرنے کی کوشش کی تھی۔

مسٹر! تم ہمارے نہیں اپنے انجام کی فکر کرو۔

ہم زندہ رہے تو غازی، تمہارے ہاتھوں سے مارے گئے تو شہادت کی موت پائیں گے۔ تم سوچو تمہارے کیا بنے گا؟ دریں حالات اگر تم اپنے عبرتناک انجام سے بچنا چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی راستہ ہے کہ اسلام قبول کر کے ہمارے بھائی بن جائو، اللہ کی بندگی میں آجاؤ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن تھام لو۔ یہی ایک صورت ہے تمہارے بچاؤ کی"۔

جب وہ عرب گفتگو کے اس مقام پر پہنچا تو اس کی آواز بھرا گئی۔ آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ اس نے اپنے خوبصورت نورانی چہرے کو آسمان کی طرف اٹھایا اور لرزیدہ آواز میں اللہ سے یوں ہم کلام ہوا۔

"اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ! تو گواہ رہنا میں نے تیرا سچا پیغام ان لوگوں تک پہنچا دیا ہے۔ اے اللہ! تیرے یہ بندے نہیں جانتے ہدایت کیا ہے، گمراہی کیا ہے، سچ کیا ہے، جھوٹ کیا ہے، حق کیا ہے اور باطل کیا ہے، اے اللہ! اپنے ان بندوں پر رحم فرما، انہیں جہنم سے بچالے۔ جہنم سے بچالے"۔

اس کے بعد وہ عرب رندھی ہوئی اور لرزیدہ آواز میں عربی زبان میں مناجات کرنے لگا۔ اس کی آواز میں اتنا سوز اور اتنا درد تھا، اس کی گفتگو میں اتنا تسلسل اور بے ساختگی تھی کہ اس کا ایک ایک لفظ اوس و شبنم کے موتیوں کی طرح میرے دل و دماغ اور روح کو معطر کرتا چلا گیا۔ میری روح کے تار لرز اٹھے۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ سچا انسان اور صحیح العقیدہ مسلمان ہے جو کہہ رہا ہے دل کی گہرائیوں سے کہہ رہا ہے۔ وہ جب خاموش ہوا تو وہاں ایک سناٹا تھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ زنجیروں میں جکڑا ہوا عرب 'قیدی نہیں بلکہ آزاد ہے۔ وہ امریکی جو تھوڑی دیر پہلے فر فر بول رہا تھا۔ اس کی زبان گویا گنگ اور جسم شل ہو چکا تھا۔ تقریباً دس منٹ تک خاموشی چھائی رہی اس کے بعد امریکی نے سر اٹھایا۔ ایک نظر عرب قیدی کے چہرے پر ڈالی اور حلق سے ایک لمبی غراہٹ آمیز آواز نکالتا ہوا واپس پلٹ پڑا۔ اس کے ساتھ ہی دیگر امریکی بھی لمبے لمبے قدم اٹھاتے ہوئے اس کے پیچھے چل نکلے۔

یہ پہلا واقعہ تھا جس نے میرے دل پر کاری ضرب لگائی میری سوچوں کے دریچے وا کر دیئے، مجھے کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا۔ میں جتنا سوچتا مجھے اتنا ہی یقین ہو تا گیا کہ یہ لوگ دولت و اقتدار کے بھوکے نہیں، انہیں ڈالروں کی کشش افغانستان میں کھینچ کر نہیں لائی، یہ دہشت گرد نہیں، یہ دنیا کے امن و امان کو تاراج کرنے والے نہیں، معصوم جانوں سے کھیلنا اور بے گناہوں کا خون بہانا ان کا شیوہ نہیں بلکہ ان کے مقاصد عظیم و جلیل ہیں۔ یہ بات کے پکے، قول کے سچے، گفتار کے کھرے اور سیرت کے اجلے انسان ہیں۔ میں نے اپنا موازنہ ان لوگوں سے کیا تو مجھے اپنے اور ان کے گفتار و کردار میں کھلا واضح تضاد و فرق نظر آیا۔ جب امریکہ نے افغانستان پر یلغار کی تو ساتھ ہی ڈالروں کا سیلاب بھی آیا۔ ۱۰۰ سے ۱۵۰ ڈالر روزانہ کے عوض مجھ جیسے ہزاروں افغانیوں نے اپنے وطن کی تباہی و بربادی اور اپنے ہم وطنوں اور عربوں کے قتل عام میں حصہ لیا۔ دوسری طرف امریکہ نے اسامہ کے عوض طالبان کو اربوں ڈالر کی پیشکش کی، لیکن طالبان نے زبان نہیں ہاری، قول و کردار کو داغدار نہیں کیا، حکومت گنوا دی، اسامہ سے کیے ہوئے عہد کو نہیں گنوایا، جانبازی و جاں سپاری، عہد کی وفاداری و پاسداری کی ایسی مثال قائم کر دی جو صرف کھرے انسان اور سچے مسلمان کا شیوہ ہی ہو سکتا ہے۔

ایک طرف بے خانماں عرب دوسری طرف اربوں ڈالر کی امریکی پیشکش آخر وہ کون سا جذبہ اور کون سا رشتہ و تعلق تھا کہ جس نے طالبان کو عربوں کے ساتھ وفاداری کی ایسی نادر مثال قائم کرنے پر مجبور کر دیا؟ یہ سوچ اور سوال میرے لیے ٹرننگ پوائنٹ ثابت ہوا۔ تاہم قدرت کو ابھی میرا مزید امتحان مطلوب تھا اور امریکی بربریت و اسلام دشمنی کے مزید واقعات کو دیکھنا میری قسمت میں لکھا تھا۔

سقوط افغانستان اور مسلمانوں کے ساتھ امریکیوں کی مخاصمت کا ایک اور پہلو بھی ہے۔ جس سے شاید ابھی تک پردہ نہیں اٹھا۔ وہ یہ کہ مختلف محاذوں سے جب عرب مجاہدین یا طالبان گرفتار ہوتے تو انہیں خصوصی طور پر قندھار میں ضرور لایا جاتا۔ قیدیوں کو قندھار میں

مطلوبہ مدت تک پابہ زنجیر رکھا جاتا تھا۔ پھر قندھار ایئرپورٹ سے جہازوں میں سوار کر کے براستہ ترکی کیوبا پہنچایا جاتا، یہ نہیں کہ ایئرپورٹ صرف قندھار میں ہے۔ افغانستان کے اور بھی بہت سے شہروں میں ایئرپورٹ ہیں۔ اس کے باوجود قیدیوں کا قندھار میں لایا جانا ظاہر ایک تکلف تردد اور تعجب والی بات تھی۔ یہ بات واضح ہے کہ امریکی کوئی کام بغیر کسی مقصد کے نہیں کرتے۔ ان کے ہر کام کے پیچھے کوئی مقصد اور راز ہوتا ہے۔ ایک دن باتوں باتوں میں میں نے اپنے بسیار خور شرابی امریکی سے (جس کا ذکر میں پہلے کر چکا ہو) یہی سوال پوچھا۔ وہ کہنے لگا۔

''ہاں دوست! ان قیدیوں کو قندھار میں لانے کی ایک خاص وجہ ہے جس سے عام لوگ آگاہ نہیں۔ جب روس کے خلاف افغانی نبرد آزما ہوئے تو اس وقت پوری دنیا میں جہاد کی ایک لہر اٹھی۔ دنیا بھر سے جوق درجوق مسلمان افغانستان پہنچنے لگے۔ مسلمانوں میں بڑھتا ہوا جذبہ جہاد بلاشبہ ہمارے لیے خطرے کی گھنٹی تھی۔ زوالِ روس کے بعد اس خطرے سے نمٹنے کے لیے ہم نے جہادی میدانوں میں صف آراء مسلمانوں کو باہم صف آرا کر دیا۔ یوں یہ آپس میں ہی ٹکرانے لگے۔ کچھ عرصے کے بعد ہمیں احساس ہوا کہ ہماری یہ پالیسی کوئی زیادہ سودمند ثابت نہیں ہو رہی۔ اس کے بعد جب طالبان کی حکومت افغانستان میں مستحکم ہو گئی تو مسلمانوں کے جہادی میدان نئی سج دھج سے آباد ہونے لگے۔ افغانستان پوری دنیا کے مسلمانوں کے لیے بیس کیمپ کی حیثیت اختیار کر گیا۔ افغانستان کے وہ تربیتی کیمپ جو روسی افواج کی آمد کے موقعہ پر ہمارے ڈالروں سے تعمیر ہوئے، تیار ہوئے اور آباد ہوئے' طالبان کے وقت میں یہی کیمپ امریکہ کو ملیامیٹ کر دینے کے نعروں سے گونجنے لگے۔ سیاسی وانتظامی اعتبار سے افغانستان کا دارالحکومت کابل ہے تو دینی اعتبار سے افغانستان کا پایہ تخت قندھار کو سمجھا جاتا تھا۔ قندھار طالبان تحریک کا مرکز، ملا عمر کا آبائی شہر تھا۔ اس شہر میں طالبان اور عرب مجاہدین اسلام کی بالادستی، جہاد کے احیاء و فروغ اور ہمیں ملیامیٹ کر دینے کے منصوبے اور پروگرام بناتے تھے۔

۱۰۰ عرب مجاہدین اور طالبان کو گرفتار کر کے قندھار کے گلی کوچوں میں ذلیل و رسوا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ دنیا پر اسلام کے غلبے اور امریکہ کی تسخیر کے خواب دیکھنے والے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ قندھار کے چپہ چپہ پر ہمارا قبضہ ہے۔ وہ شہر جس پر ملا عمر اور اسامہ کا جھنڈا لہراتا تھا آج اس پر ہمارا پرچم سربلند ہے۔ قندھار کی وہ مسجدیں اور عمارتیں جن میں ہماری شکست اور اسلام کی بالادستی کی دعائیں کی جاتی تھیں۔ وہاں اب یسوع مسیح کے نام لیوا و جانثار براجمان ہیں۔ اسلامی دنیا کے حکمران پہلے ہی ہمارے اشاروں پر ناچ رہے ہیں۔ اس کے بعد یہ چند سر پھرے مسلمان جو ہمارے لیے دردِ سر بنے ہوئے تھے ہم چاہتے ہیں کہ ان کے جسموں کو ہی نہیں بلکہ ان کی اسلامی روح کو بھی کچل دیں، ان کے ضمیروں کو مردہ کر دیں۔ ان کے اعصاب کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیں اور ان کی شخصیت کو چور چور کر دیں۔ نفسیاتی اعتبار سے اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ شہر جس میں یہ سربلند ہو کر چلا کرتے، وہ عمارتیں جن میں یہ عزت کے ساتھ فروکش ہوتے، اس شہر اور انہی عمارتوں میں ان کو جانوروں کی طرح باندھا جائے اور کتوں جیسا سلوک کیا جائے۔ تاکہ یہ اپنی موجودہ اور سابقہ زندگی کا موازنہ کریں اور حسرت بھری نظروں سے اس شہر کے در و دیوار کو دیکھیں اور انہیں اس بات کا یقین ہو جائے کہ اسلام کی بالادستی کا خواب دیکھنا دیوانے کی بڑ ہے۔ مزید یہ کہ امریکہ ناقابلِ شکست اور ناقابلِ تسخیر ہے''۔

جب اس نے گفتگو ختم کی تو میرے ذہن میں پیدا ہونے والا ایک سوال اچانک ہی لفظوں کی صورت میں میری زبان پر آ گیا۔ میں نے اس سے کہا:

''بھلا بتاؤ تو سہی کہ تمہیں اپنے منصوبے میں کس حد تک کامیابی ہوئی ہے''۔

''ہم اپنے منصوبے میں کامیاب نہیں ہو سکے''۔

اس کا یہ جواب میری توقع اور سوچ کے بالکل برعکس تھا۔

''مگر کیوں؟''

''اس لیے کہ یہ لوگ اپنے ایمان میں بڑے پکے اور پختہ ہیں۔ انہیں کسی چیز کی پرواہ، غم اور فکر نہیں۔ ان کے نزدیک حکومت کے ختم ہو جانے کی بھی کوئی اہمیت نہیں۔ ہم نے

ان کے جسموں کو قید کر لیا، مگر ان کی روحیں آزاد ہیں۔ ان پر قدغن لگانا، انہیں قید کرنا اور ان کے دل و دماغ میں اپنی قوت و طاقت کا رعب بٹھانا ہمارے لیے ممکن نہیں۔ بلاشبہ یہ بڑے خطرناک لوگ ہیں۔ ایسے لوگ دوستی اور دشمنی اپنے دین اور اللہ کے ساتھ ہے اور یہ ہر اس شخص کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں جو ان کے قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے"۔

امریکی نے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے مزید کہا۔

"آخر تم بتاؤ ہم کیا کریں؟ کیا ہم ان چند سر پھرے مسلمانوں کی خاطر عیسائیت کو چھوڑ دیں۔ صلیب کو ترک کر دیں اور اسلام کی بالادستی قبول کر لیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا"۔

امریکی نے جو کہنا تھا کہہ دیا لیکن میرے ضمیر نے مجھے اسلامی حمیت کا ایک چرکہ لگا دیا۔ میں نے خود سے سوال کیا:

"مومند خان! ایک یہ امریکی ہے جو شرابی بھی ہے، بدکار بھی اور بداعمال بھی ہے۔ تم بھی شرابی ہو بدکار ہو، مگر یہ امریکی بدکار ہونے کے ساتھ متعصب عیسائی بھی ہے اور تم پکے مسلمان کیوں نہیں ہو؟

یہ شراب کے ہر گھونٹ کے ساتھ صلیب کی باتیں کرتا ہے اور تم ہوش و حواس میں ہونے کے باوجود اپنے ہم مذہبوں کو گالیاں دیتے ہو، چند ڈالروں کے عوض اپنے دین کو رسوا اور عیسائیت کو بالادست کرنے پر تلے بیٹھے ہو۔ افسوس ہے تمہاری زندگی پر، جوانی پر اور سوچ پر"۔

اس واقعہ نے میرے اندر کے مسلمان کو جھنجھوڑ دیا۔ اسلامی حمیت قدرے بیدار ہوئی تو اس کے بعد تقریباً ہر وہ امریکی جس کا میں نے مشاہدہ کیا وہ مجھے مسلمانوں کے حق میں غیر معقول، متعصب اور متشدد نظر آیا۔ بعد میں مجھے پتا چلا کہ مسلمانوں پر تشدد کرنے والوں میں غالب اکثریت یہودیوں کی تھی اور اس مقصد کی خاطر عام نہیں بلکہ خاص قسم کے امریکیوں کی ڈیوٹیاں لگائی جاتی تھیں۔ امریکی افسر اور عرب قیدی کی گفتگو کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔ اس گفتگو میں امریکی لاجواب ہو چکا تھا لیکن جیسا کہ میں نے بتایا کہ امریکیوں کی اکثریت انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوڑ چکی ہے۔ مزید یہ کہ امریکی عیسائیت کی بالادستی کے لیے گھروں سے نکلے ہیں۔ اس لیے وہ دہشت گردی کی آڑ میں مسلمانوں کو ہر صورت تباہ و برباد کر دینا چاہتے ہیں۔ کاش یہ منظر دیکھنے کے لیے میں زندہ نہ ہوتا یا پھر زمین کا سینہ پھٹ جاتا اور میں اس میں دھنس جاتا۔

اس سے زیادہ دیکھنے اور سننے کا میرے اندر حوصلہ نہیں تھا۔ جس جگہ ہم موجود تھے وہاں کسی افغانی کو اسلحہ کے ساتھ آنے کی اجازت نہ تھی وگرنہ دل چاہتا تھا کہ میرے پاس رائفل ہو تو ایک ایک امریکی کے سینے میں گولی اتار دوں۔ وہاں سے میں اپنی رہائش پر پہنچا۔ مختصر سا سامان اور کلاشنکوف کندھے پر لٹکا کر نکل پڑا۔ ایک نئی منزل کی طرف گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کے لیے اپنے گناہوں کی سیاہی کو دشمنانِ اسلام کے خون سے مٹانے اور دھونے کے لیے... اس یقین، عزم، جذبے حوصلے اور ولولے کے ساتھ کہ جو اللہ مجھ جیسے سیاہ کار، گناہ گار اور خطاکار کو گناہوں کی دلدل سے نکال کر راہ ہدایت پر لا سکتا ہے اس کی توفیق سے اور بھی بہت سے بھٹکے ہوئے مسلمان راہ ہدایت پر آئیں گے۔ میں اس وقت کہاں ہوں۔ یہ بتانا ضروری نہیں۔ مختصر یہ کہ جہاں بھی ہوں اپنے گناہوں کا بھرپور کفارہ ادا کر رہا ہوں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اب میری گن میرے دین کے دشمن امریکیوں کے خلاف شعلے اگل رہی ہے۔ میرے گناہ بے حد و شمار اور لاتعداد ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ شہادت تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ میں اب صرف شہادت کی موت کا متلاشی ہوں تاکہ اپنے اللہ کے ہاں سرخرو ہو سکوں۔ پاکستانی قوم اور امت مسلمہ کے نام میرا پیغام ہے۔ اے میرے مسلمان بھائیو! پوری دنیا کا کفر اسلام کو مٹانے کے لیے ایک ہو چکا ہے۔ پس تم بھی اپنے باہمی اختلافات کو ختم کر کے ایک ہو جاؤ۔

☆☆☆☆☆

"اے دعوت و اعلام کے میدان میں کام کرنے والے مجاہدو!
جس عظیم الشان ذمہ داری کو تم نے اپنے کندھوں پر اٹھایا ہے اس کا حق ادا کرنے میں اللہ سے ڈرو! سچائی تمہارا شعار اور توحید کی طرف بلانا تمہارا لائحہ عمل ہونا چاہیے! اس بھٹکی ہوئی امت کو رسول اللہ ص کے طرز زندگی اور صحابہ کے نقوش حیات کی طرف واپس لانے کے لیے تمہی کو جدوجہد کرنا ہوگی۔ تمہیں ہی گمراہوں کی گمراہی، ایمان فروشی سے معمور دانشوروں کے جھوٹ، شکست خوردگی اور پسپائی کی حکمت علمی، طاقت کے سامنے جھکنے اور سجدہ ریز ہونے کے فلسفے، بھکاری بننے کی شرمناک فقہ اور فقہائے صلیب کے رسوا کن فتاویٰ سے اس امت کو آزاد کرنا ہے اور ان قائدین کا فسونِ باطل مٹانا ہے"۔
شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

ملا عبد المنان اخند کی قابل رشک شہادت

مصدر: اردو ویب سائٹ امارت اسلامیہ افغانستان

امارت اسلامیہ کے صوبہ ہلمند کے گورنر اور موجودہ جہاد کے ایک باعزم اور بہادر قائد ملا عبدالمنان اخند صوبہ ہلمند ضلع نوزاد کے مربوطہ علاقے میں سنیچر کے روز مغرب کے وقت یکم دسمبر ۲۰۱۸ء کو دشمن کے فضائی حملے میں شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

شہید ملا عبدالمنان اخند وہ شخص تھے، جنھوں نے اپنی زندگی کو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے وقف کرر کھی تھی۔ اس راہ میں مختلف مصائب و مشکلات جھیلنے کے ساتھ ساتھ زخمی، قید اور ہجرت کی آزمائشیں بھی برداشت کیں اور آخرکار شہادت کے مایہ ناز باب سے اپنی زندگی کو مکمل کرلی۔

ہر فداکار مجاہد کی طرح شہید ملا عبدالمنان اخند کا پس منظر ہمیں یاد دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سرزمین پر الٰہی قانون کے نفاذ کی جدوجہد اور فساد اور کفر کے خلاف جہاد ایک ایسی راہ ہے، جسے قربانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہی راہ مصائب جھیلنے کے قابل ہوتی ہے اور اس راہ میں فداکار ہونے والے پیروکار اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہر قسم کی قربانی اور فداکاری کے لیے آمادہ ہوتے ہیں۔

اگر ہم باطل کے خلاف برحق جہاد کی تاریخ کے پس منظر کا مطالعہ کریں، تو اس راہ کی ابتدائی قربانی اور شہادت پانے والے حضرات اللہ تعالیٰ کے سب سے مقرب بندے (انبیاء علیہم السلام) ہیں، جنھوں نے زخم، تشدد، قید، ہجرت اور شہادت کو قبول کیا ہے۔ تاریخ اسلام میں اس راہ کی بنیاد بدر کے غازیوں اور اُحد کے شہداء نے رکھی ہے۔ حضرت حمزہ، مصعب بن عمیر، عمر فاروق، مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی طرح اسلام کے عظیم جانباز شہادت کے لہو سے رنگین دنیا سے تشریف لے گئے ہیں اور اپنی شہادت کے ذریعے امت مسلمہ کی آئندہ نسلوں کو اس راہ کی عزت اور عظمت کی نشاندہی کردی ہے۔

امارت اسلامیہ افغانستان کو یہ فخر حاصل ہے، جس نے معاصر تاریخ میں سب سے زیادہ قیادت اور رہبری کی سطح پر قربانیاں دی ہیں۔ امارت اسلامیہ کے رہنماؤں اور مجاہدین نے ایک ہی طرح اپنی مقدس آرزو اور عالی داعیہ کو اپنی زندگی سے بہت اہم سمجھی ہے۔ اپنی جان، مال، اولاد، خاندان، جائیداد اور سب کچھ قربان کرتے ہوئے کلمۃ اللہ کی سربلندی کی جدوجہد کو جاری رکھا ہوا ہے اور اس راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ندامت اور مشوش کی تشکیک نے ان کے جہادی عزم کو متزلزل نہیں کیا ہے۔

شہید ملا عبدالمنان اخند ایثار اور قربانی کی اسی راہ کے ایک مثالی نمونہ تھے، آپ سعادت مند تھے، کہ آپ کی زندگی اسلام کے دشمنوں کے خلاف جہاد میں گزری، جنھوں نے اسلام کے دشمنوں اور شیطان کے پیروکاروں کو مزاحمت کے میدان میں عبرتناک درس سکھلایا۔ ہلمند جو جہاد پرور زمین ہے 'کو غاصب کافروں کی لاشوں سے بھر دیا۔ زمانے بھر کی جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ ایمان کی قوت سے لڑے اور آخر میں شہادت کے خون سے لہولان اپنی رب کی لقاء کو تشریف لے گئے۔

جہاد، حریت اور شرف کی راہ کے اس طرح سپوت جس طرح تاریخ اسلام کے فخر ہے، خاص طور پر مملکت اسلامی افغانستان کے مایہ ناز تاریخ کے وہ روشن ستارے ہیں، جو آئندہ نسلوں کو عزت اور شرف کی راہ بتلاتی ہے اور آئندہ نسلیں ان کے مایہ ناز پس منظر کی روشنی میں اپنی زندگی کے مقصد کا انتخاب کریں گی۔

ملک پر قابض ہونے والے غاصبوں کو امارت اسلامیہ بتلاتی ہے کہ ہمارا ہر مجاہد ملا عبدالمنان اخند ہے۔ اسی طرح بہادر، فداکار، ناقابل شکست اور عزم و شرف کا پیکر ہے۔ اگر گذشتہ اٹھارہ سال کے دوران تم نے اس حقیقت کو نہیں سمجھا ہے، تو ہماری چودہ سو سالہ تاریخ کا مطالعہ کرو۔ ہماری رگوں میں اسلامی روح تڑپ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت ہمارے مجاہدین کی زندگی کی عظیم آرزو ہے۔ شہادتوں سے مجاہدین کا حوصلہ کسی صورت میں بھی نہیں ٹوٹتا، بلکہ ہمیشہ مجاہدین کی قربانی کا جذبہ اور انتقام کا احساس شہادتوں سے قوی تر ہوا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔ دسمبر ۲۰۱۸ء میں ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیش خدمت ہے۔ یہ تمام اعدادو شمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں۔ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ http://www.alemarahurdu.com پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

یکم دسمبر:

☆صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 6 فوجی ٹینک، 4 رینجر، 4 بڑی گاڑیاں اور ایک آئل ٹینکر تباہ ہونے کے علاوہ 23 اہل کار ہلاک جب کہ 16 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ تخار کے ضلع ینگی قلعہ میں ہزارہ قشلاق کے علاقے میں مجاہدین نے جنگجو کمانڈر موسی کو 4 محافظوں سمیت موقع کے گھاٹ اتار دیا اور ان کے اسلحہ کو غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع چمتال میں آسیاخان کے علاقے میں واقع چوکی پر حملے کے دوران ظالم کمانڈر نسیم خالد ار سمیت 3 جنگجو ہلاک ہو گیا۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع دہ یک میں جارح امریکی فوجوں اور نام نہاد کمانڈو نے تاسنگ کے علاقے پر چھاپہ مارا، جنہیں مجاہدین کی مزاحمت کا سامنا ہوا اور دشمن پر لیزر گنوں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 امریکی سپیشل فورس اور 7 افغان کمانڈو ہلاک جبکہ دیگر فرار ہو گئے

2 دسمبر:

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں فوجی کاروان پر حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں 2 ٹینک اور 4 بڑی گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 5 اہل کار بھی مارے گئے۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر کے حلقہ نمبر چار کے علاقے کے شالان کے مقام پر واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے 2 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں پارچاو کے علاقے میں دشمن پر گھات کی صورت میں حملہ ہوا، جس سے رینجر گاڑی تباہ اور 2 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں کیمپ کے علاقے میں واقع 2 چوکیوں پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 4 اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

3 دسمبر:

☆صوبہ میدان کے ضلع سید آباد میں ملی خیل کے علاقے میں دشمن کو مجاہدین کی کمین گاہوں کا سامنا ہوا۔ جس کے نتیجے میں 5 فوجی رینجر گاڑیاں اور متعدد ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ درجنوں سپیشل فورس، کمانڈو اور انٹیلی جنس سروس اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند صدر مقام لشکر گاہ شہر میں خوشک آبہ اور حلقہ نمبر چار کے شالان کے علاقوں میں واقع چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے ایک چوکی فتح، 2 ٹینک ایک رینجر گاڑی تباہ، 9 اہل کار ہلاک، جبکہ 3 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع اندخوئی میں واقع مراکز و چوکیوں مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 یونٹ، 8 چوکیاں فتح، 11 اہل کار ہلاک ہوئے جبکہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

☆صوبہ میدان کے ضلع سید آباد میں مجاہدین نے میں کمانڈوز کے کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی ٹینک اور 18 فوجی و سپلائی گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 30 سے افغان کمانڈوز ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں مجاہدین نے ائیر بیس میں تعینات امریکیوں پر میزائل حملہ کیا، جس سے دشمن کو نقصانات کا سامنا ہوا، تاہم تفصیل موصول نہ ہو سکا۔

☆صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب میں نالیان کے علاقے میں مجاہدین نے امریکی چینوک ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنا کر تباہ کر دیا اور اس میں سوار تمام صلیبی فوجی واصل جہنم ہوئے۔ واضح رہے کہ امریکی و کٹھ پتلی فوجیں مذکورہ علاقے پر چھاپہ مارنے آئے ہوئے تھے اور اس دوران امریکی ہیلی کاپٹر لینڈنگ کرنے والا تھا، جسے کمین گاہ میں موجود مجاہد نے نشانہ بنایا اور ہیلی کاپٹر ایک گہری کھائی میں گر کر تباہ ہوا اور اس میں سوار صلیبی فوجی لقمہ اجل بن گئے۔ معمول کے مطابق اس بڑے ہیلی کاپٹر میں 40 سے 60 امریکی کمانڈو سوار ہوتے ہیں، جو خصوصی کاروائیوں میں حصہ لیتے ہیں۔

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں واقع جارح امریکی فوجوں کے مرکز پر مجاہدین نے میزائل داغے، جو اہداف پر گرے۔ جس کے نتیجے میں وہاں تعینات 9 امریکی فوجی اور 2 مترجم ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب میں کٹھ پتلی فوجوں کے ٹینک کو بارودی سرنگ دھماکے کا نشانہ بنایا گیا، جس سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار 6 اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

4 دسمبر:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں نورزوں گاؤں کے علاقے میں دشمن پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے گاڑی تباہ اور 5 اہل کار ہلاک، جبکہ 3 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں پارچاو کے علاقے میں دشمن پر حملہ و دھماکہ ہوا، جس سے ٹینک و کاماز گاڑی تباہ اور 4 پولیس اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ سرپل کے ضلع صیاد میں ضلعی مرکز پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 5 چوکیاں فتح اور پولیس چیف کمانڈر (عبد المالک عرف نظامی) سمیت سیکڑوں اہل کار ہلاک، جبکہ متعدد زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع اندخوئی میں مجاہدین کی دشمن سے جھڑپیں ہوئیں جس سے 2 ٹینک تباہ اور 8 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے، جبکہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

☆صوبہ میدان کے ضلع سید آباد میں لوہڑہ، سلطان خیل، سپین کلینک کے علاقوں میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک فوجی رینجر گاڑی اور 5 بڑی سپلائی گاڑیاں تباہ ہوئیں، لیکن ہلاکتوں سے متعلقہ اطلاع فراہم نہ ہو سکی۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں کڈے گاؤں کے قریب سیدان کے مقام پر بم دھماکہ سے فوجی بکتر بند ٹینک تباہ اور اس میں سوار 5 اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع بالا بلوک میں آپریشن کرنے والے امریکیوں اور ان کے کٹھ پتلیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے دشمن کو ہلاکتوں کا سامنا ہوا۔

5دسمبر:

☆صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ میں موسی وال کے علاقے میں واقع فوجی مرکز پر مجاہدین کے لیزر گن حملے میں 4 فوجی مارے گئے، جب کہ ایک بکتر بند ٹینک راکٹ لگنے سے تباہ اور اس میں سوار اہل کار ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ کابل کے ضلع قرہ باغ میں قلعہ موسی کے علاقے میں مجاہدین نے امریکی جاسوس ڈرون طیارے کو نشانہ بنا کر مار گرایا۔

☆صوبہ پکتیکا کے ضلع گول کے مختلف علاقوں میں نام نہاد قومی لشکر کے 12 جنگجوؤں نے مجاہدین کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے مخالف سے دستبرداری کا اعلان کیا۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع پشتون زرعون میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح، 4 فوجی ہلاک اور 8 گرفتار ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن، ایک راکٹ لانچر، 2 بم آفگن اور 10 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں فوجیوں، پولیس اہل کاروں اور جنگجوؤں نے امریکی طیاروں ہمراہ مجاہدین کے خلاف آپریشن کا آغاز کیا، جن پر مجاہدین ہلکے بھاری ہتھیار سے حملہ کیا، جس سے ٹینک تباہ اور 4 کمانڈوز سمیت 28 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں زقوم چارراہی کے مقام پر واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے ٹینک تباہ اور 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع دامان میں نودھہ کے علاقے میں امریکی ٹینک مجاہدین کی نصب شدہ بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ اور اس میں سوار غاصبین ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے صدر مقام قندھار شہر میں ایئر بیس کے قریب ہونے والے بم دھماکہ سے دوسرا امریکی ٹینک بھی تباہ اور اس میں سوار قابض ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع میوند میں ملک قلعہ کے علاقے میں امریکیوں کا ٹینک اُلٹ گیا، جس سے 2 امریکیوں سمیت 4 فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع شاولیکوٹ میں چینار کے علاقے میں واقع فوجی یونٹ پر مجاہدین نے لیزر گن حملہ کیا، جس سے 25 سے زائد اہل کار ہلاک ہوئے۔

6دسمبر:

☆صوبہ غزنی کے ضلع خوگیانی میں ولی قلعہ کے علاقے میں مجاہدین نے جارح امریکی فوجوں اور کٹھ پتلی کمانڈو پر حملہ کیا، جس میں دو کمانڈو ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں سیدان اور پارچاو کے علاقوں میں پولیس پر حملہ ہوا، جس سے 6 اہل کار ہلاک، جبکہ ایک زخمی ہوا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں واقع چوکی میں تعینات رابط مجاہد نے دشمن پر حملہ کیا، جس سے 6 پولیس اہل کار ہلاک اور رابط مجاہد ایک راکٹ لانچر، ایک رائفل گن، ایک کارمولی اور 2 کلاشنکوف سمیت مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوا۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں حلقہ نمبر چار کے علاقے کے باباجی اور ضلع نادعلی کے لوئی ماندہ اور ضلع گرشک کے سپین مسجد کے علاقوں میں آپریشن کرنے والے کمانڈوز، فوجیوں، پولیس اور جنگجوؤں امریکی طیاروں ہمراہ پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے کمانڈر (جاوید) سمیت 10 اہل کار ہلاک ہوئے۔

7دسمبر:

☆صوبہ قندھار کے ضلع نیش میں مرکز کے قریب فوجی کاروان پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 2 ٹینک، 2 رینجر گاڑیاں تباہ اور ان میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک کے میں فوجیوں و پولیس اہل کاروں اور چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 2 ٹینک تباہ، 20 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر، ضلع نادعلی اور ضلع گرشک میں کٹھ پتلی فوجیوں، پولیس اہل کاروں اور جنگجوؤں نے امریکیوں کے ہمراہ آپریشن کا آغاز کیا، جن پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 15 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

8دسمبر:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں ضلعی مرکز کے قریب واقع چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے پانچ اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں سرخدوز کے علاقے میں سنگور جنگجوؤں کی چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 5 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع نیش میں غنگئی کے علاقے میں واقع چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے ایک چوکی فتح، 8 اہل کار ہلاک، جبکہ 3 گرفتار ہوئے۔ مجاہدین نے ایک رینجر گاڑی، ایک راکٹ لانچر، ایک ہیوی مشن گن، ایک بم آفگن اور 6 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع میوند میں قلعہ شامیر کے علاقے ماما کریز کے مقام پر واقع چوکیوں پر لیزر گن سے حملہ ہوا، جس سے 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں چشمہ کے علاقے میں واقع یونٹ پر حملہ ہوا، جس سے مرکز فتح، 14 اہل کار ہلاک، جبکہ 23 اہل کار گرفتار ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود میں آب خورما کے علاقے میں امریکی ٹینک مجاہدین کی نصب شدہ بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ اور اس میں سوار قابض ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرمسیر میں گرم دشت کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے قابض امریکیوں کا ٹینک تباہ اور اس میں سوار امریکی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع بالا بلوک میں کنسک کے علاقے میں واقع فوجی یونٹ پر مجاہدین نے لیزر گن حملہ کیا، جس سے 3 کمانڈوز ہلاک، جبکہ 6 فوجی زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع دامان میں پروژہ کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے امریکی ٹینک تباہ اور اس میں سوار قابض ہلاک اور زخمی ہوئے۔

9 دسمبر:

☆صوبہ زابل کے ضلع ارغنداب میں چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح، 8 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے دشمن سے مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود میں فراہ رود اور شینڈنڈ اضلاع کی درمیانی علاقے میں واقع یونٹ پر مجاہدین نے لیزر گن حملہ کیا، جس سے یونٹ فتح، 5 اہل کار ہلاک اور 9 گرفتار ہونے کے علاوہ مجاہدین نے ایک ٹینک ایک ایس پی جی 9 اور ایک اینٹی ایئر گرافٹ گن سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں دشمن سے جھڑپوں کے نتیجے میں اب تک 11 ٹینک تباہ اور 25 فوجی و پولیس اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع تختہ پل میں بولک نیکہ کے علاقے میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، اور 4 فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ فراہ میں فراہ رود اور شینڈنڈ اضلاع کی درمیانی علاقے میں واقع مرکز پر حملہ ہوا، جس سے مرکز فتح، 5 اہل کار ہلاک، اور 10 گرفتار ہوئے۔

10 دسمبر:

☆صوبہ بادغیس کے ضلع مرغاب میں ضلعی مرکز کی دفاعی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح، 5 اہل کار ہلاک، جبکہ 2 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں واقع مکتب نامی چوکی پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیار اور لیزر گن سے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح کمانڈر سمیت 12 اہل کار ہلاک، جبکہ 2 گرفتار ہوئے۔

☆صوبہ خوست کے ضلع صبری میں گرگری کے علاقے میں واقع فوجی مرکز پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 دفاعی چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ 15 سیکورٹی اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع المار میں مرکز کی دفاعی چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے ایک چوکی فتح، 6 ٹینک تباہ، کمانڈر (عبدالواحد اور کمانڈر عبدالحلیم) سمیت 14 پولیس و شرپسند ہلاک، جبکہ 8 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع قادس میں ضلعی مرکز کے قریب واقع چوکیوں پر حملے سے ایک چوکی فتح، 9 اہل کار ہلاک اور 4 زخمی ہونے کے علاوہ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن، اور ایک راکٹ لانچر سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں خوشحال گاؤں کے علاقے میں واقع پولیس چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے ٹینک تباہ اور 10 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع غوریان میں ساغر کے علاقے میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 9 اہل کار ہلاک، جبکہ ایک گرفتار ہوا۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن اور 8 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

11 دسمبر:

☆صوبہ قندوز کے ضلع چاردرہ میں واقع ضلعی مرکز کی تین دفاعی چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں شرکت نامی چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 12 ہلاک جب کہ 15 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں سور کے علاقے میں واقع چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے ایک چوکی فتح، 12 اہل کار ہلاک، جبکہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں نانی اور چیغارو کے علاقوں میں واقع فوجی مرکز اور تین چوکیوں پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 11 اہل کار ہلاک جب کہ 8 زخمی ہونے کے علاوہ چوکیاں اور مرکز کے مورچے بھی تباہ ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں آپریشن کرنے والے فوجیوں سے جھڑپیں ہوئیں، جس سے ٹینک تباہ، اور 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع ارغستان میں ولید نامی چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، اور اس میں تعینات چوکی انچارج کمانڈر (سنگری) سمیت 10 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع آب کمرئی میں تشبلاق کے علاقے میں واقع دفاعی چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 2 چوکیاں فتح، 2 موٹر سائیکل تباہ، 6 اہل کار ہلاک، 9 زخمی ہونے کے علاوہ مجاہدین نے سات موٹر سائیکلیں، 2 ہیوی مشن گن، اور ایک رائفل گن سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ کابل کے ضلع پغمان میں قلعہ عبدالعلی سے متصل پنج چنار کے مقام پر امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد نے بارود سے بھری گاڑی کمانڈوز کے قافلے سے ٹکرا دی، جس کے نتیجے میں ایک کروزر جیپ اور 2 فور ویئل گاڑیاں مکمل طور پر تباہ ہونے کے علاوہ ان میں سوار 23 کمانڈوز اور بیرونی غاصب مشیر ہلاک اور زخمی ہوئے۔

12 دسمبر:

☆صوبہ ہرات کے ضلع پشتون زرغون میں زمان آباد کے علاقے میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے ٹینک تباہ، 7 اہل کار ہلاک، جبکہ 10 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع شیبکوہ میں ناکام دشمن جو کئی مہینوں سے مجاہدین کے محاصرے میں تھا، ایک بڑے کانوائے کی صورت میں فرار ہو گیا۔ جس سے ضلع مرکز، پولیس ہیڈ کوارٹر، انٹیلی جنس ہیڈ آفس اور تمام سرکاری تعمیرات اور وسیع علاقے پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا۔

☆صوبہ لوگر کے ضلع محمد آغہ میں کٹھ پتلی انتظامیہ کے نامزد رکن پارلیمان انجینئر امین رحیم اور جنگجو سفاک کمانڈر فرہاد اکبری کے کاروان پر دھماکہ اور بعد میں مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں دو گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 2 محافظ ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بدخشان کے ضلع جرم میں پل قاق کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین چھاپہ مار کر اس پر اللہ تعالیٰ کی نصرت سے قابض ہوئے اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 12 اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی اور مجاہدین نے دو عدد ایم 49 امریکی گنیں، تین عدد ایم 16 امریکی گنیں، ایک عدد روسی سنائپر گن اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع مرکزی بغلان میں پل ہاشم خان کے علاقے قونغرات گاؤں میں واقع جنگجوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے اسی نوعیت کا حملہ کر کے اس کا کنٹرول حاصل کر لیا اور وہاں تعینات کمانڈر محمد نور سمیت 7 جنگجو مارے گئے، جن کی دو عدد کلاشنکوفیں، ایک راکٹ، ایک ہیوی مشین گن اور دیگر فوجی سازوسامان مجاہدین نے قبضے میں لیے۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع غوریان میں رحیل کے علاقے میں واقع چوکی پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 6 اہل کار ہلاک، 6 مزید زخمی، جبکہ ایک گرفتار ہوا۔ مجاہدین نے پانچ کلاشنکوف اور ایک ہیوی مشن گن سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع شیب کوہ میں دشمن کے فرار سے ضلعی مرکز، پولیس ہیڈ کوارٹر، انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر اور تمام فوجی تعمیرات اور وسیع علاقے پر مجاہدین کا کنٹرول ہو گیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع پشتون کوٹ میں سرحوض کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنا کر مار گرایا اور اس میں سوار اہل کار موقع پر ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ فراہ میں ضلع بالابلوک میں شیوان کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار افسر (عالمدار) سمیت 6 فوجی ہلاک ہوئے۔

13 دسمبر:

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانی میں زاوہ کے علاقے میں جارح امریکی و کٹھ پتلی فوجوں نے داعش جنگجوؤں کے خلاف فرنٹ لائن کے قریب امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے مراکز پر چھاپہ مارا، اس دوران دشمن پر شدید دھماکے ہوئے، جس کے نتیجے میں 6 سپیشل فورس اہل کار ہلاک جب کہ 11 زخمی اور دیگر فرار ہو گئے۔

☆صوبہ میدان کے ضلع چک میں زمان خیل کے علاقے میں واقع فوجی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 5 ہلاک جب کہ دیگر فرار ہو گئے۔ مجاہدین نے 2 امریکی ایم 16 رائفلیں، ایک راکٹ لانچر اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع دامان میں پروژو کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے امریکی ٹینک تباہ اور اس میں سوار صلیبی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں ضلع شیب کوہ سے فرار ہونے والے کاروان پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 2 رینجر، 2 کاماز گاڑیاں اور ایک ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 7 فوجی ہلاک، جبکہ 10 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع بالابلوک میں شیوان کے علاقے کے سپین مسجد کے مقام اور گجن آباد کے علاقے میں پولیس اہل کار اور فوجی کاروان پر حملہ ہوا، جس سے 2 ٹینک ایک کاماز گاڑی تباہ اور ان میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بادغیس میں قلعہ نو کے علاقے میں فوجیوں، کمانڈوز اور پولیس اہل کاروں سے جھڑپیں ہوئیں، جس سے 12 کمانڈوز و فوجی ہلاک، 14 زخمی، جبکہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع پشتونکوٹ میں 200 کمانڈوز، فوجی، پولیس اور جنگجو جو گزشتہ کئی مہینوں سے سرحوض کے علاقے میں مجاہدین کے محاصرے میں تھے، ناکام دشمن نے ان اہل کاروں کو ہیلی کاپٹروں کے ذریعے فرار کروایا اور 10 فوجی یونٹ اور 15 چوکیوں پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا۔

14 دسمبر:

☆صوبہ بلخ کے ضلع دولت آباد میں شنگل آباد کے علاقے میں امارت اسلامیہ کے رابط اہل کار مجاہد نے سفاک جنگجو کمانڈر پر گولیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی، جس کے نتیجے میں ظالم وحشی جنگجو کمانڈر اختر موقع پر ہلاک جب کہ اس کے 3 محافظ زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پکتیکا کے ضلع اورگون کے مرکز کے قریب مجاہدین نے جارح امریکی و کٹھ پتلی کمانڈوز کے مرکز پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں مرکز تباہ اور وہاں تعینات اہل کار ہلاک اور زخمی ہونے کے علاوہ کئی ٹینک اور گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

15 دسمبر:

☆صوبہ قندھار کے ضلع خاکریز میں شاغونڈان کے علاقے میں چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح، اور 10 اہل کار ہلاک ہونے کے علاوہ مجاہدین نے پانچ عدد اسلحہ سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع دامان میں 2 امریکی ٹینک تباہ اور ان میں سوار امریکی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ جوزجان کے صدر مقام شبرغان شہر میں منگوتی کے علاقے میں واقع جنگجوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات شر پسندوں میں سے میں کمانڈر گلب الدین سمیت 9 ہلاک جب کہ 5 زخمی اور مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ لانچر، دو کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں مجاہدین کے حملے میں ایک بکتربند ٹینک تباہ اور اس میں سوار 4 اہل کار ہلاک ہوئے، ساتھ ہی مجاہدین کے سنائپر گن حملے میں 3 فوجی مارے گئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع میوند میں امارت اسلامیہ کے 2 رابط مجاہدین نے چوکی میں تعینات اہل کاروں پر اندھادھند کر کے 6 کٹھ پتلی اہل کاروں کو موت کا گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرمسیر میں امریکی ٹینک مجاہدین کی نصب شدہ بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ ہو گیا اور اس میں سوار صلیبی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بادغیس کے صدر مقام قلعہ نو میں ملمنجیانو کے علاقے میں آپریشن کرنے والے فوجیوں پر لیزر گن حملے ہوئے، جس سے ایک ٹینک، 2 گاڑیاں تباہ، 5 اہل کار ہلاک، اور 8 زخمی ہوئے کے علاوہ 3 راکٹ لانچر اور 2 موٹر سائیکل مجاہدین نے غنیمت کر لیے۔

16 دسمبر:

☆صوبہ قندہار کے ضلع شورابک کے سروچاھان کے علاقے میں واقع چوکی پر وسیع حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 17 اہل کار ہلاک ہوئے، جبکہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔ مجاہدین نے ایک رینجر گاڑی، ایک اینٹی ایئر گرافٹ گن، ایک راکٹ لانچر، 3 ہیوی مشن گن اور سات کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ دائی کنڈی کے ضلع گیزاب میں تمزان کے علاقے میں واقع چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 4 چوکیاں فتح، 8 اہل کار ہلاک، جبکہ مجاہدین نے 11 موٹر سائیکلیں، ایک گاڑی اور مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں مجاہدین نے فوجی ٹینک کو راکٹ لانچر کا نشانہ بن کر تباہ کر دیا اور اس میں سوار کمانڈر سرجنگ سمیت 5 اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع بٹی کوٹ میں مجاہدین نے جنگجوؤں کی چوکی پر چھاپہ مار کر اس پر قابض ہوئے اور وہاں تعینات شر پسندوں میں سے 3 ہلاک جب کہ دیگر فرار اور مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر، ایک ہیوی مشین گن اور ایک کلاشنکوف بھی غنیمت کر لی۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع چاربولک میں کابل انتظامیہ 18 جنگجو، فوجی اور انٹیلی جنس سروس اہل کاروں نے حقائق کا ادراک کرتے ہوئے مجاہدین سے آملے۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع مرکزی بغلان میں گرداب کے علاقے میں واقع نظم عامہ اہل کاروں کی 2 چوکیوں پر مجاہدین نے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں دونوں چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 11 ہلاک جب کہ 4 زخمی اور مجاہدین نے پانچ عدد کلاشنکوفیں، ایک ہیوی مشین گن، ایک ہینڈ گرنیڈ اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری میں چشمہ شیر بازار کے علاقے مکتب کے مقام پر واقع فوجی بیس اور دفاعی چوکیوں پر مجاہدین نے اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 9 اہل کار ہلاک ہوگئے۔ مجاہدین نے ایک امریکی سنائپر گن، ایک راکٹ لانچر، دو امریکن ہینڈ گرنیڈ، 6 امریکی ایم 16 گنیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ کابل کے ضلع قرہ باغ میں نوپولہ کے علاقے میں سپیشل فورس کے عہدیداروں کو مجاہدین کی کمین گاہ کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 10 عہدیدار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ بادغیس کے صدر مقام قلعہ نو کے ملمنجیان کے علاقے میں دشمن سے جھڑپیں ہوئیں۔ 2 مورچے فتح، 2 ٹینک اور 12 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع شورابک میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 17 اہل کار ہلاک، اور مجاہدین نے گاڑیوں سمیت 18 عدد ہلکے وبھاری ہتھیار غنیمت کر لیا۔

17 دسمبر:

☆صوبہ بادغیس کے صدر مقام قلعہ نو میں ملمنجیانو کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار 7 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع دامان میں نیودھ کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے امریکی ٹینک تباہ اور اس میں سوار صلیبی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

18 دسمبر:

☆صوبہ پکتیا کے ضلع احمد خیل میں مشکہ کے علاقے میں مجاہدین نے انٹیلی جنس سروس اور پولیس اہل کاروں پر چیکنگ کے دوران حملہ کیا، جس میں ایک مخبر ہلاک اور 2 پولیس اہل کار گرفتار ہونے کے علاوہ ان کی گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر میں حکمت عملی کے تحت ہونے والے پولیس افسر سمیت 3 ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوئے۔

☆صوبہ دائی کنڈی کے ضلع گیزاب میں تمزان کے علاقے میں دشمن کی چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 4 چوکیاں فتح، کمانڈر (صفت) سمیت 18 اہل کار ہلاک، 11 زخمی، جبکہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔ مجاہدین نے 11 موٹر سائکل، ایک گاڑی، 2 راکٹ لانچر، 18 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ غور کے ضلع چھارسدہ میں امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے گل خنج کے علاقے میں مولوی غلام سرور اور کمانڈر یاسین کے سربراہی میں 70 خاندانوں نے اعلان بیعت کیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع گرزیوان میں بھارک کے علاقے میں نام نہاد کمانڈوزنے امریکی طیاروں ہمراہ مجاہدین کے مورچوں پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس سے اہم کمانڈو کمانڈر (عبدالخبیر پنجشیری) سمیت 10 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک M4 ، ایک کلاشنکوف، 2 وائیرلیس سیٹے اور 2 رات والے دوربینوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ کنڑ کے ضلع اسمار میں واقع تین چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے تمام چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 11 ہلاک جب کہ دیگر فرار اور مجاہدین نے کافی مقدار میں وغیرہ غنیمت کر لیا۔

19 دسمبر:

☆صوبہ زابل کے ضلع ارغنداب میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح، 14 اہل کار ہلاک۔ مجاہدین نے 4 ہیوی مشن گن، 4 کارمولی، ایک راکٹ لانچر ایک وائیرلیس سیٹ اور ایک دوربین سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

20 دسمبر:

☆صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری میں پولیس اہل کاروں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس میں 2 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ پولیس اسٹیشن انچارج سفاک جنگجو کمانڈر سلیم کوچی سمیت 6 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی اور مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن، دو کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان بھی غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار میں ضلعی مرکز کے دفاعی چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 2 چوکیاں فتح، 9 فوجی وجنگجو ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے صدر مقام قندھار شہر میں امریکی رہائش گاہ پر میزائل داغے گئے، جو ہدف پر گر کر دشمن کے لیے نقصانات کا سبب بنے۔

21 دسمبر:

☆صوبہ بغلان کے ضلع برکہ میں نام نہاد قومی لشکر کے دس جنگجوؤں نے حقائق کا ادراک کرتے ہوئے مجاہدین کی مخالفت سے دستبرداری کا اعلان کیا۔

☆صوبہ بدخشان کے ضلع ارغنج خواہ کے مختلف علاقوں میں گذشتہ چند دنوں کے دوران نام نہاد قومی لشکر کے دس جنگجوؤں نے حقائق کا ادراک کرتے ہوئے مجاہدین سے آملے۔

☆صوبہ ننگرہار کے خوگیانی اور غنی خیل اضلاع کے رہائشی پانچ سیکورٹی اہل کار حقائق کا ادراک کرتے ہوئے مجاہدین سے آملے۔

22 دسمبر:

☆صوبہ ہرات کے اضلاع پشتون زرغون اور اوبئی کے درمیانی علاقے میں فوجی کاروان پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 4 ٹینک تباہ، 6 فوجی ہلاک، جبکہ 20 زخمی ہوئے۔

23 دسمبر:

☆صوبہ قندوز کے ضلع خان آباد میں قندوز-خان آباد روڈ کے چارتوت کے علاقے میں مجاہدین نے صوبائی تخار کے نظم عامہ پولیس کمانڈر کی گاڑی پر گھات کی صورت میں حملہ کیا، جس کے نتیجے میں کمانڈر شاہ طاؤس سمیت 4 اہل کار ہلاک ہوئے۔

24 دسمبر:

☆صوبہ فراہ کے ضلع گلستان میں سناغان کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

25 دسمبر:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع گرزیوان میں ضلعی مرکز اور دفاعی چوکیوں پر حملہ ہوا جس سے ایک چوکی فتح، پولیس چیف کمانڈر (عبدالصمد غلبیانی) سمیت 4 پولیس اہل کار موقع پر ہلاک، جبکہ 2 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ خوست کے ضلع صبری میں کمپائن کے وحشی کرائے کے قاتلوں نے آباد خانہ کے علاقے پر چھاپہ مارا اور اس دوران علاقے کے رہائشی سرفروش نوجوان محمد رحیم نے امریکی غلاموں پر گولیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی، جس کے نتیجے میں تین کمانڈو ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع دولت آباد میں فوجی کاروان پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 2 ٹینک تباہ، 3 اہل کار ہلاک، جبکہ 7 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع بٹی کوٹ میں قائم مقامی جنگجوؤں اور کٹھ پتلی فوجوں کی چوکیوں پر مجاہدین نے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 14 چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ کمانڈر جنت گلاب اور کمانڈر قاسم سمیت 18 جنگجو اور فوجی ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے سات کلاشنکوفیں، دو راکٹ لانچر، ایک ہیوی مشین گن، ایک اینٹی ایئرکرافٹ گن، ایک پستول، ایک سہ پایہ اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں ترمہ ماندہ اور سیدان کے علاقوں میں شرپسندوں اور فوجیوں پر حملہ ہوا، جس سے 4 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں تریخ ناور، کیمپ کے علاقوں میں فوجیوں پر سنائپر گن حملہ ہوا، جس سے 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں نرئی ماندہ کے علاقے میں واقع چوکیوں پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 5 اہل کار ہلاک ہوئے۔

26 دسمبر:

☆صوبہ بلخ کے ضلع چمتال میں روز گانی کے علاقے میں واقع جنگجوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات شر پسندوں میں سے 8 ہلاک جب کہ ایک گرفتار اور مجاہدین نے دو ہیوی مشین گنیں، پانچ کلاشنکوفیں اور کافی مقدار میں مختلف فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں ملکی سطح پر جارح امریکی فوجوں کے سب سے بڑے اڈے بگرام ایئر بیس پر میزائل داغے گئے، جو اہداف پر گر کر صلیبی دشمن کے لیے جانی و مالی نقصانات کے سبب بنے اور بیس میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع المار میں ضلعی مرکز میں کٹھ پتلی فوجیوں اور جنگجوؤں پر حملہ ہوا، جس سے 6 اہل کار ہلاک، جبکہ 11 زخمی ہوئے۔

27 دسمبر:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں نرئی پل اور شاول کے علاقوں میں واقع چوکیوں پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 13 فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں قندہار آدہ، کووک پھاڑ اور نہر سراج میں یکلنگ کے علاقے میں فوجیوں وچوکیوں پر حملے وبم دھماکے ہوئے، جس سے 2 ٹینک ایک کرنیک تباہ، اور 13 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع چاربولک میں اوزلوک کے علاقے جوزجان-مزار ہائی وے پر واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات 5 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن ،ایک راکٹ لانچر اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ جوزجان کے ضلع مردیان کے مختلف علاقوں کے رہائشی 31 پولیس اہل کاروں اور مقامی جنگجوؤں نے حقائق کا ادراک کرتے ہوئے مجاہدین کی مخالفت سے دستبردار ہونے کا اعلان کیا۔

28 دسمبر:

☆صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ میں باران قلعہ کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 6 اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی اور ایک بکتر بند ٹینک بھی تباہ ہوا۔

☆صوبہ بدخشان کے ضلع تشکان میں لیرنگ کے علاقے میں فوجی کاروان پر ہونے والے دھماکہ سے ایک ٹینک تباہ اور اس میں سوار اہل کاروں میں سے 2 ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بدخشاں کے صدر مقام فیض آباد شہر میں پولیس اسٹیشن پر چھاپے کے دوران گرفتار ہونے والے 8 پولیس اہل کاروں کو مجاہدین نے رہا کر دیا۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع غنی خیل میں گلائی زاخیل کے علاقے میں فوجی کاروان پر 2 دھماکے ہوئے، جس کے نتیجے میں ایک ٹینک اور یک رینجر گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ 4 اہل کار ہلاک جب کہ 8 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں سنگچارک اور بخت آباد کے علاقوں میں امریکیوں اور ان کے کٹھ پتلیوں نے مجاہدین کے مورچوں پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، اور لڑائی چھڑ گئی، جس 5 امریکی اور پانچ نام نہاد کمانڈوز موقع پر ہلاک، جبکہ 4 امریکی اور 7 کمانڈوز زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع جمعہ بازار میں تپہ قشلاق اور دشت کے علاقوں میں دشمن سے جھڑپیں ہوئیں، جس سے 4 ٹینک تباہ، 10 اہل کار ہلاک، 8 زخمی، جبکہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں ھزار گان اور لوئیماندہ کے علاقوں میں پولیس اہل کاروں، جنگجوؤں اور فوجیوں پر حملہ ہوا، جس سے 9 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

29 دسمبر:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں ٹانگان گودر کے علاقے میں واقع سنگور جنگجوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے لیزر گن حملہ کیا، جس سے 7 اہل کار موقع پر ہلاک، جبکہ 4 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں ڈاکٹر پٹرول پمپ، سیدان، سیمنار کے علاقوں میں واقع دشمن کے چوکیوں وفوجیوں پر حملہ ہوا، جس سے ٹینک سائیکل تباہ، 4 اہل کار ہلاک، جبکہ 3 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں لوئی ماندہ دشت اور ھزار گان کے علاقوں میں آپریشن کرنے والے فوجیوں وجنگجوؤں سے جھڑپیں ہوئیں، جس سے ٹینک تباہ اور 12 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ غزنی سے آمدہ رپورٹ کے مطابق سنیچر کے روز سہ پہر کے وقت صدر مقام غزنی شہر کے کاریز کے علاقے میں مجاہدین کے حملے میں ایک پولیس اہل کار ہلاک جب کہ دوسرا زخمی اور دیگر فرار ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں مربوطہ یر گتو کے علاقے کابل-قندہار ہائی وے پر مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس میں 7 فوجی ہلاک جب کہ 5 زخمی اور 2 گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

☆☆☆☆☆

بچوں میں کارٹون بینی کا بڑھتا رجحان

محمد مقبول احمد

اگر آپ اپنے بچوں کو کارٹون نیٹ ورت، پوگو، وار نر برادرز اور ڈزنی جیسے چینلز مہیا کر کے اس بات پر مطمئن ہیں کہ بچے تفریحی سرگرمی میں مگن ہیں اور گھر کی چیزیں توڑنے اور تنگ کرنے سے باز ہیں تو یقین مانیں آپ غلط ہیں۔

آپ دراصل اپنے بچوں کو ایک ایسی سرگرمی میں مبتلا کر رہے ہیں جو نا صرف ان کی زندگی یا زندگی کے کچھ پہلوؤں کو تباہ یا ڈسٹرب کر رہی ہے بلکہ انہیں ایسے روبوٹس میں بدل رہی ہے جو جنہیں بالواسطہ طور پر اس سرگرمی کے بانی کنٹرول کر سکتے ہیں۔

کیا آپ نے کبھی یہ جاننے کی کوشش کی کہ آپ کا بچہ کارٹونز سے کیا سیکھ رہا ہے؟ کیا آپ نے کبھی وہ کارٹونز خود بھی دیکھے جنہیں آپ بچوں کو دیکھنے کی کھلی چھوٹ دیتے ہیں؟

حقیقت سے فرار اور فینٹیسی:

ایک لمبے عرصے تک کارٹونز دیکھنا بچوں کو حقیقی دنیا سے دور اور ان کے ذہن میں ان کی من پسند ایک خیالی دنیا بنانے اور اس میں کھوئے رہنے کا سبب بنتا ہے۔

فینٹیسیز میں مبتلا بچے تعلیم اور کھیلوں کی سرگرمیوں میں پیچھے، والدین اور رشتہ داروں سے کم تعلق، تنہائی پسند اور اعصابی تناو کے شکار کے ساتھ نفسیاتی طور پر زیادہ حساس اور کمزور دل ہو جاتے ہیں۔

جسمانی مسائل:

زیادہ دیر تک کارٹونز دیکھنے والے بچوں میں چھوٹی عمر سے ہی نظر کی کمزوری، سر درد، نیند کی کمی جیسے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں جن میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

بری عادات:

کارٹونز کی اکثریت جیسے ڈریگن بال زی، پوکی مان، وغیرہ بدترین مار دھاڑ، قتل و غارت خونریزی اور تشدد پر مبنی ہے ایسے میں بچوں میں جھگڑالو پن پیدا ہو جانا معمول کی بات ہے۔ ایسے ہی کئی کارٹون کردار چوری، دھوکہ دھی، بڑوں سے بدتمیزی اور دیگر بہت سی منفی سرگرمیوں میں مبتلا نظر آتے ہیں جن کا اثر بچے بہت جلد قبول کرتے ہیں۔

غلط نظریات کی ترویج:

کارٹونز کا ایک منفی پہلو یہ بھی ہے کہ دنیا میں جس کام کو انتہائی برا ابھی کیوں نہ مانا جاتا ہو کارٹونز میں اسے پرکشش اور اسے کرنے والوں کو ہیرو دکھایا جا سکتا ہے جیسے "بلی اینڈ مینڈی" اور "ٹین ٹائٹنز" جیسے کارٹونز میں کالے جادو کو اور پوکی مون اور ڈیجی مون جیسے کارٹونز میں جانوروں پر تشدد اور انہیں آپس میں لڑوانے کو۔

بے راہروی:

آج کل کے کارٹونز میں جنسی بے راہروی کے بہتات ہے۔ ہر دوسرے کارٹون کی کہانی میں کوئی لو سٹوری شامل ہوتی ہے۔ بڑی تعداد میں کارٹونز کی خاتون ہیرو مثلاً "ونڈر وومن"، "شی را" اور "ڈیفنی بلیک" کو مختصر لباس زیب تن کیے دکھایا جاتا ہے۔ ایسے ہی کئی کارٹونز میں بوس و کنار کے بولڈ مناظر، ذو معنی فقرے وغیرہ بچوں پر بدترین اثرات مرتب کرتے ہیں۔

"سپونج باب" نامی مشہور ترین کارٹونز میں سٹوری کی لوکیشن "بکینی اٹال" نامی جزیرے کے قریب سمندر کی تہہ ہوتی ہے جسے "بکینی باٹم" کہا جاتا ہے۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ دنیا میں ہزاروں جزیرے ہیں مگر کارٹون کا محور ایسا جزیرہ کیوں بنایا گیا جس کا نام عریانیت کا مظہر ہے؟

صحت مندانہ سرگرمیوں سے دوری:

کارٹونز کے شوقین بچے اکثر گیمز، سیر و تفریح وغیرہ جیسی سرگرمیوں میں کم دلچسپی لیتے ہیں۔ جس سے ان کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتیں متاثر ہوتی ہیں۔

پیسے اور وقت کا مزید ضیاع:

کارٹونز کیسے والدین کا پیسا ضائع کرتے ہیں اس کی مثال یوں ہیں کہ دس روپے میں بکنے والا کھلونا "یویو"، "بلیزنگ ٹینز" نامی بچوں کی سیریز کے بعد پانچ سو یا اس سے زیادی کا بکنے لگا اور پھر بھی اس کی فروخت میں طوفانی اضافہ ہوا جس کی وجہ اس کے ساتھ جذباتی ہیروازم کا اضافہ کر دینا تھا۔ ایسے ہی دس روپے میں بکنے والا لٹو "بی بلیڈ" سیریز کے بعد ہزار ہا روپے کے پیکس میں بکنے لگا کیونکہ اس پر جذباتی ہیروازم کی چھاپ لگ چکی ہے۔

میک ڈونلڈز جیسی کمپنیاں چند سینٹ قیمت پر مشتمل آلو کے چپس، نگٹس اور کولڈ ڈرنکس کئی ڈالرز میں فروخت کر رہی ہیں کیونکہ انہوں نے اس پیک میں مشہور کارٹونز کے کھلونوں کا اضافہ کر دیا ہے۔

ایسے ہی بین ٹین کی گھڑی ٹرانسفار مر کارٹونز کی کارز اور کیا نہ کیا۔

نیو ورلڈ آرڈر اور مائنڈ کنٹرول پروگرام:

اور آخر میں... کیا وجہ ہے کہ ۹۰ فی صد کارٹونز میں منفی کرداروں کو ہیرو بنا کر پیش کیا جاتا ہے؟ کیا وجہ ہے کہ گرے ہوئے کردار کے حامل کرداروں کو "دنیا کا نجات دہندہ" بنا کر پیش کیا جاتا ہے؟ تقریباً ہر کارٹون میں "واحد آنکھ" اور "تکون" جیسے نشان، گندے مکروہ چہرے، دنیا کی تباہی کے مناظر کو وافر دکھایا جاتا ہے؟

معزز والدین!

ان سوالوں کا جواب خود ہی سمجھ جائیں ورنہ "آنے والا وقت" خود ہی سمجھا دے گا۔

☆☆☆☆☆

اک نظر ادھر بھی!

زاہد مصطفیٰ

چینی حراستی مراکز میں تعلیم کے نام پر جبری مشقت:

۲۰۱۷ء کے آغاز میں چینی حکام نے نظر بندی کیمپوں میں ایغور مسلمانوں اور قازق سمیت دیگر اقلیتوں کے خلاف بغیر کسی قانون کے قید کرنے کی مہم شروع کی۔ اقوام متحدہ کی جاری کردہ رپورٹ کے مطابق اس طرح کی جگہوں پر کم از کم دس لاکھ افراد قید کیے گئے ہیں۔ بیجنگ ان نظر بندی کیمپوں کو پیشہ ورانہ تعلیم کے مراکز قرار دیتا ہے جبکہ دراصل ان جیل نما کیمپوں میں قیدیوں کو کمیونسٹ نظریات کی تعلیم دی جاتی ہے۔ چینی حکام ان حراستی مراکز میں اب بڑے پیمانے پر جبری مشقت کی جگہیں تعمیر کر کے اسے مزید آگے لے گئے ہیں۔ چھ ایغور اور قازق قیدیوں کے خاندانوں کے ساتھ انٹرویو میں رشتہ داروں نے کہا کہ قیدی علاقے کے نظر بندی کے مراکز سے گریجوایشن کے بعد معمولی یا بلا معاوضہ ٹیکسٹائل فیکٹریوں میں ملازمت کر رہے ہیں۔ انہیں فیکٹریاں چھوڑنے اور رشتہ داروں سے بات کی اجازت نہیں۔ اگر ملتی بھی ہے تو سخت نگرانی میں۔ قازق شہری سارا زینبی جس کا اپنے شوہر سے اس کے قید ہونے کے بعد رابطہ ختم ہو گیا تھا' نے بتایا کہ وہ کہتے ہیں کہ یہاں کچھ ایسی چیزیں ہیں جن کے متعلق میں بات نہیں کر سکتا۔ اسے اکتوبر میں اپنے رشتہ داروں کو یہ بتانے کے لیے دو منٹ کی کال کی اجازت ملی کہ وہ حراستی مرکز سے فیکٹری منتقل ہو گیا ہے۔

آسٹریلیا کے تھنک ٹینک اسٹریٹیجک انسٹی ٹیوٹ کی جانب سے مرتب کردہ ایک رپورٹ کے مطابق سیٹلائٹ سے لی گئی تصویر سے معلوم ہوتا ہے کہ حراستی مرکز ۲۰۱۶ء کے مقابلے میں اب دوگنا بڑے ہیں اور اسی عرصے میں یوٹین کا حراستی مرکز ۲۶۹ فیصد بڑھا ہے۔ فیکٹریوں میں منتقل کیے جانے والے افراد کو حراستی کیمپوں کے مقابلے میں یہ سہولت ہے کہ انہیں حکومت کے سخت زیر نگرانی ایک ملاقات اور مختصر فون کال کی اجازت ملتی ہے۔ ایک خاتون قیدی جو ٹیکسٹائل فیکٹری میں جبری مشقت کر رہی ہیں نے اپنے شوہر کو بتایا کہ کام کے اوقات کے علاوہ بچ جانے والے اوقات میں اسے چینی حکومت کا پارٹی پروپیگنڈہ سیکھنا ہوتا ہے۔ چینی حکومت ان حراستی مراکز پر مغربی میڈیا کی جانب سے ہونے والی تنقید کے جواب میں کہتی ہے کہ یہ کوئی جیل یا حراستی مراکز نہیں بلکہ تعلیم و ہنر فراہم کرنے والے ادارے ہیں۔ چین کے اس جھوٹے دعوے کی حقیقت بھی دنیا کو خوب معلوم ہے۔ ان حراستی مراکز میں بڑی تعداد ان ایغور مسلمانوں کی بھی ہے جو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ بہت سے تو وہ ہیں جو بیرون ممالک رہائش پذیر تھے اور اپنے پاسپورٹ اور دستاویز کی تجدید کے لیے واپس آئے اور گرفتار کر کے جیلوں میں ڈال دیئے گئے۔

حیرانگی کی بات یہ ہے کہ چین میں مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کے متعلق اقوام متحدہ اور مغربی میڈیا اور ان کے ایوانوں میں تنقید کی جارہی ہے لیکن مسلم دنیا کے حکمران، ان کا میڈیا اور سب سے بڑھ کر مذہبی سیاسی جماعتیں تک اس معاملے سے ایسے لاتعلق ہیں جیسے ان کے کچھ بول دینے سے یا کسی بھی فورم پر اس متعلق آواز اٹھانے سے یہ کالعدم قرار دے دیئے جائیں گے۔ ایسی بے حسی پر دل خون کے آنسو روتا ہے کہ آخر یہ ایمان کا کون سا درجہ ہے کہ ہم اپنے مسلمانوں بھائیوں کے متعلق محسوس کرنے اور سوچنے تک کی صلاحیت سے محروم کر دیے گئے ہیں۔

جعلی شراب بیچنے والے چینی باشندے گرفتار:

اسلام آباد میں تھانہ شالیمار کی حدود سیکٹر ایف ٹین فور سے گرفتار کئے گئے چین کے دو باشندے دو برس سے گھر میں کشید کی گئی شراب پر بین الاقوامی کمپنیوں کے لیبل لگا کر چینی اور پاکستانی شہریوں سمیت شراب خانوں کو بھی فروخت کر رہے تھے۔ جبکہ ان کے پاس شراب کی تیاری اور فروخت کا پرمٹ بھی نہیں تھا۔ دونوں ملزمان کے قبضے سے تیار شراب، بیئر اور شراب و بیئر بنانے کی اشیا اور مشینری بھی برآمد کی گئی ہے اور مستقل گاہکوں کی فہرست بھی ملی ہے جن کے نام خفیہ رکھے جارہے ہیں۔ پولیس چائنیز شہریوں کے ساتھ اس دھندے میں ملوث پاکستانیوں کو تلاش کر رہی ہے۔ دونوں ملزمان کو جوڈیشل ریمانڈ پر جیل بھیج دیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ جی ایچ کیو کے پڑوس میں قائم شراب کی فیکٹری جو قیام پاکستان سے قبل انگریز دور حکومت میں انگریز فوجیوں اور ان کے مقامی خدمتگاروں کی ضرورت پوری کرنے کے لیے قائم کی گئی تھی آج بھی بین الاقوامی معیار کی شراب تیار کرنے کی پاکستان میں سب سے بڑی فیکٹری ہے۔ اس فیکٹری کی مینجمنٹ میں افواج پاکستان کے ریٹائرڈ فوجی افسران شامل ہیں۔ پچھلے دو سالوں میں ان چینی باشندوں نے جعلی شراب کی فروخت سے جی ایچ کیو کی زیر پرستی چلنے والی شراب فیکٹری کو کتنا نقصان پہنچایا اور ان کے کتنے ہی گاہک لے اڑے' اگر پاک چین دوستی کا خیال نہ ہوتا تو ان ملزمان کو جوڈیشل ریمانڈ پر جیل بھیجنے کی بجائے انکاؤنٹر میں پار کر دینا حق بنتا تھا۔

مصری صدر کی جانب سے اسرائیل کے ساتھ سیکورٹی تعاون کی موجودگی کا اعتراف:

امریکی نشریاتی ادارے 'سی بی ایس' کے مطابق انٹرویو کے دوران جب السیسی سے یہ پوچھا گیا کہ کیا اسرائیل اور مصر کے درمیان اس حد تک تعاون موجود ہے جتنا تاریخ میں کبھی

نہیں رہا، تو انہوں نے اس کا اثبات میں جواب دیا۔ مصر کے صدر عبد الفتاح السیسی نے کہا کہ اس کا ملک اور اسرائیل' مصر کے علاقے جزیرہ نما سینا میں مسلمان شدت پسندوں کے خلاف کارروائی میں ایک دوسرے سے قریبی تعاون کر رہے ہیں۔ نشر کیے جانے سے قبل سی بی ایس نے اس انٹرویو کے بعض حصے ذرائع ابلاغ کو جاری کیے ہیں۔ 'سی بی ایس' کی انتظامیہ نے دعویٰ کیا ہے کہ انٹرویو کی ریکارڈنگ کے بعد مصر کی حکومت نے اس سے درخواست کی تھی کہ صدر السیسی کا یہ انٹرویو نشر نہ کیا جائے جسے چینل کی انتظامیہ نے مسترد کر دیا ہے۔ تجزیہ کاروں کے خیال میں اسرائیل کے ساتھ قریبی تعاون کا اعتراف مصر کی داخلی سیاست میں السیسی کے لیے مشکلات پیدا کر سکتا ہے۔ کیونکہ مصری عوام کی اکثریت اسرائیل کو پسند نہیں کرتی اور اس کے ساتھ قریبی سیاسی اور سفارتی تعلقات کی مخالف ہے۔ السیسی کی حکومت نے گزشتہ سال سینائی میں مجاہدین کے خلاف ایک بڑے فوجی آپریشن کا آغاز کیا تھا۔ اس آپریشن کے آغاز کے بعد گزشتہ سال فروری میں امریکی اخبار 'نیویارک ٹائمز' نے دعویٰ کیا تھا کہ السیسی نے اسرائیل کو مصر کے صوبے شمالی سینا میں شدت پسندوں کے خلاف فضائی کارروائی کی اجازت دیدی ہے۔ اس اجازت کے ملنے کے بعد اسرائیل فوج کے بغیر کسی نشان والے ۱۰۰ سے زائد ڈرون، ہیلی کاپٹر اور جنگی طیارے علاقے میں مجاہدین کے ٹھکانوں کو نشانہ بناتے رہے۔

سعودی عرب سے روہنگیا مسلمانوں کی ملک بدری:

مڈل ایسٹ آئی' کے مطابق سعودی عرب سے تقریباً دو ہزار سے زائد روہنگیا مسلمان ملک بدر کر کے بنگلہ دیش منتقل کر دیے گئے ہیں۔ یہ افراد روزگار اور محفوظ زندگی کی تلاش میں سعودی عرب گئے تھے۔ ایک ویڈیو میں دکھایا گیا ہے کہ کس طرح ملک بدری کے انتظار میں یہ افراد قطاروں میں کھڑے ہیں۔ یہ ویڈیو جدہ کے الشمسی حراستی مرکز کی ہے۔ اس ویڈیو کو بنانے والے شخص نے بتایا: "وہ گزشتہ پانچ برسوں سے الشمسی حراستی مرکز میں قید رہا اور اب اسے بنگلہ دیش واپس بھیجا جا رہا ہے، برائے مہربانی میرے لیے دعا کریں"۔ بھارتی حکومت کی جانب سے بھی روہنگیا مسلمانوں کی ملک بدری اور برما کی طرف واپسی کے خوف سے روہنگیا مسلمان بھارت سے بنگلہ دیش نقل مکانی کی کوشش کر رہے ہیں۔ بھارتی سرکار کے بیان کے مطابق بھارت میں روہنگیا پناہ گزینوں کی تعداد چالیس ہزار سے زائد ہے۔

افغان فوج کی ۱۹ خواتین کی بھارت میں تربیت:

افغان خواتین پر مشتمل دوسرے فوجی دستے کی بھارت میں تربیت تکمیل کے قریب پہنچ گئی۔ ۱۹ رکنی دستہ گزشتہ ماہ چنائے کی فوجی اکیڈمی میں آیا تھا۔ جن میں ۲ جنگی پائلٹ بھی شامل ہیں۔ بھارتی اکیڈمی سے گزشتہ برس ۲۰ رکنی دستے نے ۳ ہفتوں پر مشتمل کورس کیا تھا۔ اسی دوران افغانستان کی اسپیشل فورسز، وزارت دفاع کے اداروں، تعلقات عامہ، مالی اور قانونی امور سے منسلک مزید ۱۵ خواتین نے بھی تربیت حاصل کی۔ واضح رہے کہ افغانستان اور بھارت کے مابین بڑھتے ہوئے تعاون پر، پاکستانی حکومت کی جانب سے کئی بار تحفظات کا اظہار کیا جا چکا ہے۔

افغان فٹبال حکام کا خواتین کھلاڑیوں سے زیادتی کا انکشاف:

برطانوی اخبار کے مطابق افغانستان کی خواتین فٹبال ٹیم کی کھلاڑیوں کو آفیشلز اور فیڈریشن حکام زیادتی کا نشانہ بناتے ہیں، ٹیم کی سابق کپتان خالدہ پوپل اور شبنم مابرز جو قتل کی دھمکیوں پر افغانستان سے بیرون ملک جا چکی ہیں، کے حوالے سے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ خواتین فٹبالرز کو فیڈریشن کے آفیشلز کے ہاتھوں استحصال کا سامنا ہے، رپورٹ کے مطابق ان الزامات کی زد میں افغان فٹبال فیڈریشن کے سربراہ کریم الدین کریم اور دیگر کوچ آئے ہیں جب کہ افغانستان اولمپک کمیٹی کے سربراہ حفیظ اللہ ولی رحیمی نے تصدیق کرتے ہوئے کہا ہے کہ خواتین کھلاڑیوں سے زیادتی اور ہراساں کرنے کے الزامات نئے نہیں ہیں۔ ہم اس بارے میں ماضی میں بھی اعلیٰ حکام کو متعدد بار آگاہ کر چکے ہیں تاہم کسی نے نوٹس نہیں لیا اور نہ ہی کوئی کارروائی کی گئی۔ یاد دلاتے چلیں کہ ۲۰۱۳ء کے وسط میں پاکستان کی خواتین کھلاڑیوں کی انڈر ۱۹ کرکٹ ٹیم کے جنسی استحصال کا سکینڈل سامنے آیا تھا۔ رپورٹ کے مطابق ملتان کرکٹ بورڈ پر چار لڑکیوں کی جانب سے الزام لگایا گیا کہ ملتان کرکٹ بورڈ نے انہیں ٹیم میں چانس دلوانے کے بدلے جنسی خواہش کا اظہار کیا۔ معاملے کی تحقیق کرنے والے صحافی کا کہنا تھا کہ خواتین کے کھیلوں کے محکمے میں جنسی ہراسگی و زیادتی بہت وسیع پیمانے پر ہے۔ بہت سی لڑکیاں اسی ماحول میں بہہ کر اپنی زندگیاں برباد کر لیتی ہیں اور اکثریت بدنامی کے ڈر سے قانونی چارہ جوئی نہیں کرتیں اور خاموشی اختیار کرتی ہیں۔

دیکھا جائے تو یہ حال صرف کھیل کے محکموں کا یا کسی ایک شعبے کا نہیں بلکہ ملازمت پیشہ خواتین کے ساتھ مختلف سرکاری و پرائیویٹ اداروں میں یہی حال ہے جہاں انہیں مردوں کے "شانہ بشانہ" رہ کر کام کرنا پڑتا ہے۔

امن کے اسلحہ ساز عالمی چیمپین:

اسٹاک ہوم انٹرنیشنل پیس ریسرچ انسٹیٹیوٹ (SIPRI) نے ۱۰۰ بڑی اسلحہ ساز کمپنیوں کے نام کے ساتھ تازہ رپورٹ جاری کی ہے۔ سپری نے دعویٰ کیا ہے کہ ۲۰۱۷ء میں ۲.۵ فیصد اضافے کے ساتھ ۳۹۸.۲ بلین ڈالر مالیت اسلحے کی خرید و فروخت ہوئی۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ۱۰۰ بڑی اسلحہ ساز کمپنیوں میں ۴۲ امریکی ہیں جو دنیا بھر میں اسلحے کی نصف تعداد تیار کر رہی ہیں جب کہ ٹاپ ۱۰ اسلحہ ساز کمپنیوں میں بھی ۵ امریکی

ہیں۔ لاک ہیڈ مارٹن اول نمبر پر براجمان ہے جس نے ۴۴ بلین ڈالرز کا کاروبار کیا۔ دفاعی ساز و سامان کی تیاری میں روس نے برطانیہ سے اعزاز چھین کر دوسرے نمبر پر قدم جما لیے۔ تیزی سے ترقی کے منازل طے کرنے والی روسی کمپنی 'الماز آنتئے' پہلی بار ۱۰ بڑی اسلحہ ساز کمپنیوں میں شامل ہوئی۔ برطانیہ بدستور مغربی یورپی ممالک کو اسلحہ فراہم کا سب سے بڑا ملک ہے۔ اس دوڑ میں اسرائیل نے بھی اپنی پوزیشن بہتر کر لی۔ مسلمان ممالک میں ترک اسلحہ ساز کمپنیوں نے حیران کن نتائج دے کر خریداروں کو اپنی جانب متوجہ کر لیا۔ ترکی نے اسلحے کی فروخت کو ۲۰۱۶ء کے مقابلے میں ۲۰۱۷ء میں ۲۷ فیصد کے اضافے پر پہنچا دیا۔

ٹرمپ کی جانب سے افغانستان میں موجود نصف فوجیوں کی واپسی کا اعلان:

امریکی صدر ٹرمپ کی جانب سے افغانستان میں موجود نصف فوجیوں کو بلانے کا اعلان کیا ہوا یوں محسوس ہوتا ہے سرحد کے دونوں اطراف پاکستان افغان حکومتوں اور بالخصوص دونوں ممالک کی افواج کے پاؤں تلے سے زمین کھینچ لی گئی ہو۔ افغان حکام نجی گفتگو میں ٹرمپ پر دھوکہ دینے کی دہائیاں دینے لگے ہیں۔ افغان فوجی حکام نے اعتراف کیا ہے کہ وہ امریکی فوجیوں کے انخلا کے بعد کی صورت حال سے نمٹنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ امریکہ کے اعلان نے پاکستان کو بھی کم حیران نہیں کیا ہے۔ پاکستانی حکام حقیقت کے برعکس امریکیوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اس اعلان اور اس پر عملدرآمد کے نتیجے میں ایک بار پھر افغانستان اسی طرح انتشار کا شکار ہو جائے گا جیسا ۸۰ء کی دہائی میں سوویت یونین کی فوجوں کے نکلنے پر ہوا تھا۔ جب کہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے بیرونی افواج کی موجودگی میں ہی افغانستان کے کثیر رقبے پر امارت اسلامیہ کا کنٹرول ہے اور یہ کنٹرول جبراً قائم نہیں کیا گیا بلکہ اس کی پشت پر افغان عوام کی بھرپور حمایت موجود ہے۔ افغان عوام امارت اسلامیہ کے مجاہدین کو اپنے دکھ درد کا ساتھی سمجھتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ یہ مجاہدین نہ صرف افغانستان کو امن دلا سکتے ہیں بلکہ تمام قومی معاملات بخوبی سرانجام دینے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ پاکستانی حکومت جو اس سے قبل تو بڑے اخلاص سے مذاکرات کی حمایتی تھی لیکن اب جب امریکہ افغانستان سے نکلنے کے لیے سنجیدہ ہو رہا ہے تو انہیں فکر لاحق ہو گئی ہے۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ جس امریکی امداد کے بل بوتے پر یہ مسلمانوں کا خون کراچی تا وزیرستان بہاتے رہے وہ تو بند ہو گئی اب اگر امریکا نکل گیا تو وہ رہی سہی امید بھی ختم ہو جائے گی کہ پاکستان کے امریکہ سے تعلقات دوبارہ اس نہج پر آسکیں کہ وہ انہیں کچھ مزدوری دے سکے۔ حال ہی میں ایک پاکستانی پرائیویٹ سیکورٹی کمپنی جس کے ملازم امریکی سفارت خانے کی حفاظت پر مامور تھے 'کو امریکی سفارت خانے نے نہ صرف نوکری سے فارغ کر دیا بلکہ واجبات کی ادائیگی بھی روک دی۔ یہ ملازمین پریس کلب کے باہر احتجاج کرتے رہے۔ اس پرائیویٹ سیکورٹی کمپنی کے مالک معروف دفاعی تجزیہ نگار اور سابقہ فوجی اکرام سہگل ہیں۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ پہلے یہ گمان کیا گیا تھا کہ ایک ہی دفعہ میں جنگ کر کے ان قبائل کی قوت ختم کر دیں گے جو جہاد کا عَلم بلند کیے ہوئے ہیں، وہ تو ختم نہ ہو سکے بلکہ آئے روز ان کے حملوں میں اضافہ ہو رہا ہے، آپریشن کے نتیجے میں فوج کے خلاف نفرت کا ایسا آتش فشاں تیار ہو گیا جو کسی بھی وقت پھٹنے کو تیار ہے۔ معیشت تباہ، سیاسی جماعتیں الگ ان کے خلاف محاذ بنانے کے لیے پر تول رہی ہیں۔ ایسے میں پاکستانی حکومت نے جنگ کیا کرنی وہ تو ملک چلانے کے قابل ہی نہیں رہی ہے۔

امریکہ سے چین جیسے تعلقات چاہتے ہیں: عمران خان

عمران خان نے امریکی اخبار کو دیئے گئے انٹرویو میں کہا ہے کہ وہ امریکہ سے ایسے تعلقات کبھی نہیں چاہیں گے، جس میں کرائے کے قاتل یعنی پیسے دے کر جنگ لڑنے یا پاکستان کے ساتھ خریدی گئی بندوق جیسا برتاؤ کیا جائے، ہم امریکہ کے ساتھ چین جیسے باقاعدہ تعلقات چاہتے ہیں۔ امریکی جنگ لڑ کر بہت کچھ برداشت کیا، اب وہی کریں گے جو ہمارے مفاد میں ہو گا۔ اس نے کہا ہم نہیں چاہیں گے کہ امریکہ ۱۹۸۹ء کی طرح پاکستان کو تنہا چھوڑ کر افغانستان سے جلد بازی میں نکلے، امریکہ افغانستان میں پہلے حالات ٹھیک کرے پھر تعمیر نو کے لیے بھی اس کی ضرورت ہو گی۔ ہم طالبان کو مذاکرات کی میز پر لانے کی پوری کوشش کریں گے۔ اس سوال پر کہ کیا وہ پاکستان اور امریکہ کے تعلقات میں گرم جوشی کے خواہاں ہیں تو عمران خان نے کہا کہ سپر پاور کے ساتھ کون دوستی کرنا نہیں چاہتا۔ اس نے کہا اسامہ بن لادن کو قتل کرنے کے لیے امریکی آپریشن بہت ذلت آمیز تھا کہ امریکہ نے پاکستان پر بھروسہ نہیں کیا۔ ایک سوال پر اس نے کہا آئی ایم ایف شرائط عام آدمی کو نقصان پہنچائیں گی۔ دریں اثنا اسلام آباد میں بلوچستان سے تعلق رکھنے والے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے عمران خان نے کہا ہے کہ چین نے مدینہ کی ریاست کے اصولوں پر چل کر ۷۰ کروڑ لوگوں کو غربت سے نکالا مگر پاکستان میں امیر امیر ہوتا گیا اور غریب غریب ہی رہ گیا۔ اس نے کہا کہ آج ہمارے عظیم ملک نہ بننے کی وجہ جھکنا اور ہاتھ پھیلانا ہے جس نے ہماری قومی غیرت ختم کر دی۔ کوئی خان کو بتائے کہ تمہاری اس جھوٹے دعوے کہ پاکستان کو مدینے کی ریاست بنائیں گے کیا کم تھا کہ ایک کمیونسٹ ملک جہاں مسلمانوں پر بدترین ظلم ڈھایا جا رہا ہو، ایسا ظلم جس کی برابری شاید امریکہ و اسرائیل بھی نہ کر سکیں، اس کے باوجود آپ غاصب و ظالم چینی حکومت کو بھی مدینے کی ریاست کے اصول اپنانے کی سند دے رہے ہو۔

میکسیکو کی سرحد پر دیوار کی تعمیر پر ٹرمپ اور کانگریس میں تنازع:

وائٹ ہاؤس نے کہا ہے کہ کانگریس سے نئی رقوم کی دستیابی کے بغیر صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی جانب سے سرحدی دیوار کی تعمیر کا وعدہ پورا کیا جائے گا جس کا طریقہ کار موجود ہے۔امریکی نشریاتی ادارے کے مطابق وائٹ ہاؤس کی خاتون ترجمان، سارا سینڈرز نے کہا ہے کہ ہمارے پاس ۵/ ارب ڈالر کا انتظام کرنے کے لئے دوسرا طریقہ موجود ہے۔انہوں نے کہا کہ ہم کار سرکار نہیں سرحد بند کرنے کے خواہاں ہیں۔واضح رہے کہ امریکا میکسیکو سرحد پر دیوار کی مجوزہ تعمیر کے معاملے پر ٹرمپ اور کانگریس کے درمیان تنازع پیدا ہو گیا تھا اور اس معاملے پر سمجھوتا نہ ہونے کی صورت میں جزوی حکومتی شٹ ڈاون کا خدشہ ہے، جس کے نتیجے میں وفاقی ملازمین کی ایک چوتھائی تعداد کے لیے تنخواہوں کی ادائیگی رک سکتی ہے۔ ٹرمپ نے مطالبہ کیا ہے کہ دیوار کی تعمیر کے لیے ۵/ ارب ڈالر کی ادائیگی کی جائے، کیونکہ غیر قانونی تارکین وطن اور منشیات کو امریکہ میں داخل ہونے سے روکنے کا یہی ایک موثر طریقہ کار ہے۔

کلیسائی سکول کا لاکھوں ڈالر چندہ جواخانوں میں اڑانے والی راہباؤں کو معافی دے دی گئی:

دو امریکی راہباؤں نے کلیسائی اسکول کو دیئے جانے والے چندوں میں سے ساڑھے پانچ لاکھ ڈالرز کا چندہ چُرا لیا۔ قیمتی شرابوں اور لاس ویگاس کے تاریخی جواخانوں میں داؤ لگا کر مسیحی عوام کا چندہ ٹھکانے لگایا۔ پکڑے جانے پر دونوں راہباؤں سسٹر میری مارگریٹ کریوپر اور سسٹر لانا چینیج نے اپنے پرانے جاننے والے اور مربی "کارڈینل" کی مدد طلب کی اور ندامت کا اظہار کرکے "معافی" مانگ لی، جس کے بعد امریکی چرچ نے اعلان کیا ہے کہ اپنے کئے پر نادم ان دونوں راہباؤں کو معاف کر دیا گیا ہے اور ویٹی کن نے بھی تصدیق کر دی ہے کہ کلیسائے روم ان دونوں راہباؤں کیخلاف کسی قسم کی کوئی قانونی کارروائی نہیں کرنا چاہتا اور ان دونوں کو معاف کر دیا گیا ہے۔ ان کے خلاف کوئی مقدمہ درج نہیں کروایا جائے گا اور نا ہی خورد برد کئے جانے والے لاکھوں ڈالرز واپس لئے جائیں گے۔واضح رہے کہ کیلی فورنیا کے سینٹ جیمس کیتھولک اسکول کی جانب سے مقرر اٹارنی مارگ گراف نے تصدیق کی ہے کہ کیتھولک اسکول تو دونوں راہباؤں کے خلاف تو کارروائی کرنا، مقدمہ درج کروانا اور خورد برد کی جانیوالی تمام رقم واپس وصول کرنا چاہتا ہے، لیکن راہباؤں نے چرچ کی اعلیٰ انتظامیہ سے معاملات طے کر لیے ہیں، جس کے بعد اسکول انتظامیہ اور والدین ایسوسی ایشن بھی مجبور ہو گئے ہیں اور انہوں نے مجبوراً راہباؤں کے خلاف قانونی کارروائی روک دی ہے۔ سینٹ جیمس کیتھولک اسکول / کیلی فورنیا کی پیرنٹس ایسوسی ایشن کے ایک سرکردہ رُکن جیک الیگزینڈر نے دونوں راہباؤں کو معاف کئے جانے پر برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم والدین کلیسائی پادریوں اور راہباؤں کیلئے اے ٹی ایم بنے ہوئے ہیں کہ جب چاہیں اپنی موج مستی کے لیے ہماری خون پسینہ کی کمائی کو اُڑائیں اور ان مجرم راہباؤں کو معاف کر دیں، جو بالکل ناقابل برداشت ہے۔دونوں بد قماش راہباؤں کا محاسبہ کیا جانا چاہئے اور ان کے خلاف مقدمات درج کروائے جانے چاہئیں تاکہ آئندہ کسی کو ایسی ہمت نہ ہو۔

یورپ کے ۲۵ فیصد شہری نفسیاتی مریض بن چکے ہیں:

تازہ رپورٹ کے مطابق یورپی یونین کے ۳۰ ممالک میں عوام الناس کی ذہنی صحت ابتر نکلی ہے۔ہر سال ۸۰ ہزار سے زائد مریض موت کے منہ میں جا پہنچتے ہیں۔نفسیاتی مرض میں مبتلا شہریوں کی تعداد اور مریضوں کے لحاظ سے آئرلینڈ، بلجیم، جمہوریہ چیک، فن لینڈ، فرانس، ہنگری، اٹلی، ہالینڈ، سلوانیہ، اسپین، پرتگال اور برطانیہ سر فہرست ہیں جہاں ۱۹ سے ۲۵ فیصد شہری نفسیاتی مسائل کا شکار یا زیر علاج ہیں، جبکہ اعداد و شمار کی رو سے علم ہوا ہے کہ آئرلینڈ نفسیاتی باشندوں کے لحاظ سے سر فہرست ہے، جہاں ۲۸ فیصد طلبا و طالبات نفسیاتی مسائل کا شکار ہو چکے ہیں اور نیشنل ویمن کونسل آئرلینڈ کی رپورٹ میں تصدیق کی گئی ہے کہ آئرش لڑکیوں میں نفسیاتی مسائل کے سبب خودکشی کا رجحان پوری یورپی یونین میں سب سے زیادہ ہے۔ ایک ماہر نفسیات کا کہنا ہے کہ اگر کوئی شخص نفسیاتی مسائل، شیزوفرینیا، قنوطیت، خود پسندی، تنہائی، ڈپریشن، تناؤ، بلڈ پریشر اور دماغی عدم توازن سمیت مختلف مسائل کا شکار ہو جاتا ہے تو اس کی موت طبعی عمر سے کم از کم دس سال اور زیادہ سے زیادہ بیس برس پہلے ہی واقع ہو جاتی ہے اور یورپی ممالک میں یہی کچھ معاشرتی "ریڈار" پر دیکھا سکتا ہے کہ جنریشن تیزی سے کم ہو رہی ہے اور اس میں نفسیاتی مریضوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ بظاہر تہذیب یافتہ اور با اخلاق دکھائی دینے والے یورپی باشندوں کی ذہنی صحت کے بارے میں سالانہ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ۲۲ یورپی ممالک میں ہر پانچواں اور چنیدہ آٹھ ممالک میں ہر چوتھا فرد نفسیاتی مریض ہے اور اپنا علاج کروا رہا ہے یا دماغی سکون اور نفسیاتی آرام کے لیے دوائیں پھانک رہا ہے۔ "دی آسٹریلین" اور "ڈیلی گلوب اینڈ میل" نے دلچسپ رپورٹوں میں بتایا ہے کہ ہر برس یورپی ممالک میں اربوں ڈالرز شہریوں کی دماغی صحت کی بحالی کے لیے خرچ کئے جا رہے ہیں، لیکن نفسیاتی پن ختم ہونے کے بجائے مزید بڑھتا جا رہا ہے اور اس سے قتل، تشدد اور خودکشی میں تیزی سے اضافہ ریکارڈ کیا جا رہا ہے۔ رپورٹ میں ۲۰۱۶ء کے اعداد و شمار کے مطابق یورپی یونین کے ممالک میں آٹھ کروڑ چالیس لاکھ افراد نفسیاتی بن چکے تھے، جن میں ۲۰۱۶ء میں ہلاکتوں کی تعداد ۸۴ ہزار رہی۔ برسلز میں کام کرنے والے ایک ماہر نفسیات رچرڈ اسٹوکس کا کہنا ہے کہ نفسیاتی مسائل خاندانی نظام کے ٹوٹنے، معاشرتی تنہائی اور معاشی مسائل سمیت دیگر عوامل سے بڑھ رہے ہیں اور ایسی کیفیت میں مریض شراب نوشی سمیت تنہائی کا

سہارا لیتا ہے اور اسی سبب اس کے نفسیاتی مسائل تیزی سے بڑھتے ہیں اور وہ موت کے منہ میں جا پہنچتا ہے جبکہ ہزاروں یورپی باشندوں نے نفسیاتی مسائل سے زچ ہو کر خودکشی بھی کی ہے۔

ڈاکٹر عافیہ کے اغواکاروں کو 55 ہزار ڈالر کی ادائیگی کی گئی:

سینئر امریکی صحافی اور دفاعی امور کے ماہر گورڈن ڈف نے دعویٰ کیا ہے کہ سی آئی اے نے پاکستانی خاتون سائنس دان ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو اغوا کرنے والوں کو ۵۵ ہزار ڈالر ادا کیے تھے۔ معروف امریکی دفاعی میگزین "ویٹرنز ٹوڈے" میں شائع آرٹیکل " عمران خان، عافیہ صدیقی اور امریکہ کی خوفناک غلطی" میں تبصرہ کرتے ہوئے چیف ایڈیٹر گورڈن ڈف نے بتایا ہے کہ اس نے ایڈمرل سروہی کے ساتھ کیسے کام کیا تھا اور جنرل کولن پاول کو جے سی او ایس کی جانب سے ایک خط فراہم کیا اور ۲۰۱۰ء میں اس نے عمران خان کے ساتھ مل کر کام کیا تھا۔ وہ اپنے آرٹیکل میں لکھتا ہے:

" ایک موقع پر خان نے صدیقی کے والدین کے گھر سے مجھے فون کیا، اس گفتگو کے کچھ حصے کو میں نے ریکارڈ کر کے یوٹیوب پر اپ لوڈ کر دیا، جسے بعد ازاں ہٹا دیا گیا تھا۔ اس نے کہا کہ "بش انتظامیہ اور اس کے اسرائیلی آقاؤں کو عراق پر حملے کے لیے ثبوت نہیں ملے، تو انہوں نے ایم آئی ٹی سے پی ایچ ڈی کرنے والی ڈاکٹر عافیہ صدیقی پر الزام دھر لیا اور عافیہ کو ۳ بچوں سمیت سی آئی اے کی درخواست پر اغوا کیا گیا۔ اغواکاروں کو ۵۵ ہزار ڈالر ادا کئے گئے تھے"۔ عافیہ موومنٹ کے اعلامیے میں مذکورہ صحافی کی گفتگو جاری کرنے کے ساتھ ساتھ ترجمان نے کہا کہ ڈاکٹر عافیہ کا اغوا ہمارے قومی وقار پر سیاہ دھبہ ہے۔

نقیب اللہ کے والد پاکستان کے عدالتی نظام سے مایوس ہو گئے اور معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا:

جعلی پولیس مقابلے میں مارے گئے نقیب اللہ کے والد اپنے بیٹے کے قتل کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا ہے۔ محمد خان محسود کراچی میں کیس کی سماعت کے موقع پر بھی نہیں آئے۔ ان کا کہنا ہے کہ نقیب اللہ کے دوستوں اور ہمدردوں نے بہت احتجاج کیا۔ پورے ملک میں ہی مظاہرے کئے گئے۔ لیکن اب وہ اپنے اور نقیب اللہ کے لیے کسی کو آزمائش میں نہیں ڈال سکتے اور نہ ہی ڈالیں گے۔ محمد خان کا کہنا ہے کہ وہ نقیب اللہ کے قاتلوں کو کبھی معاف نہیں کریں گے۔ وہ ہمہ وقت اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ان کے بیٹے کے قاتلوں کو دنیا اور آخرت میں عبرتناک سزا ملے۔ انہوں نے اپنے بیٹے کے قتل کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا ہے اور وہ اپنے رب سے ہی انصاف کے طلب گار ہیں۔ چند روز قبل کراچی میں ایک جرگہ منعقد ہوا، جس میں دیگر مسائل کے علاوہ نقیب اللہ قتل کیس کے حوالے سے بھی بات چیت ہوئی۔ نقیب قتل کیس میں حصول انصاف کے لیے نئی احتجاجی تحریک شروع کرنے کی تجویز پر جرگہ عمائدین کی اکثریت نے خاموشی اختیار کئے رکھی۔ جس پر جرگہ میں موجود نوجوانوں نے نقیب قتل کیس میں دلچسپی نہ لینے اور احتجاج نہ کرنے پر شدید ردعمل کا اظہار کیا تھا۔ نوجوانوں نے جرگہ عمائدین سے کہا کہ کمزوری دکھانے کا مطلب شکست تسلیم کرنا اور مزید ایسے واقعات کو دعوت دینا ہوگا۔ جرگہ میں موجود نوجوان انتہائی مشتعل تھے اور اپنے جذبات کا بھرپور اظہار کر رہے تھے۔

اسلامیات کا مضمون پڑھانے کے لیے ۵ فیصد غیر مسلموں کا کوٹہ:

تحریک انصاف حکومت ابتدائی مہینوں میں جس طرح کھل کر اقدامات اٹھا رہی ہے ایسا محسوس ہوتا ہے اسے سرے سے پرواہ ہے ہی نہیں کہ کوئی اسے یہودی ایجنٹ ہونے کا الزام لگائے یا کچھ اور۔ اسلامیات کا مضمون پر، جسے مغرب کی خوشنودی کے لیے پہلے سے ہی کانٹ چھانٹ کر کے اس کا حلیہ بگاڑ دیا گیا ہے، اب ایک تازہ وار کیا گیا ہے کہ غیر مسلم اساتذہ بچوں کو اسلامیات پڑھائیں گے۔ خود ہی بتائیں کہ ریاست مدینہ کے دعویداروں کی ایسی دیدہ دلیری پر کیا کہا جائے؟ یعنی مسلمان طلباء کو ایک عیسائی یا ہندو بتائے گا کہ توحید کیا ہوتی ہے؟ اسلام کے ارکان کیا ہیں؟!!!

کراچی میں چائلڈ پورنوگرافی نیٹورک کا انکشاف:

کراچی میں چائلڈ پورنوگرافی کے نیٹ ورک کا انکشاف ہوا ہے، جس کے کارندوں نے انٹرنیشنل نمبرز کے ورچول واٹس ایپ گروپ بنا کر آٹھویں کلاس سے لے کر میٹرک تک کے طالب علموں کو نشانہ بنانا شروع کیا تھا۔ متاثرہ بچوں کی عمریں ۱۰ سے ۱۴ برس کے درمیان ہیں۔ گرفتار ملزم نے سے دوران تفتیش حاصل ہونے والی معلومات کے مطابق وہ پاکستانی موبائل کمپنیوں کے سموں پر واٹس ایپ ایکٹو کرنے کے بجائے اپنی سرگرمیوں کو خفیہ رکھنے کیلئے مخصوص ویب سائٹس سے ایسے انٹرنیشنل نمبرز اور لنک خرید کر ان پر وہ واٹس ایپ کو ایکٹو کرتے جن کو پاکستان میں ٹریس کرنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ ایسے خفیہ واٹس ایپ گروپ بنا کر ان میں شہر کے مختلف علاقوں کے نوعمر طالب علموں اور بچوں کو "ایڈ" (شامل) کر لیا جاتا جس کے بعد ان بچوں کو روزانہ کی بنیاد پر درجنوں فحش ویڈیوز بھیجی جاتی ہیں، جو کم عمر بچوں پر ہی فلمائی گئی ہوتیں۔ بعد ازاں جب انہوں نے کچھ بچوں کی قابل اعتراض ویڈیوز بنانے میں کامیابی حاصل کر لی تو پھر ان بچوں کو بلیک میل کر کے دیگر بچوں کو پھنسانے کے لئے استعمال کرتے رہے۔ چونکہ چائلڈ پورنوگرافی کے خلاف یورپی ممالک میں سخت قانون سازی کی گئی ہے لہٰذا جن ویب سائٹس سے نمبر خریدے گئے تھے انہوں نے جلد ہی معلومات فراہم کر دیں۔ گرفتار ملزم کے موبائل فون کو جب فارنسک جانچ پڑتال کے لیے ڈیوائس پر لگایا گیا تو اس میں سے شہر کے مختلف علاقوں میں رہائش پذیر ایک درجن سے زائد اسکول کے کم عمر طالب علموں کی قابل اعتراض ویڈیوز بر

آمد ہوئیں۔ ملزم نے انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کر رکھی ہے اور سابقہ بینک ملازم تھا۔ اس سے قبل اسی نوعیت کا ایک کیس جھنگ میں بھی سامنے آیا تھا۔

اسلام آباد بڑے سکولوں کے طلباء وطالبات آئس نشے کے عادی بن گئے:

وزیر مملکت برائے داخلہ شہریار آفریدی نے اسلام آباد پولیس لائنز میں نیشنل کمیشن فار ہیومن رائٹس کی طرف سے بچوں کی ٹریننگ کے بارے میں لانچنگ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے وفاقی دارالحکومت کے تعلیمی اداروں میں نشے سے متعلق تہلکہ خیز انکشافات کیے۔ اس کے بقول اسلام آباد کے بڑے تعلیمی اداروں میں ۷۵ فیصد طالبات اور ۴۵ فیصد طلبا آئس کرسٹل کا نشہ کرتے ہیں۔ اسلام آباد کے بڑے بڑے اسکولوں کے کیفوں میں آئس ہیروئن بک رہی ہے، منشیات کو ٹافیوں کے ریپر میں دیا جاتا ہے۔ اس کا کہنا تھا کہ آئس کرسٹل ایک ٹافی کی طرح ہے، والدین کو بھی پتہ نہیں چلتا کہ کیا چیز ہے۔ تحقیق سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ بہت سے طلباء وطالبات امتحانات کی تیاری کے دوران اس نشے کی لت میں مبتلا ہوئے۔ کیونکہ اس نشے کے استعمال سے وقتی طور پر تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے اور انسان چوبیس سے اڑتالیس گھنٹے جاگ سکتا ہے۔ پشاور میں بھی ایک محتاط اندازے کے مطابق اس نشے میں مبتلا افراد کی تعداد دس ہزار سے زائد ہے۔ جیلوں میں بھی یہ نشہ بآسانی دستیاب ہوتا ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ اس سے قبل کراچی کی یونیورسٹیوں کالجوں میں بھی طلباء وطالبات کے آئس نشے میں مبتلا ہونے کی خبریں منظر عام پر آچکی ہیں۔ ایک قانونی پیچیدگی یہ ہے کہ آئس نشہ کا دھندہ کرنے والوں کو اس کی بہت کم مقدار چاہیے ہوتی ہے جس کی برآمدگی کی بنیاد پر مقدمہ نہیں بن سکتا یا اگر بنایا جاتا ہے تو ملزمان بری ہو جاتے ہیں۔

بدعنوانی کے کیسوں میں اسرائیلی وزیر اعظم کرپٹ قرار:

اسرائیلی میڈیا کی رپورٹس میں بتایا گیا ہے کہ وزیر اعظم بن یامین نیتن یاہو نے میڈیا اداروں سے لاکھوں ڈالرز رشوت وصول کی۔ واضح رہے کہ اسرائیلی خاتون اول پر بھی سرکاری رقوم میں خورد برد اور اختیارات سے تجاوز کرنے والے اخراجات کی بنا پر ایک مقدمہ چل رہا ہے۔ امریکی جریدے، نیویارک ٹائمز نے ایک رپورٹ میں بتایا ہے کہ اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو نے ایک مخصوص ٹی وی نیٹ ورک کو محض اس لئے خوب نوازا کہ وہ ان کو، ان کی اہلیہ اور پارٹی کو بھرپور کوریج دے گا۔ اسرائیلی میڈیا کا کہنا ہے کہ پولیس کی جانب سے متواتر تین کیسوں میں وزیر اعظم نیتن یاہو کو بدعنوانی کا مرتکب قرار دینے کے بعد اب ساری نگاہیں اسرائیلی اٹارنی جنرل پر لگی ہوئی ہیں، جو خود بھی نیتن یاہو کے تقرر یافتہ ہیں۔ نیوزی لینڈ ہیرالڈ نے بتایا ہے کہ اگر اٹارنی جنرل، نیتن یاہو کیخلاف کیس عدالتوں میں بھیجتے ہیں تو مسٹر یاہو پہلے وزیر اعظم ہوں گے جو کرپٹ قرار دیئے گئے ہوں اور انہیں سزا ملے۔ اسرائیلی پولیس نے تازہ مقدمے کے حوالہ سے بتایا ہے کہ اس کی جانب سے پیش کی جانے والی سفارشات میں وزیر اعظم نیتن یاہو اور ان کے میڈیا گرو کہلائے جانے والے دوست اور ٹیلی کمیونیکیشن فرم "بیزاق" کے ایگزیکٹو شاؤل ایلاوَوچ سمیت ان کی اہلیہ ایریس اور نیتن یاہو کی اہلیہ سارا یاہو کو بھی ملزم نامزد کیا گیا ہے۔ اپوزیشن اراکین اور حزب اختلاف نے بھی نیتن یاہو کو کرپشن کیسوں میں پولیس کی جانب سے مجرم ٹھہرانے اور ان کیخلاف مقدمات کے چالان عدالتوں میں بھیجنے کی سفارشات کی بنیاد پر نیتن یاہو سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کیا ہے۔

ممبئی حملہ کیس میں تعاون و پیش رفت کے لیے عمران حکومت تیار:

واشنگٹن پوسٹ کو دیے گئے انٹرویو میں وزیر اعظم عمران خان نے کہا ہے "ہم بھی چاہتے ہیں کہ ممبئی حملے کے بمباروں سے متعلق کچھ کیا جائے۔ میں نے پاکستانی حکام سے کہا ہے کہ مقدمے کی تفصیلات معلوم کریں۔ اس کیس کو حل کرنا ہمارے مفاد میں ہے کیونکہ یہ دہشت گرد حملہ تھا۔ سوالات کے جواب میں عمران خان نے کہا کہ بھارتی برسر اقتدار جماعت پاکستان مخالف اور مسلم دشمن ہے، وہاں عام انتخابات ہونے والے ہیں اسی لیے ہماری دوستانہ کاوشوں کو رد کیا جا رہا ہے۔ ہم نے کرتارپور پر ویزا فری کوریڈور کھولا، امید کرتے ہیں کہ بھارت میں انتخابی عمل کے بعد ان سے دوبارہ مذاکرات شروع کر سکیں گے"۔ تو فی الحال پاکستانی حکومت کی تمام تر امیدوں کا مرکز بھارتی الیکشن کے بعد آنے والی تبدیلی ہے اور اگر یہ تبدیلی مثبت کی بجائے منفی ہوئی تو اس کے بارے میں شاید پاکستانی حکومت نے کچھ نہیں سوچ رکھا۔

نیب کے زیر حراست پروفیسر جاوید کی ہلاکت:

نیب کی جانب سے گرفتار پروفیسر جاوید کیمپ جیل میں دل کا دورہ پڑنے پر انتقال کر گئے، ہتھکڑی لگی میت کی تصویر سوشل میڈیا پر وائرل ہوگئیں جس پر نیب حکام کو سوشل و الیکٹرانک میڈیا پر سخت تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ انہیں نیب لاہور نے سرگودھا یونیورسٹی کے غیر قانونی کیمپسز کھولنے کے الزام پر گرفتار کیا تھا۔ جیل حکام کا کہنا ہے کہ پروفیسر محمد جاوید کو میڈیکل چیک اپ کے بعد دوا دے دی تھی، پروفیسر جاوید ہسپتال سے جیل کی بیرک میں پہنچتے ہی دم توڑ گئے۔ بعض تجزیہ نگاروں کے مطابق نیب کے زیر حراست ملزم کی ہلاکت اور پھر اس کے بعد ان کی لاش کی ہتھکڑیوں سمیت تصویر کا وائرل کیا جانا دراصل سیاستدانوں کو خوفزدہ کرنا مقصود تھا۔ نافرمان سیاستدان و اہم سرکاری شخصیات نیب کا نام سنتے ہی تھر تھر کانپنے لگیں اس مقصد کے لیے ایک پروفیسر کو اس ذلت آمیز انداز میں تختہ مشق بنایا گیا ایسا کرتے ہوئے نیب کی ڈوریاں ہلانے والے اصل مالکان کو کوئی خوف نہ تھا۔ یہ حقیقت عیاں ہے کہ فوجی اشرافیہ سے معاملات درست رکھنے

والوں پر نیب کبھی بھی ہاتھ نہیں ڈالے گی تاوقتیکہ کہ ان سیاست دانوں کا وقت پورا ہو جائے۔

ملعونہ آسیہ کی منتقلی کے لئے امریکی دباؤ میں اضافہ ہو گیا:

اسلام آباد میں موجود ذرائع نے بتایا کہ ملعونہ آسیہ کو رہا کرانے کی پچھلی نو سالہ کوششوں کے کامیاب ہونے کے بعد اب امریکہ اور مغربی ممالک کو یہ پریشانی لاحق ہے کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ آجانے کے باوجود ملعونہ آسیہ کو پاکستان بیرون ملک بھیجنے میں تاخیر کیوں کر رہا ہے۔ اس صورتحال کو یہ مغربی قوتیں اپنی طویل کوششوں کی کامیابی کے بعد ایک ناکامی کے طور پر دیکھ رہی ہیں۔ آسیہ ملعونہ کی رہائی پر سب سے زیادہ احتجاج کرنے والی تحریک لبیک پاکستان کے خلاف کریک ڈاؤن کر کے حکومت نے اپنے تئیں اس کی آواز تو فی الحال دبا دی ہے۔ تاہم حکومت کے لئے اصل مسئلہ یہ ہے کہ موجودہ حالات میں اگر ملعونہ کو بیرون ملک بھیج دیا جاتا ہے تو ڈنڈے کے زور پر جو چنگاری دبائی گئی ہے، وہ دوبارہ بھڑک نہ جائے۔ حکومت کو اس حقیقت کا بھی ادراک ہے کہ ختم نبوتؐ کے حساس موضوع کا تعلق صرف بریلوی مکتبہ فکر کے ساتھ نہیں جڑا ہوا، ملعونہ کی بیرون ملک منتقلی سے دیگر مکتبہ فکر کی مذہبی قوتیں بھی سڑکوں پر آسکتی ہیں۔ اور اگر مختلف مسالک اس مسئلے پر متحد ہو کر حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تو ایسی صورتحال سے نمٹنے کی سکت فی الحال نہیں ہے۔ امریکہ نے مذہبی آزادی کی خلاف ورزی کے نام پر پاکستان کا نام بلیک لسٹ میں شامل کیا ہے۔ امریکی سفیر رچرڈ اولسن نے بھی تصدیق کر دی ہے کہ ٹرمپ انتظامیہ نے حالیہ اقدام ملعونہ آسیہ کے حوالے سے اٹھایا ہے۔ سابق امریکی سفیر کے بقول واشنگٹن کو یہ فکر اس لئے بھی ہے کہ ملک کی سب سے اعلیٰ عدالت کی جانب سے آسیہ مسیح کی بریت کے باوجود مظاہرین کے دباؤ پر حکومت نے اب تک اسے اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ ملعونہ کو جلد از جلد پاکستان سے باہر نکالنے کی خواہش مند عالمی عیسائی تنظیموں کی کوشش ہے کہ کسی طرح کوئی ایک مغربی ملک، پاکستان میں اپنے سفیر کو ملعونہ آسیہ اور اس کے اہل خانہ کے لئے اپنے ملک کا پاسپورٹ جاری کرنے کی ہدایت کر دے تو وہ پاکستانی نہیں رہیں گے اور خود بخود اس ملک کے شہری بن جائیں گے۔ اس صورت میں انہیں کوئی روک نہیں سکے گا۔ تاہم اب تک کسی مغربی ملک نے پاکستان میں اپنے سفارت خانے کو ملعونہ اور اس کے خاندان کے لئے اس نوعیت کی سفری دستاویزات تیار کرنے کی ہدایت نہیں کی ہے۔ ادھر ملعونہ آسیہ کا کیس لڑنے والا وکیل سیف الملوک بھی برطانیہ میں سیاسی پناہ کے لئے ہاتھ پیر مار رہا ہے۔ برطانوی ہفت روزہ "دی اسپیکٹیٹر" کو اپنے تازہ انٹرویو میں سیف الملوک نے بتایا کہ ملعونہ آسیہ کی بریت کے بعد اس نے اسلام آباد میں واقع فرانسیسی سفارت خانے میں پناہ لی تھی۔ بعد ازاں وہ ہالینڈ فرار ہو گیا۔ مختلف مغربی ممالک کے دورے کرنے والے سیف الملوک کو امید ہے کہ اسے برطانیہ میں سیاسی پناہ مل جائے گی، جہاں اس کی بیٹی سارہ اور نواسی مقیم ہیں۔ سیف الملوک اگرچہ کانفرنسوں میں شرکت کے لئے مختلف مغربی ممالک کے دورے کر رہا ہے، تاہم اس کا مستقل قیام برطانیہ میں اپنی بیٹی کے پاس ہے، جہاں وہ اپنی شناخت چھپا کر دن گزار رہا ہے۔ سیف الملوک نے انٹرویو کرنے والی پاکستانی نژاد خاتون رپورٹر سے بھی استدعا کی کہ اس کے گھر کی لوکیشن ظاہر نہ کی جائے۔

☆☆☆☆☆

"اس وقت معرکۃ الآرا جہاد ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ مجاہدین کی مدد فرمائے۔ جو لوگ اپنی جان سے، اپنے مال سے، اپنی اشکبار آنکھوں سے یا رونے والے چہروں کی شکل بنا کر دعا نہیں کریں گے، غور سے سن لیجیے! کہ اندیشہ ہے کہ قیامت کے دن مواخذہ ہو کہ جہاد ہو رہا تھا، ہمارے بندے شہید ہو رہے تھے اور تم اپنا مال اور مکھن اور انڈے اور ڈبل روٹی اُڑا رہے تھے۔ تمہارا ایک آنسو بھی نہیں نکلا تم دعا سے بھی شریک نہیں ہوئے؟۔

لہٰذا کم از کم دو رکعات پڑھ کر رو رو کر دعائیں شروع کر دیجیے کہ اللہ ان کو فرشتوں سے مدد بھیج دے، غیب سے ان کو غلبہ عطا فرما، ان کے حوصلے بلند کر دے۔

یا اللہ! ان کے جو مخالفین ہیں یا جتنے کفار ہیں ان پر بزدلی اور جُبن مسلط فرما دے۔ اللھم الق فی قلوب اعداء الطالبین الرعب

اے اللہ طالبان کے دشمنوں کے دلوں پر رعب اور ہیبت اور جبن مسلط کر دے۔

اللھم زلزل اقدامھم

اے اللہ! ان کے قدم اکھاڑ دے۔

اس وقت وہاں سخت جنگ ہو رہی ہے۔ اس وقت ان کو پیسوں کی سخت ضرورت ہے۔ اللہ جتنی توفیق دے اتنا پیسہ دیں اور جن کے جسم میں جان ہے صحت ہے میں دعوت دیتا ہوں کہ ضرور جائیں اور وہاں جا کر ان کی حوصلہ افزائی کریں اور اس وقت ان کو ڈاکٹروں کی بھی ضرورت ہے لہٰذا جن کو اللہ تعالیٰ نے ایم بی بی ایس ڈاکٹر بنایا ہو، کچھ دن کے لیے وہ افغانستان جا کر زخمیوں کے علاج میں اپنی خدمات اور اپنا ہنر پیش کر کے اللہ پر فدا ہو جائیں"۔

شیخ العرب والعجم حضرت شاہ حکیم محمد اختر رحمہ اللہ



عشقِ آقا ﷺ میں مزہ کیا ہے؟ صحابہؓ جانیں!
شاہِ بطحیٰ ﷺ سے وفا کیا ہے؟ صحابہؓ جانیں!



ربِّ کعبہ کی قسمیں کھا کے جان دیتے تھے
جان دینے کا نشہ کیا ہے؟ صحابہؓ جانیں!

اِنفرُوا کیا ہے؟ خِفَافاً وَّثِقَالاً کیا ہے؟
رب نے قرآں میں لکھا کیا ہے؟ صحابہؓ جانیں!

چراغِ دین میں ہے روشنی صحابہؓ کی
ربِّ عالم کی رضا کیا ہے؟ صحابہؓ جانیں!

اَسوَد عَنسی ہو یا ہو مُسَیلمہ کذّاب کوئی
ایسے لوگوں کی سَزا کیا؟ صحابہؓ جانیں!



بوڑھے، معذور، خواتین بھی گھر سے نکلے
رب نے میداں میں رکھا کیا ہے؟ صحابہؓ جانیں!

ہم تو جیتے ہیں فقط عارضی دنیا کے لیے
فنائیت میں بقا کیا ہے؟ صحابہؓ جانیں!

راہِ مولا میں دشمنانِ دین سے ہدہد
جنگ لڑنے کی جزا کیا ہے؟ صحابہؓ جانیں!

(ہُد ہُد الہ آبادی)

حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کٹ مرو

"فتح مکہ کے موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لاتثریب علیکم الیوم کہہ کر قریش کے لیے عفوِ عام کا اعلان کیا تو ساتھ ہی چند مجرمینِ خاص کے قتل کا حکم ہوا۔ان میں عبدالعزیٰ بن خطل ،اس کی ایک لونڈی،حویرث بن نقید اور حارث بن طلاطل بھی تھے جنہیں قتل کیا گیا۔یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہتے تھے اور گستاخی کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم نازل فرمایا:

مَّلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا ٥ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلا (الأحزاب:٦١،٦٢)

"یہ ملعون ہیں جہاں کہیں پائے جائیں ،پکڑے جائیں اور ٹکڑے ٹکڑے کردیے جائیں جیسا کہ مفسدین کے بارے میں اللہ کی سنت ہے۔اور تم اللہ کی سنت میں کوئی تغیر و تبدل نہ پاؤ گے"۔

ابن خطل اپنے قتل کا اعلان سنتے ہی بیت اللہ کے پردوں سے لپٹ گیا۔صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے قتل کرڈالو(چاہے کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہو!)چنانچہ حضرت ابوبرزہ اسلمیؓ اور سعدؓ بن حریث نے حجرِ اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ہی اسے قتل کر ڈالا۔

پس اس مقام پریہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ وہ اللہ رب العالمین جسے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اتنی سی بے ادبی بھی گوارا نہیں کہ مومنین کی آوازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند ہوں اور اس پر اتنی سخت تنبیہ فرمائی کہ

أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ (الحجرات)

"ڈرو کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہوجائیں"۔

کیا وہ ان چوپایہ نما انسانوں کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی پر مسلمانوں کی یہ خاموشی قبول فرمالیں گے؟کیا فقط جلوس نکالنا، ٹائر اور پتلے جلانا،مغربی ممالک کے جھنڈوں کو پاؤں تلے روندنا'اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کے لیے کافی ہوگا؟روزِ حشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کس منہ سے جاؤ گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہوئی اور ہم انہی بے فائدہ تماشوں میں لگے رہے،جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سکھایا ہوا عمل کچھ اور تھا۔کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غائبانہ مدد اسی طرح ہوتی ہے؟ کیا من لی بھذاالخبیث کی نبوی پکار کا جواب یونہی دیا جاتا ہے؟ اگر حضرت عمیرؓ نابینا ہونے کے باوجود یہودیہ گستاخِ رسول تک جا پہنچتے ہیں تو کیا ایک ارب سے زائد تعداد میں دنیا کے شرق و غرب میں بکھری امت ،مٹھی بھی گستاخوں کی گردنوں تک نہیں پہنچ سکتی؟کیا اس امت میں کوئی نہیں جو گستاخِ رسول کا سرکاٹ کر بارگاہِ نبویؐ سے افلحت الوجوہ(یہ چہرے کامیاب رہیں)کی دعا کا مستحق بنے؟ ہم برباد ہوں اگر ہم اب بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت نہ کریں"۔

محسنِ امت شیخ ابو عبداللہ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ